ادْعُ إِلٰى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ
(اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ دانائی اور دل داری سے) النحل: ۱۲۵

سُرُورُ المسرور

(مجموعۂ مواعظ)

ابن مسعود ملت
ابو السرور محمد مسرور احمد

ادارہ مسعودیہ، ۶/۲، ۵-ای، ناظم آباد، کراچی
اسلامی جمہوریۂ پاکستان
۱۴۲۰ھ / ۲۰۰۰ء

Marfat.com

ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ
(اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ دانائی اور دل داری سے) النحل: ۱۲۵

سرور السرور

(مجموعہ مواعظ)

ابن مسعود ملت
ابوالسرور محمد مسرور احمد

ادارہ مسعودیہ، ۲/۶، ۵۔ای، ناظم آباد، کراچی
اسلامی جمہوریہ پاکستان
۱۴۲۰ھ / ۲۰۰۰ء

Marfat.com

حقوقِ طباعت بحقِ ادارہ محفوظ ہیں

کتاب	سرور المسرور
مصنف	ابو السرور محمد مسرور احمد
حروف ساز	سید شعیب افتخار علی (جیلانی پرنٹ انٹر پرائزز، کراچی)
طابع	حاجی محمد الیاس
طباعت	۱۴۲۰ھ / ۲۰۰۰ء
اشاعت	اوّل
مطبع	رئیل پریس، کراچی
ناشر	ادارۂ مسعودیہ، کراچی
تعداد	ایک ہزار
قیمت	۴۰ روپے

ملنے کے پتے

۱- ادارۂ مسعودیہ، ۲/۶، ۵-ای، ناظم آباد، کراچی

۲- مختار پبلی کیشنز، ۲۵ جاپان مینشن، ریگل، صدر، کراچی

۳- مکتبہ رضویہ، عقب آرام باغ، کراچی

۴- ضیاء القرآن پبلی کیشنز، گنج بخش روڈ، لاہور

۵- مکتبہ قادریہ، دربار مارکیٹ، لاہور

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حرف آغاز

یہ تقاریر و مواعظ مرشدی و والدی مسعود ملت حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مد ظلہٗ العالی کی رہنمائی میں گزشتہ تقریباً دس، بارہ سال کے دوران لکھے گئے۔ اور مختلف کتب و رسائل سے بھی استفادہ کیا گیا۔ احباب کی خواہش تھی کہ ان کو افادۂ عام کے لئے کتابی صورت میں مرتب کر کے شائع کیا جائے۔ الحمد للہ یہ کام بھی ہو گیا۔ اب یہ تقاریر و مواعظ آپ کے سامنے ہیں۔ ایک ہی موضوع کے مواعظ کو حروف ابجد لگا کر جدا کر دیا گیا ہے۔

یہ تقاریر و مواعظ مختلف مواقع کے لئے لکھے گئے تھے مثلاً عیدِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، یومِ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ، امام احمد رضا کانفرنس، عرس جد امجد مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ وغیرہ وغیرہ۔

امید ہے کہ قارئین کرام اس سے استفادہ فرما کر فقیر کو یاد رکھیں گے اور اپنی دعاؤں سے فراموش نہ فرمائیں گے۔

مولائے کریم فقیر کو بیش از بیش مسلک اہلِ سنت و جماعت کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

احقر محمد مسرور احمد عفی عنہ
۱۷-سی، پی-ای-سی-ایچ سوسائٹی
کراچی-۷۵۴۰۰
(اسلامی جمہوریہ پاکستان)

Marfat.com

ترتیب

حصہ اول

صفحات

۱- خلق عظیم ---------- ۵
۲- تعظیم و توقیر ---------- ۱۱
۳- رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ---------- ۱۸
۴- معجزہ شق القمر ---------- ۲۱
۵- رفع ذکر ---------- ۲۴
۶- احسانِ باری تعالیٰ ---------- ۲۶
۷- اللہ کا نور ---------- ۴۶

حصہ دوم

۸- حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ---------- ۵۲
۹- اللہ کے ولی ---------- ۶۰
۱۰- ارشاداتِ امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ ---------- ۶۳
۱۱- وسیلہ ---------- ۶۶
۱۲- تمغۂ محبت ---------- ۷۸
۱۳- تعظیم شعائر اللہ ---------- ۸۳
۱۴- حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ---------- ۸۶
۱۵- صادقین ---------- ۸۹
۱۶- عالم گیر شخصیت ---------- ۹۳
۱۷- تحریک پاکستان پر فکر رضا کے اثرات ---------- ۹۹
۱۸- امام احمد رضا اور حضرات نقشبندیہ ---------- ۱۰۳

حصہ سوم

۱۹- اخلاص عمل ---------- ۱۰۷
۲۰- علم اور انسان ---------- ۱۱۶
۲۱- انسان انسان کا بھائی ---------- ۱۲۲
۲۲- عفو و درگزر ---------- ۱۲۶
۲۳- سعی و جد و جہد ---------- ۱۳۵

Marfat.com

(ا)

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡم

اَعُوۡذُ بِا اللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

(الف)

وَاِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡم: (سورۂ قلم : ۴)

ترجمہ :۔اے محمد ﷺ تم اخلاق کی بڑی بلندیوں پر ہو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں۔ سارا قرآن اخلاق محمدی کا آئینہ ہے ---- یعنی آپ کی سیرت قرآن کریم کے سانچے میں ڈھلی ہوئی ہے ---- ایک طرف قرآن کو دیکھئے اور دوسری طرف آپ کی سیرت وصورت کو دیکھئے ----

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ جو آنحضرت ﷺ کے تربیت یافتہ تھے اور آغاز نبوت سے آخری وقت تک کم از کم ۲۳ برس آپ کی خدمت اقدس میں رہے تھے' ایک دفعہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے ان سے آپ ﷺ کے اخلاق وعادات کی نسبت سوال کیا آپ نے فرمایا :۔

''آپ خندہ جبیں' نرم خو' مہربان طبع تھے' سخت مزاج اور تنگ دل نہ تھے ---- کوئی ایسی بات ہوتی جو آپ کو ناپسند ہوتی تو اس سے چشم پوشی فرماتے تھے ---- کسی کو برا نہیں کہتے تھے' کسی کی عیب گیری نہیں کرتے تھے' کسی کے اندرونی حالات کی ٹوہ میں نہیں رہتے تھے۔ کوئی باہر کا آدمی اگر بے باکی سے گفتگو کرتا تو آپ تحمل فرماتے۔ جب تک بولنے والا چپ نہ ہو جاتا آپ اس کی بات درمیان میں سے نہیں کاٹتے تھے ----''

Marfat.com

اخلاق ایک ہمہ گیر خوبی ہے' دوست و دشمن' عزیز و بیگانہ' چھوٹے بڑے' امیر و غریب' صلح و جنگ' خلوت و جلوت' غرض اخلاق کی وسعتوں میں یہ سب سمائے ہوئے ہیں----

آپ کی مبارک زندگی میں بہت سے ایسے واقعات ہیں جن سے آپ کی اخلاقی بلندیوں کا اندازہ ہوتا ہے---- میں یہاں چند واقعات پیش کروں گا۔

۱- تبلیغ دین کے لئے آپ طائف تشریف لے گئے تو وہاں بازار میں کفار و مشرکین نے آپکو پتھر مارنے شروع کیے - یہاں تک کہ آپ لہو لہان ہو گئے - لیکن آپ نے طائف والوں کے لئے بدُعا تک نہ کی اور یہی فرمایا میں اللہ کی مخلوق کے لئے رحمت بن کر آیا ہوں' مصیبت بن کر نہیں۔

۲- مکہ والوں نے آپ پر طرح طرح کے ظلم و ستم کیے یہاں تک کہ آپ کا سوشل بائیکاٹ کیا- آپ اور آپ کے خاندان والے تنگ آکر پہاڑ کی گھاٹی میں چلے گئے- جہاں تین سال بڑی مصیبت میں گزارے - آپ کے ساتھیوں نے اس مصیبت کے وقت درختوں کے سوکھے پتے تک کھائے - لیکن فتح مکہ کے موقع پر جب پورے مکہ پر آپ کی حکمرانی تھی آپ نے اپنے تمام دشمنوں کو معاف کر دیا اور کسی سے ذرّہ برابر بدلا نہیں لیا۔

یہی مقصود فطرت ہے یہی رمز مسلمانی
اخوت کی جہاں گیری محبت کی فراوانی

۳- سُراقہ بن جعشم جو آپ کی جان لینے کے لئے آیا تھا جب اس کی جان آپ کے قابو میں آگئی تو آپ نے اس کو معاف کر دیا اور معافی نامے کے ساتھ امان نامہ بھی اس کو لکھ کر دے دیا تاکہ کوئی مسلمان اس کو نہ مارے۔

۴- ایک بوڑھی عورت جب آپ گلی سے گزرتے تو آپ پر گھر کا کوڑا پھینکا کرتی تھی ایک دو روز اس نے کوڑا نہ پھینکا تو آپ نے پوچھا بوڑھی عورت کا کیا حال ہے۔

Marfat.com

لوگوں نے بتایا کہ وہ بیمار ہے - آپ اس کی مزاج پرسی کے لئے اس کے گھر گئے -

آپ کی عادت تھی کہ سب سے پہلے آپ سلام کرتے' جب ملتے مسکرا کر بات کرتے ، مصافحہ کرتے تو خود ہاتھ نہ چھوڑتے جب تک کہ ملنے والا ہاتھ نہ چھوڑتا' آپ خود بات ختم کر کے پیٹھ نہیں پھیرتے تھے' جب ملنے والا بات ختم کر کے سلام کر کے چلا جاتا پھر آپ جاتے - آپ سراپا اخلاق تھے - آپ اخلاق کا حسین پیکر تھے -

اخلاق کا سب سے مقدم اور ضروری پہلو یہ ہے کہ انسان جس کام کو اختیار کرے اس پر استقلال کے ساتھ قائم رہے - آنحضرت ﷺ اپنے تمام کاموں میں اسی اصول کی پابندی فرماتے تھے ، جس کام کو جس طریقہ سے جس وقت آپ نے شروع فرمایا' اس پر برابر سختی کے ساتھ قائم رہتے تھے - آپ کا ہر کام ہمارے لئے سنت بن گیا ---

آج ہماری پستی کی بڑی وجہ یہی ہے کہ ہم اخلاق محمدی سے محروم ہو گئے' ہم نے دشمنوں کی عادتیں اپنا لیں اور حضور اکرم ﷺ کی ساری عادتیں چھوڑ دیں - اگر ہم محمد مصطفیٰ ﷺ کے اخلاق کو اختیار کر لیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم دنیا میں سربلند نہ ہوں اور ساری دنیا ہمارے قدموں پر نہ جھک جائے ---

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

وَمَا عَلَيْنَا اِلاَّ الْبَلاَغ

Marfat.com

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم
اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

(ب)

وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم : (سورۂ قلم، آیت نمبر ۴)

ترجمہ :-اور بیشک محمد ﷺ تم اخلاق کی بڑی بلندیوں پر ہو-

اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے کرم سے ہر چیز بے حساب عطا فرمائی ہے- خلق بھی وہ عطا فرمایا جس کی کوئی حد اور انتہا نہیں- خلق وہ ملکۂ نفسانیہ ہے یعنی انسان کی وہ خوبی ہے جس کو یہ خوبی حاصل ہو جائے اس کے لئے اچھے کام کرنا آسان ہو جاتا ہے-عام طور پر اخلاق حسنہ سے شخصیت کو عظمت حاصل ہوتی ہے- لیکن یہاں اخلاق حسنہ کو حضور انور ﷺ سے عظمت حاصل ہوئی-اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم

اور بیشک محمد ﷺ تم اخلاق کی بڑی بلندیوں پر ہو-

عظیم اس کو کہتے ہیں جو انسانی سمجھ سے بالاتر ہو- آپ کا علم اور آپ کا اخلاق اتنا عظیم ہے کہ کوئی انسان اس کو سمجھ نہیں سکتا- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جب حضور انور ﷺ کے خلا کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا :

"کہ رسول اللہ ﷺ کا خلق قرآن پاک ہے-

(مسلم شریف، جلد اول، صفحہ ۲۵۶)

Marfat.com

یعنی قرآن نے جس کو ناپسند قرار دیا وہ طبعی طور پر آپ کو ناپسند تھا۔ جس کو پسندیدہ قرار دیا وہ طبعی طور پر آپ کو پسند تھا۔ اسی لئے جس نے آپ کی زیارت نہ کی وہ قرآن کی زیارت کرلے اور آپ کی زیارت سے مشرف ہو جائے۔ قرآن کریم آپ کے ظاہر و باطن کا عکس جمیل ہے۔ جس طرح قرآن میں گہرائیاں ہیں اسی طرح آپ کے خلق میں بھی گہرائیاں ہیں اس کی تہہ تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ قرآن کریم میں ہر چیز کا روشن بیان ہے۔ آپ کے خلق میں بھی دنیا بھر کی ساری اچھائیاں موجود ہیں۔ آپ نے فرمایا:

"مجھے بہترین اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہے۔"

اس میں شک نہیں آپ کی تعلیم و تربیت نے معاشرے میں انقلاب برپا کر دیا۔ جس طرح آفتاب سے دنیا کی ظاہری تاریکیاں چھٹ جاتی ہیں۔ آپ کے اخلاق حسنہ سے انسان کی باطنی تاریکیاں چھٹ گئیں، فکری، علمی، اخلاقی، معاشی ہر قسم کی پراگندی ختم ہو گئی۔

آپ کے خلق عظیم کا دائرہ بہت وسیع ہے، بہت وسیع۔ عفو و درگزر، صبر و حلم، شجاعت و استقامت، جود و سخا، عدل و انصاف، صداقت و امانت، مساوات و حسن معاشرت، سادگی و انکساری، احسان مندی، حوصلہ افزائی اور سب ہی کچھ اس دائرے میں موجود ہے۔ یہاں تین مثال پیش کر کے اپنی تقریر ختم کروں گا۔

۱۔ جب یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ O (سورہ اعراف: ۱۹۹)

ترجمہ: اے محبوب معاف کرنا اختیار کرو، اور بھلائی کا حکم دو، اور جاہلوں سے منہ پھیر لو۔

قرآن کی رو سے جاہل وہ ہے جس کو درگزر کی عظمت اور نیکی کی اچھائی کا اندازہ نہ ہو۔ اس طرح بہت سے پڑھے لکھے بھی جاہل ملیں گی، جو پڑھے لکھے ضرور ہیں لیکن معاف کرنا اور نیکی کرنا جانتے ہی نہیں۔ اسلام کی نظر میں عالم وہ ہے جو اللہ اور رسول کے حکم پر اپنا سر جھکا دے، اور جاہل وہ ہے جو سرکشی و سرتابی کرے۔

Marfat.com

جب یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی تو حضور انور ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے اس کا مفہوم دریافت فرمایا۔

حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا:

"آپ کو بہترین اخلاق عطا کیے گئے ہیں۔ جو آپ سے قطعہ تعلق کرے اسے اپنے ساتھ ملائیں، جو آپ کو نہ دے اسے عطا کریں، جو آپ پر ظلم کرے اسے آپ معاف کردیں۔"

حضور انور ﷺ نے روٹھنے والوں کو ساتھ ملایا، نہ دینے والوں کو بہت کچھ عطا فرمایا، جنھوں نے آپ پر پے در پے ظلم کیے ان کو آپ نے معاف کردیا بے شک آپ اخلاق کی بلندیوں پر فائز ہیں۔

آپ نے اخلاق کو اس بلندی تک پہنچایا کہ اس بلندی تک پہنچنا کسی انسان کے بس کی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو بھی یہ توفیق عطا فرمائے جو عزیز اور رشتہ دار ہم سے تعلق توڑیں ہم حضور انور ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے ان کو اپنے ساتھ ملائیں اور جو ہم کو کچھ نہ دے ہم تاجدار دوعالم ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے ان کو ہمیشہ دیتے رہیں، اور جو ہم پر ظلم کریں ہم رحمت عالم ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے ان کو معاف کردیں اور اس کے عوض اللہ اور رسول کی خوشنودی حاصل کریں۔ آمین

یہی مقصود فطرت ہے یہی رمز مسلمانی
اخوت کی جہانگیری محبت کی فراوانی

وَمَا عَلَيْنَا اِلاَّ الْبَلاَغ

Marfat.com

(۲)

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم
اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

(الف)

وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ ----- (سورۃ الفتح: ۹)

ترجمہ: اور رسول کی تعظیم و تکریم کرو۔

اس آیہ کریمہ میں اللہ تبارک تعالی نے حضور اکرم ﷺ کی تعظیم کا حکم دیا ہے۔ یہ اللہ کا حکم ہے۔ اس لئے آپ کی تعظیم و تکریم ہر مسلمان پر فرض ہے۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں بلکہ سچ پوچھے تو ایمان کا دارومدار ہی رسول اکرم ﷺ کی تعظیم پر ہے۔

تعظیم کے معنی ہیں قول و فعل سے کسی کی بڑائی ظاہر کرنا --- تعظیم کے چار درجہ ہیں سب سے اعلیٰ درجہ سجدہ ہے۔ اس کے بعد رکوع[۲] پھر دوزانو[۳] بیٹھنا پھر کھڑا[۴] ہونا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ابلیس کو اعلیٰ درجہ کی تعظیم یعنی سجدہ کا حکم دیا لیکن اس نے اس سجدہ سے انکار کر دیا اور ہمیشہ کے لئے مردود ہوا غور فرمائیں کہ جب اعلیٰ درجہ کی تعظیم سے انکار کرنے والا مردود ہوا تو جو چھوٹے درجہ کی تعظیم یعنی حضور اکرم ﷺ کی تعظیم کے لئے کھڑے ہونے سے انکار کرے تو اس کا کیا حال ہوگا! --- اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن کریم میں حضرت آدم علیہ السلام اور ابلیس کے واقعہ کو سات جگہ تفصیل سے بیان کیا۔ اس قصہ کو بار بار ذکر کرنے کا مقصود یہی ہے کہ نبی کی تعظیم سے انکار کرنے والا اللہ کی نظر میں مردود اور مغضوب ہے۔ نبی

Marfat.com

کی تعظیم و تکریم سے انسان مشرک نہیں ہو تا بلکہ اگر مشرک ہو تو تعظیم کے فیض سے مومن ہو جاتا ہے- حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے جب جادوگر آئے تو انہوں نے اتنا آپ کا ادب کیا اور یہ پوچھا پہلے آپ اپنا عصا ڈالیں گے یا ہم اپنی رسیاں ڈالیں صرف اتنی تعظیم سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان سب جادوگروں کو مسلمان کر دیا-

قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے مسلمانوں کو کیسا ادب سکھایا- ایک جگہ فرمایا :-

"اے ایمان والو! اللہ اور رسول سے آگے نہ بڑھنا-

اور ایک جگہ فرمایا :-

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ کَجَهْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمٰلُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ o

"اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اونچی نہ کرنا اور ان کے سامنے چلا کر بات نہ کرنا- جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو- ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال برباد ہو جائیں اور تمہیں خبر تک نہ ہو-"

آپ نے ملاحظہ فرمایا، صرف حضور اکرم ﷺ کے سامنے چلا کر بات کرنے سے مسلمان مردود ہو جاتا ہے----

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا :-

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا ط (النور ۶۳)

" رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نام لے کر اس طرح نہ پکارا کرو جس طرح آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو"----

قرآن کریم کی بہت سی آیات ہیں جس میں حضور اکرم ﷺ کی تعظیم کا ذکر کیا گیا ہے----

حضور اکرم ﷺ کی مبارک محفل میں بیٹھنے والے صحابہ کرام تھے-

Marfat.com

ملاحظہ فرمائیں کہ وہ حضور اکرم ﷺ کی کیسی تعظیم کرتے تھے اور کیسا احترام کرتے تھے۔

۱۔ ''حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور اکرم ﷺ وضو فرماتے تو وضو کا مستعمل پانی بطور تبرک لینے کے لئے صحابہ ایک دوسرے پر گرے پڑتے تھے اور جب آپ کی مجلس میں بیٹھتے تو آنکھ بھر کر نہ دیکھتے، نیچی نظریں کئے بیٹھے رہتے۔''

۲۔ ''اسی طرح حضرت صحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم ﷺ کے وضو کا مستعمل پانی ایک لگن میں لائے تو صحابہ دوڑ پڑے اور سب نے پانی لے لے کر اپنے چہرے پر ملا اور جو نہ مل سکا اس نے دوسرے صحابی کے ہاتھ کی تری کو چھو لیا۔''

۳۔ حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام حضور اکرم ﷺ کے ارد گرد گھیرا ڈالے ہوئے ادب سے سر جھکائے اس طرح بیٹھے تھے گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔

۴۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک روز حضور اکرم ﷺ اپنے بال بنوا رہے تھے صحابہ کرام زمین پر گرنے سے پہلے ایک ایک بال اپنی ہتھیلیوں پر لے لیتے تھے۔

آپ نے دیکھا کہ صحابہ کرام حضور اکرم ﷺ کی کیسی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ حضور اکرم ﷺ آج بھی ہمارے سامنے ہوں تو ہم ایسی ہی تعظیم کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ایسی بات ایک مسلمان کو زیب نہیں دیتی۔ عاشق کی نظر میں محبوب کا سامنے ہونا یا نہ ہونا ایک ہے۔ ذرا غور فرمائیں بیت اللہ شریف ہماری نگاہوں سے اوجھل ہزاروں میل کے فاصلے پر ہے لیکن پھر بھی ہم نہ اس طرف تھوکتے ہیں اور نہ پیر کرتے ہیں۔ حضرت سائب بن خلاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نماز پڑھا رہا ہے، نماز پڑھاتے پڑھاتے قبلہ کی طرف تھوک دیا، حضور اکرم ﷺ ملاحظہ فرما رہے تھے، جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ آئندہ اس کے پیچھے نماز نہ پڑھنا، صحابہ نے پھر کبھی اس کے پیچھے

Marfat.com

نماز نہیں پڑھی- آپ نے غور فرمایا کہ جب کعبہ کی طرف تھوکنے والا حضور اکرم ﷺ کی نظر میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مردود ہو گیا تو جو شخص کعبے کے کعبے حضور اکرم ﷺ کی شان میں بے ادبی اور گستاخی کرے تو اس کا کیا حال ہو گا؟- جس طرح کعبہ کی بے حرمتی کرنے والا امامت کے لائق نہیں اسی طرح کعبے کے کعبے کی بے حرمتی کرنے والا بھی امامت کے لائق نہیں۔

حضور اکرم ﷺ کی تعظیم و تکریم تو کرنی ہی کرنی ہے- جن چیزوں سے آپ کو نسبت ہے ان کی بھی تکریم مسلمان ر فرض ہے اور یہ بات اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمائی کہ جس کے دل میں محبت اور خلوص ہو گا وہی ایسی چیزوں کی تعظیم کرے گا اور جو تعظیم کرے گا وہ صلہ پائے گا- صحابۂ کرام کا حال یہ تھا کہ وہ حضور اکرم ﷺ کی چادر مبارک، پیرہن مبارک، ناخن مبارک اور موئے مبارک کو جان سے لگا کر رکھتے تھے- حتیٰ کہ جب دنیا سے جاتے تو یہ تبرکات اپنی قبروں میں ساتھ لے کر جاتے- چنانچہ (۱) حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت کے مطابق اس قسم کے تبرکات ان کے جسم مبارک کے ساتھ دفن کئے گئے-(۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق حدیث میں آتا ہے کہ منبر شریف پر جہاں حضور اکرم ﷺ بیٹھتے تھے آپ اس جگہ ہاتھ پھیر کر چہرے پر مل لیا کرتے تھے- (۳) حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینے شریف میں کسی جانور پر سواری نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے مجھے شرم آتی ہے کہ جس زمین میں سرکار دو عالم ﷺ آرام فرما رہے ہیں اس زمین کو اپنے جانوروں کے سموں سے روندوں- یہ تو صحابہ کرام اور تابعین کے ادب کا حال تھا- سلطان محمود غزنوی کے حال میں لکھا ہے کہ وہ اپنے ملازم کو جس کا نام محمد تھا بغیر وضو کے آواز نہیں دیتا تھا حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کو جو کچھ ملا حضور اکرم ﷺ کی محبت اور تعظیم سے ملا اور اب بھی جو کچھ ملے گا محبت اور تعظیم و تکریم ہی سے ملے گا-

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

وَمَا عَلَيْنَا اِلاَّ الْبَلاَغ

Marfat.com

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

(ب)

وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ (الفتح: ۹)

ترجمہ :-اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو-

اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کو حضور اکرم ﷺ کی تعظیم و توقیر کا حکم دیا ہے اس سے آپ کے بلند مقام کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے-نہ صرف ہم کو حکم دیا بلکہ قرآن کریم میں خود بڑی محبت اور بڑے پیار سے آپ کا ذکر فرمایا ہے-

آپ کا آنا ایک عام انسان کا آنا نہ تھا، اللہ کے محبوب کا آنا تھا، ابراہیم علیہ السلام کی دعاؤں کا آنا تھا، عیسیٰ علیہ السلام کی خوشخبریوں کا آنا تھا، غریبوں کی تمناؤں کا آنا تھا، مظلوموں کی آرزوؤں کا آنا تھا، اندھیریوں میں روشنی کا آنا تھا-

اسی لئے قرآن کریم میں آپ کی آمد آمد کا اس طرح ذکر فرمایا :

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ○ وَمَآ اَدْرٰكَ مَالطَّارِقُ ○ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ○ (سورہ طارق : ۱-۳)

"قسم ہے رات کو آنے والے کی، تم کیا جانو وہ رات کو آنے والا کون ہے !-ارے وہ چمکتا تارا ہے-"

مکہ مکرمہ میں جب ظہور قدسی ہوا، آسمان پر ایک تارا نمودار ہوا-ہزاروں سال سے جس کا انتظار تھا، جب ایک راہب نے دیکھا تو وہ اچانک پہاڑ پر چڑھ کر چلانے لگا-

"لوگو! ہزاروں سال سے جس رسول کا انتظار تھا وہ ظاہر ہو چکا ہے،
دیکھو دیکھو آسمان پر اس چمکتے تارے کو دیکھو!"

اسی لئے قرآن کریم آپ کی قسم کھاتے ہوئے کہتا ہے :

Marfat.com

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی ۝ (سورہ نجم : ۱)

''قسم ہے اس تارے محمد ﷺ کی جب وہ آسمان سے زمین پر اترے۔''

اللہ تعالیٰ کو آپ کی نسبت سے آپ کے والدین سے بھی پیار ہے۔ اتنا پیار کہ جہاں آپ کی قسم کھائی ہے وہاں ان کی بھی قسم کھائی ہے۔

اور ایک جگہ یوں فرمایا :۔

وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۝ (سورۃ بلد : ۳)

اور تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی قسم اور اس کی اولاد کی کہ تم ہو۔ ﷺ

پھر جس شہر مقدس میں حضور انور ﷺ کا ظہور ہوا، جہاں آپ کا بچپن گزرا، جہاں آپ کی جوانی گزری، جہاں آپ پر وحی نازل ہوئی، جہاں آپ نے اعلان نبوت فرمایا ہاں اس شہر مبارک کو یہ وقار ملا کہ اللہ نے اس کی قسم فرمائی۔ ارشاد ہوتا ہے :

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝ وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝ (سورۃ بلد : ۲-۱)

ترجمہ : ''ہمیں قسم ہے اس شہر کی اے محبوب تم جو اس شہر میں چلتے پھرتے ہو''

غور فرمائیں کہ جب اس شہر مقدس کا یہ مقام ہے تو سرکار دو عالم ﷺ کا کیا مقام ہو گا؟

اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب ﷺ سے بڑا ہی پیار ہے۔ آپ کے روشن چہرے اور اس مکھڑے پر بکھری ہوئی کالی کالی زلفوں کا اس طرح ذکر فرمایا!۔

وَالضُّحٰی ۝ وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی ۝ (سورۃ الضحیٰ : ۱-۲)

''قسم ہے اس روشن دن کی اور قسم ہے اس اندھیری رات کی جب وہ چھا جائے۔''

یعنی قسم ہے اس چہرہ زیبا کی اور قسم ہے اس زلف سیاہ کی جب وہ اس گورے مکھڑے پر بکھر جائے۔ سبحان اللہ! سبحان اللہ!۔

آپ کے چہرہ انور کی جب یہ شان ہے تو آپ کے سینہ مبارک کی کیا شان ہو گی۔ اس کی شان یہ ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو علوم ماکان وما یکون کا گنجینہ بنا دیا۔ اس مبارک سینے کے لئے فرمایا :

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ (سورۃ الانشرح : ۱)

''اے محبوب کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا؟''

Marfat.com

جس مبارک سینہ کو اللہ نے کشادہ کیا ہو اس کی وسعتوں کا کیا عالم ہو گا! - جو اس مبارک سینے سے لگ گئے ان کے سینے ایسے کھلے کہ علوم و معارف کے دریا بہنے لگے بلکہ جنھوں نے اس مبارک سینہ کی یاد کو دل سے لگا کر رکھا ان کے سینے سے علوم و معارف کے چشمے ابلنے لگے -

حضور انور ﷺ کی پاک زندگی بے عیب تھی، اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس بے عیب زندگی کا یوں تعارف کرایا :

مَاضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰیo وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰیo اِنْ هُوَ اِلاَّ وَحْیٌ يُّوْحٰیo (سورہ نجم : ۴-۲)

"مسلمانو! یہ تمہارے دمساز، یہ تمہارے غمخوار، نہ گمراہ ہوئے اور نہ بے راہ ہوئے - وہ جو کچھ بولتے ہیں ہمارے ہی تکلوانے سے بولتے ہیں -"

بلا شبہ آپ کی مقدس زندگی صراط مستقیم کی نشانی ہے اور اس لائق ہے کہ اس کی قسم کھائی جائے - خود اللہ تعالیٰ آپ کی قسم فرما رہا ہے -

" اے محبوب! تمہاری قسم، تمہاری زندگی کی قسم -"

ہاں اس حسین و خوبصورت محبوب کی یہ شان نہیں کہ اس کو عام لوگوں کی طرح پکارا جائے - اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اور نبیوں کا نام لے کر پکارا ہے مگر آپ کا نام لے کر نہیں پکارا - لوگ سرکار دوعالم ﷺ کو پکارنے پر اعتراض کرتے ہیں، قرآن کہتا ہے :- "ہاں پکارو پکارو مگر اس طرح نہ پکارنا جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو -" (سورہ نور)

خبردار! ع

نفس گم کردہ می آید، جنیدو بایزید ایں جا

اللہ تعالیٰ کے دربار میں محبوب رب العالمین کا کتنا احترام ہے - فرمایا ہم نہ ان سے روٹھتے ہیں، نہ ان کو چھوڑتے ہیں، وہ تو ہمارے آمنے سامنے ہیں - ان کے چہرے کا سویرا اور ان کے زلفوں کی شام ہمارے سامنے ہیں - وہ کتنے اچھے لگتے ہیں، وہ کتنے پیارے لگتے ہیں - ہاں ؎

بے مثالی کی ہے مثال و حسن
خوبی یار کا جواب کہاں!

وَمَا عَلَيْنَا اِلاَّ البَلاَغ

Marfat.com

(۳)

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ –(سورۃ انبیآ : ۱۰۷)

ترجمہ :-اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر دونوں عالم کے لئے رحمت بنا کر۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کی رحمت کا ذکر فرمایا ہے۔ حضور اکرم ﷺ تمام جہانوں کے لئے رحمت ہیں۔آپ کی رحمت و شفقت مردوں پر بھی ہے اور عورتوں پر بھی، بزرگوں پر بھی ہے اور نوجوانوں پر بھی۔ میں یہاں بچوں پر حضور اکرم ﷺ کی رحمت خاص کا ذکر کروں گا اور اس سلسلے میں چند واقعات پیش کروں گا۔

۱- ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے ایک شیر خوار بچے کو گود میں لیا، بچے کی ماں نے کہا بھی کہ کہیں بچہ ناپاک نہ کر دے مگر آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔اس بچے نے ناپاک کر دیا اور حضور اکرم ﷺ نے کچھ نہ فرمایا بلکہ اپنے دامن پر پانی بہا کر دامن کو پاک کر لیا۔
یہ تھی حضور اکرم ﷺ کی بے مثال شفقت----

۲- ایک دفعہ آپ نماز پڑھ رہے تھے سجدے کی حالت میں حضرت حسن یا حضرت حسین جو بچے ہی تھے، آپ کی پیٹھ پر چڑھ گئے، آپ نے ان کی خاطر سجدہ طویل کر دیا اور ان کو پیٹھ سے گرانا گوارا نہ فرمایا۔

۳- ایک دفعہ آپ جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ جو بچے ہی تھے سامنے سے چلے آ رہے ہیں آپ نے خطبہ کی حالت میں بڑھ کر اُن کو گود میں اُٹھا لیا اور اپنے پاس بٹھا کر خطبہ ارشاد فرمایا۔

Marfat.com

۴- آپ گلی کوچوں میں نہایت شفقت و محبت سے دوسرے لوگوں کے بچوں کو گود میں اٹھا اٹھا کر پیار کرتے تھے اور ان کی غم خواری اور دل داری فرمایا کرتے تھے-

۵- ایک صحابی نے بچپن میں ایک پرندہ پالا تھا' اتفاق سے وہ پرندہ مر گیا' وہ صحابی غمگین بیٹھے تھے- جب حضور اکرم ﷺ نے ملاحظہ فرمایا تو ان کے پاس بیٹھ کر ان کا دل بہلاتے رہے-

۶- حضور اکرم ﷺ بچوں کو اپنے ساتھ کھلایا کرتے تھے اور یہ فرماتے تھے کہ جس دستر خوان پر بچے ہوں اس دستر خوان پر رحمت ہی رحمت ہوتی ہے- ایک صحابی فرماتے ہیں کہ بچپن میں وہ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے اور طشتری میں چاروں طرف ہاتھ مار رہے تھے- حضور اکرم ﷺ نے پیار سے فرمایا-

''اپنے سامنے سے اور داھنے ہاتھ سے کھاؤ''

الغرض حضور اکرم ﷺ بچوں پر بہت شفیق اور مہربان تھے' اسی لئے آپ کی محبت میں حسین جیسے بچے پروان چڑھے- حقیقت یہ ہے بچوں کو الگ تھلگ رکھنے سے ان میں احساس محرومی پیدا ہوتا ہے جو زندگی کو تباہ کر دیتا ہے' ہماری مسجدوں میں بچے نماز پڑھنے جاتے ہیں تو ہمارے بعض بزرگ گھرکیاں اور جھڑکیاں دے کر بچوں کو ہٹا دیتے ہیں- حالانکہ ان کو محبت و شفقت کے ساتھ صف کے داھنی یا بائیں طرف کھڑا کر دینا چاہیۓ- اسی طرح اسکولوں کے بچوں کو باہر سے آنے والے مہمانوں کے استقبال کے لئے گھنٹوں سڑکوں پر دھوپ میں کھڑا رکھا جاتا ہے' یہ سب باتیں سنت کے خلاف ہیں اور بچوں میں احساس کمتری پیدا کرتی ہیں- حضور اکرم ﷺ کے حسن سلوک اور شفقت و مہربانی سے بچوں کے دل بڑھتے تھے-

کمیونسٹ ملکوں میں اور سوشلسٹ ملکوں میں بچے آغوش مادر سے محروم ہیں- ان کی تربیت گاہیں الگ ہیں اور مجلسوں اور محفلوں میں ماں باپ شریک ہوتے ہیں- لیکن بچوں کو الگ رکھا جاتا ہے جس بچے کو ماں کا پیار نہ ملا ہو وہ وحشی اور بے رحم ہو جاتا ہے- یہی وجہ ہے کہ ان

Marfat.com

ممالک کے جوانوں میں وحشت اور بے رحمی پائی جاتی ہے۔ اسلام نے بچوں کی تربیت کا جو سلیقہ سکھایا ہے۔ اس سے تاریخ میں اسماعیل جیسے اور حسین جیسے بچے سامنے آئے۔

علامہ اقبال نے اسلامی طریقہ تربیت کو اس شعر میں بیان فرمایا ؎

تجھے یاد کیا نہیں ہے میرے دل کا وہ زمانہ
وہ ادب گہہ محبت وہ نگاہ کا تازیانہ

اسلام کا سبق یہی ہے کہ بچوں کو محبت سے پالا جائے اور نگاہوں سے سنبھالا جائے۔

میرے جدّ امجد مفتی اعظم ہند شاہ محمد مظہر اللہ رحمۃ اللہ علیہ جن کا عرس پاک 14 شعبان کو ہونے والا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کے سچے عاشق اور سچے اطاعت گزار تھے' بچوں سے بہت پیار فرماتے' بچوں پر شفقت فرماتے' بچوں کی خود تربیت فرماتے' بچوں کے ساتھ کھانا کھاتے' بچوں کو سیر و تفریح کے لئے ساتھ لے جاتے، بچوں کو پڑھاتے، بچوں سے تقریر کرا کر ان کی ہمت بڑھاتے۔

الغرض ان کی صحبت میں بچے بن سنور کر اُٹھتے اور چھوٹی عمر میں وہ لیاقت پیدا کر لیتے اور وہ تربیت پا لیتے جو اسکولوں اور کالجوں کے طلبہ کو بھی نصیب نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم کو حضور اکرم ﷺ اور آپ کے محبوبوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حقیقت میں محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم حضور اکرم ﷺ کے ہر نمونے کو اپنائیں' ہمارا دل چاہے یا نہ چاہے' ہم وہی چاہیں جو اللہ کا محبوب اور دو عالم کا مقصد چاہتا ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلاَّ الْبَلاَغ

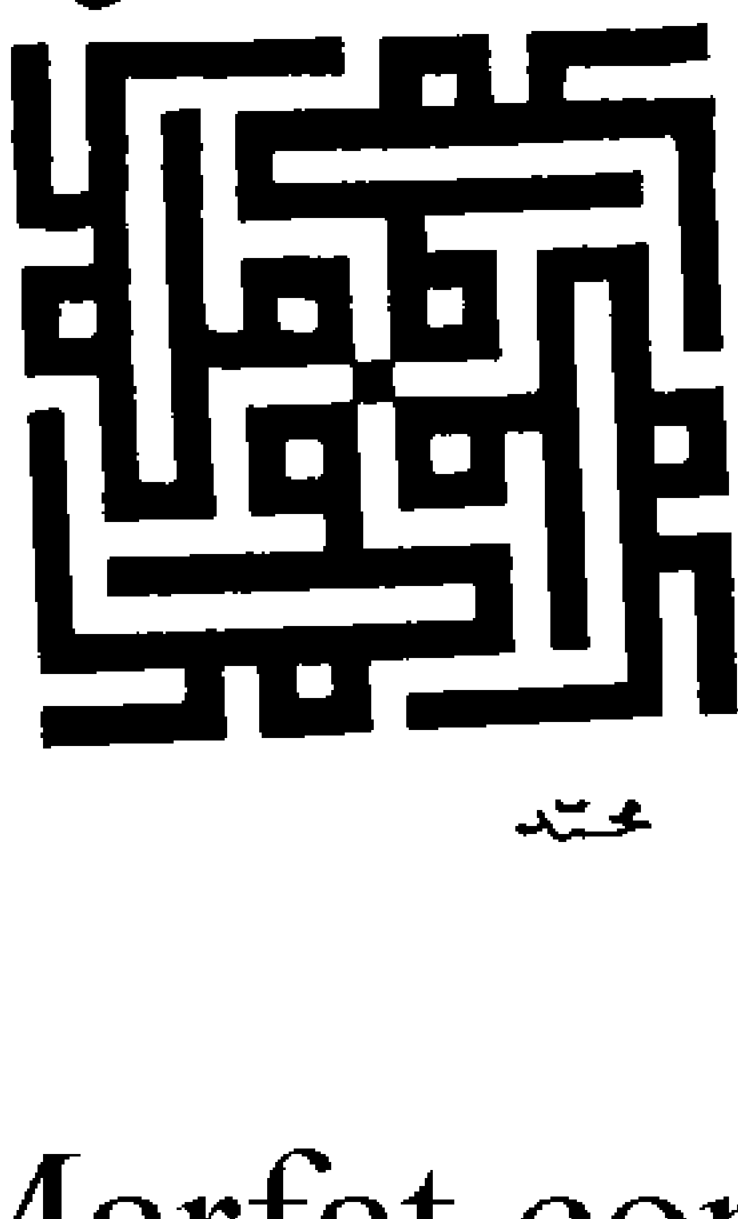

محمد

Marfat.com

(۴)

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ (القمر: ۱)

قیامت نزدیک آگئی اور چاند پھٹ گیا۔

حضور ﷺ نے کفار و مشرکین عرب کو قیامت کی خبر سنائی تو ان کو یقین نہیں آیا اور وہ یہ کہنے لگے کہ کیا یہ بھی ممکن ہے کہ مر کر دوبارہ زندہ ہو جائیں، پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح اڑنے لگیں اور چاند، تارے آسمان سے گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ وہ آپ ﷺ کی نبوت و رسالت پر بھی یقین نہیں رکھتے تھے اور آپ کو اپنا جیسا انسان سمجھتے تھے۔ انہوں نے آپ سے نبوت کی دلیل طلب کی اور وہ معجزہ دکھانے کی درخواست کی تو آپ نے انگشت مبارک سے چاند کو اشارہ فرمایا اور وہ اشارہ پاتے ہی فوراً دو ٹکڑے ہو گیا یہ منظر سب نے دیکھا اور سب حیران رہ گئے۔

اس معجزے میں اللہ تعالیٰ نے ایک طرف تو یہ بتایا کہ وہ لوگ جو قیامت کا انکار کرتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ چاند، تارے قیامت کے دن آسمان سے گر کر کس طرح ٹکڑے ٹکڑے ہوں گے اب اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ گویا جو قیامت کل آنے والی تھی آج ہی آگئی۔ دوسری طرف اس معجزے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو اپنے فضل و کرم سے کتنی قدرت اور اختیار عطا فرمایا ہے کہ آپ کا حکم نہ صرف زمین پر بلکہ آسمان پر بھی چلتا ہے اور جو آپ فرماتے ہیں وہ ہو کر رہتا ہے اور اس میں کوئی شک

Marfat.com

نہیں کہ آپ کا حکم سارے عالم میں جاری ہے۔ میں یہاں چند مثالیں پیش کرتا ہوں۔ جس سے آپ ﷺ کی حکمرانی کا اندازہ ہوگا۔

۱۔ مکہ شریف سے ہجرت کے وقت ایک کافر جس کا نام سراقہ تھا آپ کو شہید کرنے کے ارادے سے آپ کا پیچھا کرتے ہوئے قریب آگیا آپ نے زمین کو حکم دیا تو سراقہ کا گھوڑا زمین میں دھنسنے لگا۔ پھر جب اس نے آپ کی دھائی دی تو آپ کی دعا سے زمین سے باہر نکلا اور آپ کو شہید کرنے سے بعض آیا۔

۲۔ ایک مرتبہ مدینے کے قرب وجوار میں قحط پڑا، لوگ پانی کو ترسنے لگے۔ آپ نے جمعہ کے خطبہ میں بارش کے لئے دعا فرمائی، دعا کا کرنا تھا کہ دیکھتے ہی دیکھتے گھٹائیں چھائیں اور موسلا دھار بارش ہونے لگی اور دوسرے جمعہ تک ہوتی رہی۔ آپ نے دیکھا بادل بھی آپ کے حکم سے چلتے ہیں۔

۳۔ ایک مرتبہ ریگستان میں آپ کو قضائے حاجت کی ضرورت پیش آئی۔ قریب کوئی درخت نہ تھا جس کی آڑ میں اپ بیٹھتے کچھ فاصلے پر ایک دو درخت نظر آئے آپ نے ان کو حکم دیا اور وہ دونوں درخت ایک جگہ آکر مل گئے آپ نے ان کی آڑ میں رفع حاجت فرمائی اور پھر وہ دونوں درخت اپنی اپنی جگہ چلے گئے۔ آپ نے دیکھا کہ درخت بھی آپ کا حکم مانتے ہیں۔

۴۔ ایک اونٹ بوڑھا ہو گیا تھا جس کے مالک جب اس کو ذبح کرنے لگے تو وہ بھاگ کر حضور ﷺ کی خدمت میں آیا اور فریاد کرنے لگا۔ پیچھے اس کا مالک بھی آگیا حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ شکایت کر رہا ہے کہ جب یہ جوان تھا تو تم نے اس سے کام لیا اور اب بوڑھا ہو گیا تو ذبح کر رہے ہو۔ انہوں نے کہا یہ سچ کہتا ہے۔ آپ نے فرمایا! کہ اسے آزاد کر دو۔ انہوں نے آزاد کر دیا۔ آپ نے دیکھا کہ جانور بھی آپ کی پناہ میں آرہے ہیں اور آپ کے حضور فریاد کر رہے ہیں۔

Marfat.com

۵- ایک مرتبہ ابو جہل آپ کے پاس آیا اور یہ کہا کہ آپ اگر سچے نبی ہیں تو بتائیں میری مٹھی میں کیا ہے- آپ نے فرمایا کہ میں یہ بتاؤں کہ تیری مٹھی میں کیا ہے یا جو کچھ تیری مٹھی میں ہے وہ یہ بتائے کہ میں کون ہوں ؟- اس نے کہا اس سے اچھی کیا بات ہے- آپ نے فرمایا سنو- جب اس نے مٹھی کو کان سے لگایا تو مٹھی میں بند کنکریوں میں سے آواز آرہی تھی-

لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ آپ نے دیکھا کہ پتھر بھی آپ کے اشاروں پر کلمہ پڑھ رہے ہیں-

ان واقعات سے واضح ہو گیا کہ حضور اکرم ﷺ آسمان پر بھی چلتا ہے، زمین پر بھی چلتا ہے، درختوں پر بھی چلتا ہے، پتھروں پر بھی چلتا ہے اور جانوروں پر بھی چلتا ہے کیوں نہ ہو کہ آپ اللہ کے محبوب ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مختار بنایا ہے اور چاند کے دو ٹکڑے کر کے آپ کا اختیار دکھایا ہے- آپ کی محبوبیت کی تو یہ شان ہے کہ خود اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے آپ پر درود و سلام بھیج رہے ہیں اور ہر لمحہ آپ کی شان بڑھا رہے ہیں- اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور اکرم ﷺ کی اطاعت اور معیت سے بہر ور فرمائے- آمین -

کی محمد ﷺ سے وفا تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح قلم تیرے ہیں-!

وَمَا عَلَيْنَا اِلاَّ الْبَلاَغ

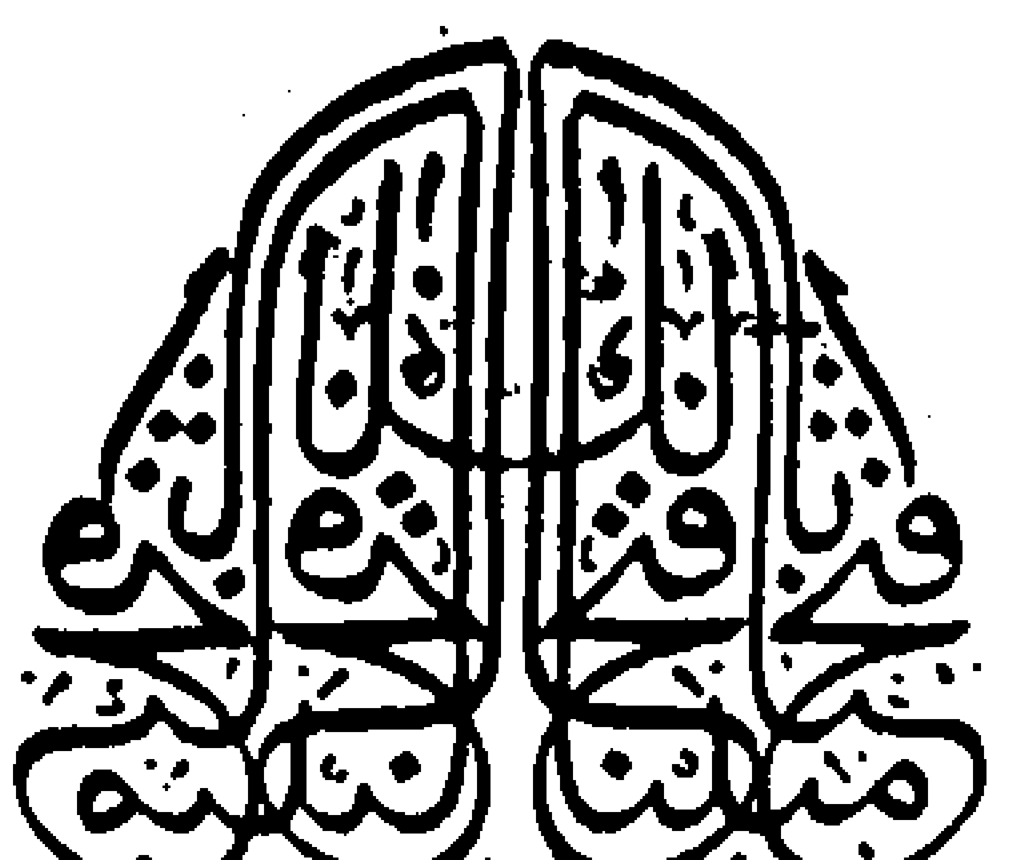

Marfat.com

(۵)

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

اَعُوْذُ بِا اللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی ۝ (سورۃ الضحیٰ : ۴)

اور بے شک آپ کی ہر آنے والی گھڑی پچھلی گھڑی سے بہتر ہے۔

یعنی آپ ایسے محبوب ہیں کہ آپ کی محبوبیت کی شان برابر بڑھتی رہے گی۔اور ایسے کامل ہیں کہ آپ کے کمال میں ہر لحہ اضافہ ہوتا رہے گا اور کیوں نہ ہو کہ خود اللہ تعالیٰ نے آپ کی شان کو بڑھایا ہے۔

چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے۔

"وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ" ۝ (سورۃ نشرح : ۴)

اور اے محبوب ہم نے آپ کے ذکر کو بلند کیا۔

اور جس ذکر کو اللہ بلند کرے وہ ذکر گھٹتا نہیں بلکہ ہمیشہ بڑھتا رہتا ہے۔

حضور اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کی صفات کا آئینہ ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے فرمایا ہے۔

"کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَاْنٍ" ۝ (سورۃ رحمٰن : ۲۹)

وہ ہر دن ایک نئی شان میں جلوہ گر ہوتا ہے۔

اور اپنے محبوب کی شان بھی یہ بتائی کہ آپ کی زندگی کی ہر آنے والی گھڑی پچھلی گھڑی سے بہتر ہے اور نہ صرف آپ کی یہ شان ہے بلکہ آپ کے غلام جو آپ کے دامن سے وابستہ ہیں ان کی شان بھی آپ کے طفیل ہی ہے کہ وہ گھٹتے نہیں برابر بڑھتے رہتے ہیں۔اسی لئے

Marfat.com

علامہ اقبال نے فرمایا :۔

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن
گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان

حضور اکرم ﷺ کا سارے عالم میں چرچا ہے اور یہ چرچا بڑھتا ہی جاتا ہے۔ ساری دنیا کی مسجدوں میں ہر روز پانچ دفعہ اذانوں میں اور پانچ دفعہ اقامت میں آپ کا نام پکارا جاتا ہے اور ہر نماز میں نہ معلوم کتنے نمازی التحیات میں آپ پر درودو سلام بھیجتے ہیں۔ اس طرح ساری دنیا میں صرف ایک دن میں کروڑوں بار آپ کا نام لیا جاتا ہے اور آپ پر درود و سلام بھیجا جاتا ہے۔ دن رات کا کوئی لمحہ ایسا نہیں جس میں دنیا کے کسی نہ کسی گوشے میں حضور اکرم ﷺ پر درودو سلام نہ بھیجا جارہا ہو۔ بیشک ع

بول بالا ہے ترا ذکر ہے اونچا تیرا

وَمَا عَلَیْنَا اِلاَّ البَلاَغ

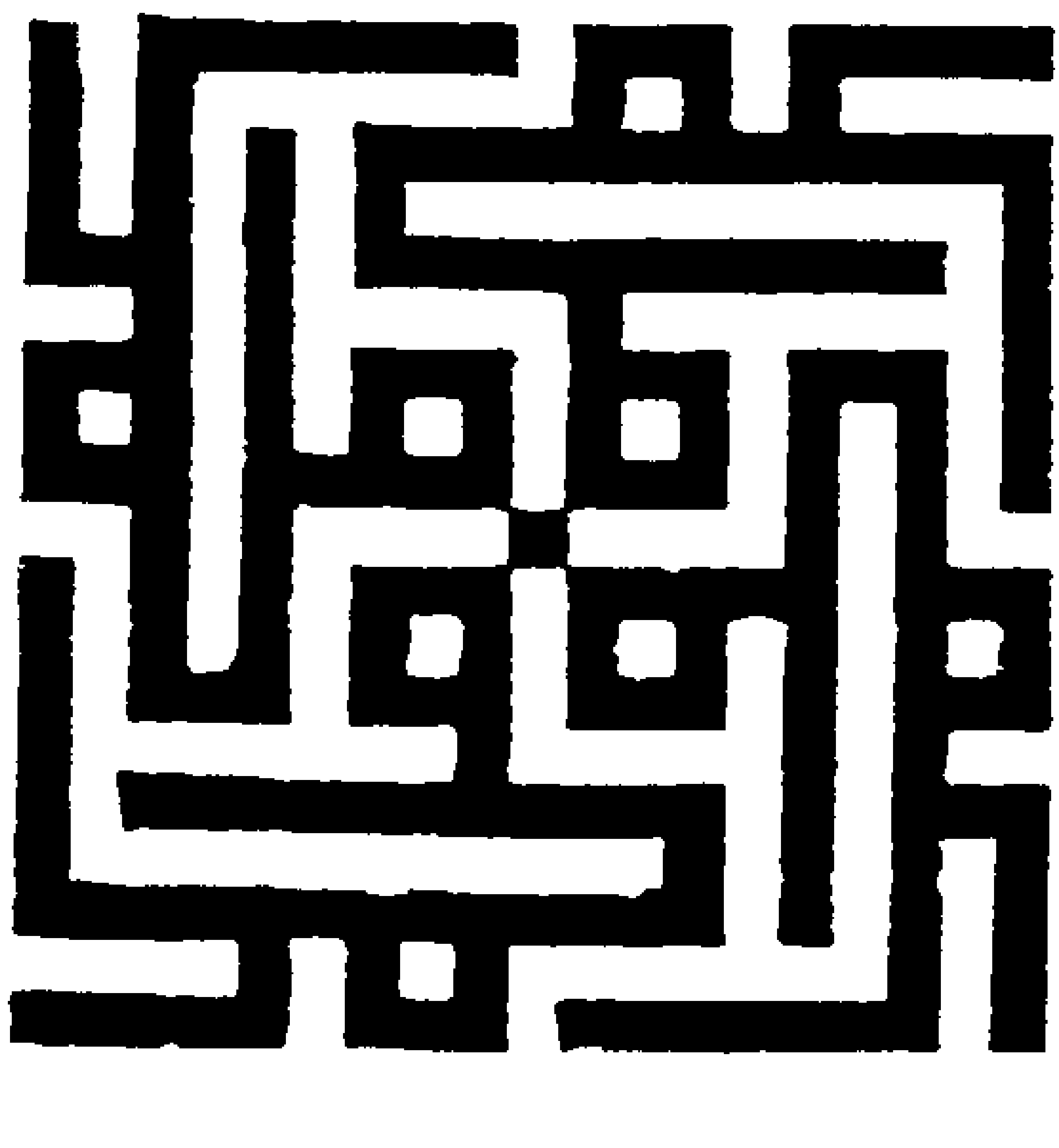

Marfat.com

(۶)

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم
اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

(الف)

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَ یُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ ج وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ o (آل عمران : ۱۶۴)

ترجمہ :-

"بے شک اللہ نے مسلمانوں پر بڑا احسان کیا کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور اس میں شک نہیں کہ اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں تھے ----"

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اس ایک احسان عظیم میں، مسلمانوں پر اپنے چار

Marfat.com

احسانات کا ذکر فرمایا ہے---- پہلا احسان یہ کہ آپ ان ہی میں سے خاتم النبیین بن کر تشریف لائے---- دوسرا احسان یہ کہ آپ ان کو وہ کلام الٰہی پڑھ کر سناتے ہیں جس کا صدیوں سے انتظار تھا---- تیسرا احسان یہ کہ آپ نہ صرف قرآن حکیم پڑھ کر سناتے ہیں بلکہ ان کے باطنی زنگ کو دور فرما کر دلوں کو روشن کرتے ہیں---- چوتھا احسان یہ کہ آپ ان کو اس کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں جو نہ کسی کان نے سنی اور نہ کسی دماغ نے سوچی----

اس کائنات میں ہر نعمت اللہ ہی کی نعمت ہے، کسی غیر کی نعمت نہیں---- مگر صرف ایک نعمت پر احسان جتایا---- جس نعمت پر احسان جتایا جاتا ہے وہ اس نعمت کی عظمت کی دلیل ہوتی ہے---- آپ وہ عظیم نعمت ہیں جس کا ذکر سب سے پہلے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کے سامنے اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا---- ارشاد ہوتا ہے :-

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ O (سورۃ آل عمران : ۸۱)

ترجمہ :-

"اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا، جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا----"

---- فرمایا کیوں "تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا؟----" سب نے عرض کی، "ہم نے اقرار کیا----" فرمایا "پھر ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں----"

Marfat.com

اللہ اکبر! کس شان سے یہ عہد لیا گیا!----

حضور اکرم ﷺ کی تشریف آوری سے لاکھوں کروڑوں برس پہلے انبیاء سے یہ عہد لیا---- اور حضور اکرم ﷺ کا انبیاء کے سامنے پہلی بار ذکر فرمایا---- کس نے ذکر فرمایا؟---- اللہ تبارک تعالیٰ نے---- کس کے سامنے ذکر فرمایا؟---- انبیاء کے سامنے فرمایا----اس سے حضور اکرم ﷺ کی کمال عظمت کا اندازہ لگائیں---- پھر اس عہد کو بار بار یاد دلایا گیا، اس سے اس کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے----ارشاد ہوتا ہے :-

وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ مِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ----o

(سورۃ مائدہ : ۷)

ترجمہ :-

"اور یاد کرو اللہ کا احسان اپنے اوپر اور وہ عہد جو اس نے تم سے لیا جب کہ تم نے کہا کہ ہم نے سنا اور مانا----اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ دلوں کی بات جانتا ہے----"

اللہ تعالیٰ نے عہد لیتے وقت حضور اکرم ﷺ کا نام ظاہر نہ فرمایا---- کسی کا نام ظاہر نہ کرنا اس کی عظمت کی دلیل ہے---- جب کسی عظیم شخصیت کا تعارف کرایا جائے تو اس کا نام لیا نہیں جاتا بلکہ اس کے آنے کا ذکر کیا جاتا ہے-اور اس کے فضائل و کمالات بیان کئے جاتے ہیں---- قرآن کریم میں آپ دیکھیں بلکہ قرآن کریم اس کی شہادت دیتا ہے کہ قرآن کریم سے پہلے جتنی کتابیں تھیں سب کتابوں میں حضور اکرم ﷺ کی آمد آمد کا ذکر ہے---- ہر کتاب سے آواز آرہی ہے، وہ آنے والے ہیں، وہ آنے والے ہیں، وہ آنے والے ہیں---- تمام مذاہب کی کتابوں میں سرکار کا ذکر ہے---- چنانچہ :-

Marfat.com

زبور میں حضرت داؤد علیہ السلام فرمارہے ہیں :-

"وہ آرہاہے---- وہ زمین کی عدالت کرنے کو آرہاہے---- وہ صداقت سے جہاں کی اور اپنی سچائی سے قوموں کی عدالت کرے گا----"

انجیل میں ہے :-

"اے اللہ! اپنے رسول کو بھیجئے!----اے محمد! دنیا کی نجات کے لئے جلد آیئے----"

اور انجیل ہی میں ہے :-

"مبارک ہو وہ دن جس دن تو اس میں تشریف فرما ہو----"

توریت میں ہے :-

----ایک پیغمبر آخر زمانے میں مبعوث ہوگا----

----اس کی جائے پیدائش مکہ ہوگی----

----اور ہجرت کا مقام طیبہ (مدینہ) ہوگا----

اللہ اللہ! کیسی واضح نشانیاں ہیں، ان علامتوں نے شک و شبہ کی گنجائش ہی نہ چھوڑی----

آپ آخر زمانے میں تشریف لائے----

آپ کی ولادت باسعادت مکہ معظمہ میں ہوئی اور آپ نے مدینہ طیبہ ہجرت فرمائی----

ہندوؤں کی مذہبی کتابوں میں (جو بعثت محمدی سے ہزاروں برس پہلے مدون ہوئیں) آپ کی آمد آمد کا ذکر ہے----چنانچہ بھوشیہ پراں میں ہے :-

O----اس دنیا میں محمد ﷺ پیدا ہوں گے----

O----جن کے سر پر بادل سایہ کرے گا----

O----ان کے جسم کا سایہ نہ ہوگا----

Marfat.com

O---ان کے جسم پر مکھی نہ بیٹھے گی---

O---وہ زمین کو لپیٹ جائیں گے- یعنی ان کا پیغام زمین پر پھیل جائے گا---

O---دنیا کے لئے کچھ تلاش نہ کریں گے--- یعنی دنیوی چیزوں سے بے تعلق رہیں گے---

O---تمام عمر کم کھائیں گے---

O---وہ اللہ کے محبوب ہوں گے---

مندرجہ بالا تمام تفصیلات کی تصدیق قرآن حکیم کی اس آیت سے ہوتی ہے---

وَاِنَّهٗ لَفِیْ زُبُرِ الْاَوَّلِیْنَO (سورۃ شعراء : ۱۹۶)

ترجمہ :-"اور بے شک اس کا ذکر اگلی کتابوں میں ہے-" یعنی حضور اکرم ﷺ کا---

یہ وہ عظیم نعمت ہے جس کا اللہ تبارک و تعالیٰ نے احسان جتایا اور جس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے کعبہ کی بنیادیں اٹھاتے وقت یاد فرمایا اور یہ دعا فرمائی---

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِكَ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَیُزَكِّیْهِمْ ؕ (سورۃ البقرہ : ۱۲۹)

ترجمہ :-

"اے ہمارے رب اور بھیج ان میں ایک رسول ان میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انھیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرمادے---"

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جس رسول کے لئے دعا فرمائی تھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک عظیم محفل میں اس کی آمد کا اعلان کیا اور اس کا نام بھی بتادیا--- جس کی گواہی خود قرآن حکیم دے رہا ہے :-

Marfat.com

وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقاً لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰۃِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ ط (سورۃ الصف : ۶)

ترجمہ :-

”اور یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوں اور اس رسول کی بشارت سناتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے، ان کا نام احمد ہوگا----“

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا :-

اَلَّذِیْ یَجِدُوْنَہٗ مَکْتُوْباً عِنْدَھُمْ فِی التَّوْرٰۃِ وَالْاِنْجِیْلِ ز-

(سورۃ الاعراف : ۱۵۷)

ترجمہ :-

”جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں----“

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں---- میں عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں----

تو میں عرض کررہا تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی---- اور جو آیت میری تقریر کا عنوان ہے---- درحقیقت اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کے قبول ہونے کی بشارت ہے---- دعا میں جس جس آرزو کا اظہار کیا گیا تھا وہ ساری آرزوئیں پوری کردی گئیں---- اللہ اکبر----

مثلاً :-

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا فرمائی تھی- انہیں میں سے رسول بھیج---- اللہ

Marfat.com

تبارک و تعالیٰ فرمارہا ہے :-

''ہم نے تم پر احسان کیا کہ تم ہی میں سے ہم نے نبی بھیجا---''

پھر فرمارہے ہیں---ایسا نبی مبعوث فرما جو ان کے دلوں کو صاف کرے---اللہ تبارک و تعالیٰ فرمارہا ہے :-

''ویزکیھم'' اس کی شان یہ ہے کہ وہ دلوں کو صاف کرتا ہے-

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا کتاب و حکمت کی تعلیم دے---اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے---''وَیُعَلِّمُھُمُ الکِتٰبَ وَالحِکْمَۃَ---'' یہ تمہیں کتاب بھی سکھاتے ہیں اور حکمت بھی سکھاتے ہیں---

جو باتیں میں نے عرض کیں وہ تشریف آوری سے سینکڑوں برس پہلے کی باتیں ہیں---

پھر جب آپ تشریف لے آئے---تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے عالم انسانیت سے فرمایا :-

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَ تْکُمْ مَّوْعِظَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِلا وَھُدًی وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَo قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا ھُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَo

(سورۃ یونس : ۵۷-۵۸)

ترجمہ :-

''اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آئی اور دلوں کی صحت اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کے لئے،---تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اس کی رحمت، اسی پر چاہئے کہ خوشی کریں---وہ ان کے سب دھن دولت سے بہتر ہے---''

اس آیت میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسلام سے سرفرازی اور حضور اکرم ﷺ کی تشریف

Marfat.com

آوری پر خوشی منانے کا حکم دیا ہے---- بظاہر تو یہ خوشی ہر وقت منائی جا سکتی ہے لیکن اکابرین امت نے اس خوشی کو حضور اکرم ﷺ کی یوم ولادت باسعادت میں مخصوص کر دیا---- اس لئے کہ انبیاء علیہم السلام اور اللہ کے محبوبوں کے آنے کے دن اور جانے کے دن خاص ہوتے ہیں اور ان کے منانے کا حکم قرآن حکیم میں خود موجود ہے---- چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا گیا :----

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ ط (سورۃ ابراہیم : ۵)

ترجمہ :-

اور انہیں (یعنی امت کو) اللہ کے دن یاد دلاؤ----

مفسرین کرام نے فرمایا ہے کہ اللہ کے خاص دن وہ ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کسی خاص انعام سے نوازے---- اللہ کے محبوبوں کا یوم ولادت اور یوم وصال بھی خاص دن ہیں---- جس کا قرآن حکیم میں خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے---- چنانچہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے لئے فرمایا :-

وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا O (سورۃ مریم : ۱۵)

ترجمہ :-

اور سلامتی ہے اس پر جس دن پیدا ہوا اور جس دن وہ دنیا سے اٹھایا گیا اور جس دن وہ قیامت میں اٹھایا جائیگا----

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضرت مریم علیہ السلام کی گود میں معجزانہ طور پر فرمایا :-

وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا O

(سورۃ مریم : ۳۳)

Marfat.com

ترجمہ :-

اور وہی سلامتی مجھ پر، جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں دنیا سے اٹھایا جاؤں گا اور جس دن میں قیامت میں اٹھایا جاؤں----

ان آیات سے معلوم ہوا کہ محبوبوں کے آنے اور جانے کے دن اہم ہوتے ہیں---- ان دنوں کا منانا بھی اسی حکم کے تحت آتا ہے کہ اللہ کے دن یاد دلائے جائیں---- حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور قدسی کا دن یادگار دن ہے----آپ پیر کے دن تشریف لائے---- آپ خود اپنی ولادت کی خوشی مناتے اور اظہار تشکر کے طور پر روزہ رکھتے تھے----جب پوچھا گیا تو فرمایا کہ :-

"میں پیر کے دن پیدا ہوا، پیر کے دن مجھ پر وحی نازل ہوئی----"

آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے سامنے عربی میں مولود نامہ پڑھا---- صلحائے امت نے اس یادگار دن کو منایا---- آپ کے ذکر اذکار کی محفلیں سجائیں----بیشک آپ کا ذکر کرنا سب سے بڑی سعادت ہے کہ آپ اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہیں اور سب سے بڑا احسان---- آپ ہی نے انسان کو بندگی کا طریقہ اور جینے کا سلیقہ بتایا----اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اور اپنے حبیب کریم ﷺ کے ذکر و فکر میں مصروف رکھے اور اسی میں ہمارا خاتمہ فرمائے----آمین!

آئی جو ان کی یاد تو آتی چلی گئی
ہر نقش ماسوا کو مٹاتی چلی گئی----

وَمَا عَلَيْنَا اِلاَّ البَلاَغ

المكتبة تحت ظلال السيوف

Marfat.com

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

(ب)

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَے الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْبَعْثَ فِیْهِمْ رَسُوْلاً مِّنْ اَنْفُسِهِمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ ج وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ o (آل عمران : ۱۶۴)

ترجمہ :-

بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے----

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنے حبیب کریم ﷺ کی بعثت کا ذکر فرمایا اور خاص طور پر یہ احسان جتایا کہ ہم نے مومنین پر یہ احسان فرمایا کہ ان کے پاس انہیں میں سے ایک رسول بھیجا---- اللہ تعالیٰ کے تو بہت سے انعامات ہیں، جن کی نہ کوئی گنتی ہے نہ کوئی شمار پھر کیا وجہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے کسی انعام پر احسان نہ جتایا اور احسان جتایا تو اس انعام پر کہ وہ

Marfat.com

حبیب کریم ﷺ جس کی تمام انبیاء اور ان کی امتیں آرزو کرتی رہیں وہ ہم نے تم کو عطا فرمایا اور اپنا خاص کرم فرمایا۔ اسی لئے ارشادہ فرمایا :-

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ O (سورۃ الضحیٰ : ۱۱)

اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو ----

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :- "یہاں نعمت سے مراد حضور اکرم ﷺ ہیں" ---- کیونکہ آپ جان نعمت ہیں ---- قرآن کریم میں دوسری جگہ اسلام سے سرفرازی اور حضور اکرم ﷺ کی تشریف آوری پر خوشی منانے کا حکم دیا ہے چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہے ----

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَخَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ O (یونس : ۵۸)

تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت، اسی پر چاہئے کہ خوشی کریں۔
وہ ان کے سب دھن دولت سے بہتر ہے۔

اس آیت میں اللہ تبارک تعالیٰ نے اسلام سے سرفرازی اور حضور اکرم ﷺ کی تشریف آوری پر خوشی منانے کا حکم دیا ہے ---- بظاہر تو یہ خوشی ہر وقت منائی جاسکتی ہے لیکن اکابرین امت نے اس خوشی کو حضور اکرم ﷺ کی یوم ولادت باسعادت سے مخصوص کردیا۔ اس لئے کہ انبیاء علیہم السلام اور اللہ کے محبوبوں کے آنے کے دن اور جانے کے دن خاص ہوتے ہیں ---- چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا :-

وَ ذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ ؕ (ابراہیم : ۵)

اور انہیں (یعنی اپنی امت کو) اللہ کے دن یاد دلاؤ۔

مفسرین کرام نے فرمایا ہے کہ اللہ کے خاص دن وہ ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کسی خاص انعام سے نوازے۔ اللہ کے محبوبوں کا یوم ولادت اور یوم وصال بھی خاص دن ہیں۔ جس کا قرآن

Marfat.com

کریم میں خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے---- چنانچہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کیلئے فرمایا :---

وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَ يَوْمَ يَمُوْتُ وَ يَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ٥ (مریم : ۱۵)

اور سلامتی ہے اس پر جس دن پیدا ہوا اور جس دن وہ دنیا سے اٹھایا گیا اور جس دن وہ قیامت میں اٹھایا جائے گا-

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضرت مریم علیہ السلام کی گود میں معجزانہ طور پر فرمایا :----

وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَ يَوْمَ اَمُوْتُ وَ يَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا ٥ (مریم : ۳۳)

اور وہی سلامتی مجھ پر، جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں دنیا سے اٹھایا جاؤں گا اور جس دن میں قیامت میں اٹھایا جاؤں-

ان آیات سے معلوم ہوا کہ محبوبوں کے آنے اور جانے کے دن اہم ہوتے ہیں- ان دنوں کا منانا بھی اسی حکم کے تحت آتا ہے کہ اللہ کے دن یاد دلائے جائیں---- آج جس ہستی کی یاد منائی جا رہی ہے- ان کا وصال ۱۴ شعبان المعظم ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۸ نومبر میں ہوا- یعنی شیخ الاسلام الحاج مفتی شاہ محمد مظہر اللہ الرحمتہ علیہ آپ نے تقریباً ۱۹۳۰ء میں جامع مسجد فتحپوری (دہلی) میں حضور اکرم ﷺ کے ذکر پاک کی مبارک محفل قائم کی، اس میں ہر مسلک فکر کے لوگ شریک ہوتے تھے، دور دور سے علما آتے تھے، بڑا جشن منایا جاتا تھا، شیرین تقسیم ہوتی تھیں اور ۱۲ ربیع الاول کو صبح سے شام تک کھانا کھلایا جاتا تھا---- جشن عید میلاد النبی منانا اللہ کے ان محبوبوں کی سنت ہے جو ہم سے زیادہ متقی تھے، جو ہم سے زیادہ سچے تھے، جو ہم سے زیادہ ایمان والے تھے، جو ہم سے ہزار درجہ بہتر تھے----

اللہ کے محبوبوں کا ذکر کرنا یہ سنت الٰہی بھی ہے---- اللہ تبارک تعالیٰ نے قرآن کریم میں بہت سے انبیاء کا ذکر کیا ہے- مثلاً :- حضرت آدم علیہ السلام، حضرت ایوب علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام،

Marfat.com

حضرت نوح علیہ السلام، حضرت یونس علیہ السلام، حضرت یحیٰ علیہ السلام، اور حضور اکرم ﷺ کے ذکر پاک سے پورا قرآن کریم گونج رہا ہے ---- حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے محبوبوں کے ذکر سے ایمان میں حرارت پیدا ہوتی ہے اور دل مضبوط ہوتے ہیں۔ اسی لئے قران کریم میں اللہ تبارک تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ سے فرمایا :-

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ٥ (ھود : ۱۲۰)

لور سب کچھ ہم تمہیں رسولوں کی خبریں سناتے ہیں جس سے تمہارا دل ٹھیرائیں۔ اوراس صورت میں تمہارے پاس حق آیااور مسلمانوں کو پند و نصیحت۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ مبارک محفلیں اور مجلسیں بیکار نہیں ہوتیں بلکہ دنیا کے اس تاریک ماحول میں جہاں اضطراب ہی اضطراب ہے، جہاں پریشانیاں ہی پریشانیاں ہیں، جہاں بے چینی ہی بے چینی ہے ---- اللہ اور اللہ کے محبوبوں کے ذکر سے دلوں کو سکون و چین ملتا ہے، روح کو سرور ملتا ہے اور انسان کو جینے کا حوصلہ ملتا ہے اسی لئے حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا :-

"کہ انبیاء اور اہل اللہ کے ذکر اذکار اللہ کے لشکروں میں سے ایک عظیم لشکر ہیں ----"

اس لئے ہم کو سنت الٰہی پر عمل کرتے ہوئے ایسی محفلیں قائم کرنی چاہئیں جن میں حضور اکرم ﷺ اور آپ کے غلاموں کا ذکر کیا جائے۔

آپ کے غلامان غلام میں حضرت الشاہ محمد مظہر اللہ رحمتہ اللہ علیہ بھی ہیں۔ جو ہندوستان کے عظیم مفتی، ولی کامل اور عاشق رسول تھے جن کا کوئی عمل سنت کے خلاف نہیں تھا۔ جنہوں نے سنت کے چراغ روشن کئے، جن کے دست حق پرست پر ہزاروں ہندو اور عیسائی مشرف بااسلام ہوئے۔ جن کو دیکھنے سے خدا یاد آتا تھا، ان کے تصور سے بھی ایمان

Marfat.com

تازہ ہو جاتے ہیں---- اللہ تعالیٰ ہم کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے او رہمارے ظاہر اور باطن کو حضور اکرم ﷺ کی سنت سے آراستہ و پیراستہ رکھے---- آمین----

کی محمد سے وفا تونے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

وَمَا عَلَيْنَا اِلاَّ الْبَلاَغ

بحضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم

بلغ العلیٰ بکمالہ
کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ
صلوا علیہ وآلہ

علیہ الصلوٰۃ والسلام

کلام شیخ سعدی

کتبہ گوہر قلم

Marfat.com

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

(ج)

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَے الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْبَعَثَ
فِیْھِمْ رَسُوْلاً مِّنْ اَنْفُسِھِمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ
اٰیٰتِہٖ وَ یُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ
وَالْحِکْمَۃَ ج وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ
ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ (آل عمران : ۱۶۴)

ترجمہ :-

بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

قرآن کریم میں متعدد مقامات پر یہ حکم دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے انعامات اور احسانات پر اس کا شکر ادا کیا کرو۔ ارشاد خداوندی ہے :-

فَکُلُوْامِمَّارَزَقَکُمُ اللّٰہُ حَلٰلاً طَیِّبًا وَّاشْکُرُوا نِعْمَتَ اللّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ۝ (سورۃ النحل : ۱۱۴)

Marfat.com

ترجمہ :-

تو اللہ کی دی ہوئی روزی حلال پاکیزہ کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو اگر تم
اس کی عبادت کرتے ہو

دوسری جگہ ارشاد فرمایا :-

فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَ اعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ط اِلَيْهِ
تُرْجَعُوْنَO (سورۃ عنکبوت : ۱۷)

ترجمہ :-

تو اللہ کے پاس رزق ڈھونڈو اور اس کی بندگی کرو اور اس کا شکر ادا کیا کرو
تمہیں اس کی طرف پھرنا ہے-

اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو بھی مختلف دلنشین انداز سے بیان فرمایا ہے کہ اگر تم اسکی نعمتوں پر شکر ادا کرو گے تو اللہ تعالیٰ ان میں اور اضافہ کردے گا اور تم نے ناشکری کی تو اس کے سخت عذاب میں مبتلا کردیئے جاؤ گے-

ارشاد خداوندی ہے :-

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ
لَشَدِيْدٌO (سورۃ ابراہیم : ۷)

ترجمہ :-

اور یاد کرو جب تمہارے رب نے سنادیا کہ اگر احسان مانو گے تو میں تمہیں
اور دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب سخت ہے-

المختصر بے شمار آیات ہیں جن میں انعامات الٰہی پر شکر ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور کثیر التعداد آیات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بار بار یہ بتایا ہے کہ اگر تم ان نعمتوں پر شکر ادا کرو گے تو ان میں مزید اضافہ کردیا جائے گا- اور جو کفران نعمت کے مرتکب ہوں گے ان کو ان نعمتوں سے محروم کردیا جائے گا- اور ان کے لئے سخت عذاب ہے-

Marfat.com

پانی، ہوااور روشنی، کان، آنکھیں اور دل، صحت، شباب اور خوشحالی ---- یہ سب خداوند ذوالجلال کی نعمتیں ہیں اور ان پر شکر کرنا واجب ہے ---- جب ان فنا ہونے والی نعمتوں پر شکر ادا کرنا لازمی ہے تو آپ بتایئے اس رحمت مجسم محسن کائنات ﷺ کی تشریف آوری اور بعثت پر شکر ادا کرنا ضروری ہے یا نہیں ؟ ---- کیا اس احسان سے کوئی اور احسان بڑا ہے ؟ ---- اس نعمت سے کوئی اور نعمت عظیم ہے ؟ ----

سرور کائنات ﷺ کی آمد عظیم المرتبت انعام ہے ---- جو آیہ الکریمہ تلاوت کی گئی۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلاً مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ج وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍo

ترجمہ :-

بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے ----

اس انعام کی خصوصی شان یہ ہے کہ دیگر انعامات اپنوں اور بیگانوں، خاص اور عام، مومن اور کافر سب کے لئے ہیں ---- اور اس لطف کرم سے صرف اہل ایمان کو سرفراز فرمایا ----

اللہ کی نعمتیں تو بہت ہیں، بے حد و بے شمار ہیں مگر جان نعمت آپ ہی ہیں، اسی لئے احسان جتایا جا رہا ہے اور یہ نہیں بلکہ اس انعام و احسان عظیم کا چرچا کرنے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا :-

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْo

ترجمہ :-

اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو ---- چرچا بھی کرو، خوشیاں بھی مناؤ ----

Marfat.com

ارشاد ہوتا ہے :-

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ٥ (یونس ۵۹)

ترجمہ :-

آپ فرما دیجئے کہ اللہ ہی کے فضل اور اس کی رحمت (سے ہے) اس پر چاہئے کہ خوشی کریں-وہ ان کے سب دھن دولت سے بہتر ہے----

اس آیت میں اللہ تبارک تعالیٰ نے اسلام سے سرفرازی اور حضور اکرم ﷺ کی تشریف آوری پر خوشی منانے کا حکم دیا ہے-بظاہر تو یہ خوشی ہر وقت منانے کا حکم دیا ہے لیکن اکابرین امت نے اس خوشی کو حضور اکرم ﷺ کی یوم ولادت باسعادت سے مخصوص کر دیا----

بے شک آپ کی ذات قدسی سب دھن دولت سے بہتر ہے- جبھی تو یہ اعلان فرمایا :-

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآءُ كُمْ وَ اَبْنَآءُ كُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ اِقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ٥

(سورۃالتوبہ : ۲۴)

ترجمہ :-

آپ فرما دیجئے ، اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارے رشتہ دار اور کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے، اور تمہاری پسند کے مکان---- (یہ چیزیں اللہ،----اسکے رسول،----اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راہ دیکھو کہ اللہ اپنا حکم لائے)----اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا----

Marfat.com

اللہ نے ایک ایک کر کے وہ سب چیزیں گنا دیں دنیا میں آنے والے ہر انسان کا جن میں دل الجھتا ہے ---ایک ایک چیز اپنی طرف کھینچتی ہے ---ایک ایک چیز دل لبھاتی ہے مگر ارشاد ہو رہا ہے کہ اگر اللہ اور اس کے رسول کی غلامی منظور ہے تو سب چیزوں سے دل ہٹانا ہو گا ---بس اسی سے دل لگانا ہو گا ----

خود حضور اکرم ﷺ فرمار ہے ہیں :-

تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اس کے ماں باپ ،
اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیاد پیارا نہ ہو جاؤں ----

ہاں محبت نہیں کچھ نہیں ---- ساری عبادتیں، ساری ریاضتیں، ساری شب بیداریاں، زہد و تقویٰ کی ساری داستانیں ---- سب ہیچ ہیں ----

صحیح بخاری میں یہ روایت موجود ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کی خبر جب ابولہب کی لونڈی ثوبیہ نے اسے دی تو اپنے بھتیجے کی ولادت کی خوشخبری سن کر اس نے اپنی لونڈی کو آزاد کر دیا- اگرچہ اس کی موت کفر پر ہوئی اور اس کی مذمت میں پوری سورت نازل ہوئی- لیکن میلاد مصطفیٰ ﷺ پر اظہار مسرت کی برکت سے ہر پیر کو اسے پانی کا گھونٹ پلایا جاتا ہے اور اس کے عذاب میں بھی اس روز کمی کی جاتی ہے ----

حافظ الشام شمس الدین محمد بن ناصر نے کیا خوب کہا ہے --

اذا کان ھذا کافر جاء ذمہ و تبت یداہ فی الجحیم سید خلوا
الی انہ فی یومالاثنین دائما یخفف عنہ للسرور باحمدا
وما الظن بالعبد الذی کان عمرہ باحمد مسروراً و مات موحدا

ترجمہ :-

جب ایک کافر جس کی مذمت میں پوری سورت "تبت یدا" نازل ہوئی
اور جو تا ابد جہنم میں رہے گا- اسکے بارے میں ہے کہ ، حضور کی ولادت

Marfat.com

پر اظہار مسرت کی برکت سے ہر پیر کو اس کے عذاب میں کمی کی جاتی ہے
تو تمہارا کیا خیال ہے اس بندے کے بارے میں جو زندگی بھر احمد مجتبیٰ ﷺ
کی ولادت باسعادت پر خوشی مناتا رہا اور کلمہ توحید پڑھتے ہوئے اس دنیا
سے رخصت ہوا"----

حقیقت میں حضور انور ﷺ کی محبت و الفت اور تعظیم و توقیر ہی ایمان کی جان ہے- جو محبت نہیں کرتا اور جو تعظیم نہیں کرتا اور آپ کی پیروی نہیں کرتا اس کا ایمان کامل نہیں---- قرآن حکیم نے تو ہمیں یہ سبق دیا ہے کہ ہم سارے جہاں سے بڑھ کر اللہ اور اس کے رسول کریم ﷺ سے محبت کریں----

حضور انور ﷺ کے ظہور قدسی کا دن یادگار دن ہے---- آپ پیر کے دن تشریف لائے---- آپ خود اپنی ولادت کی خوشی مناتے اور اظہار تشکر کے طور پر روزہ رکھتے تھے----جب پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ :-

"میں پیر کے دن پیدا ہوا، پیر کے دن مجھ پر وحی نازل ہوئی----"

آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے سامنے عربی میں مولود نامہ پڑھا---- صلحائے امت نے اس یادگار دن کو منایا---- آپ کے ذکر اذکار کی محفلیں سجائیں---- بے شک آپ کا ذکر کرنا سب سے بڑی سعادت ہے کہ آپ اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہیں اور سب سے بڑا احسان- آپ ہی نے انسان کو بندگی کا طریقہ اور جینے کا سلیقہ بتایا----اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اور اپنے حبیب کریم ﷺ کے ذکر و فکر میں مصروف رکھے اور اسی میں ہمارا خاتمہ فرمائے----آمین----

آئی جو ان کی یاد تو آتی چلی گئی
ہر نقش ماسوا کو مٹاتی چلی گئی

وَمَا عَلَیْنَا اِلاَّ البَلاَغ

Marfat.com

(۷)

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

اَعُوْذُ بِا للّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتٰبٌ مُّبِیْنٌ (المآئدہ : ۱۵)

بیشک اللہ کی طرف سے تمہارے پاس نور اور روشن کتاب آگئی

نور محمدی ﷺ کی تخلیق، کائنات کا نقطۂ آغاز ہے ---- سب سے پہلے اللہ نے اپنے نور سے، نور محمدی ﷺ کو پیدا فرمایا---- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا میرے والدین آقا آپ پر فدا ہوں مجھے اس سے آگاہ فرمائیے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کس شے کو پیدا کیا---- آپ نے فرمایا---- اے جابر "اللہ تعالیٰ نے ہر شے سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا----"۔

تیرے ہی ماتھے رہا، اے جان سہرا نور کا
بخت جاگا نور کا، چمکا ستارا نور کا

اور جب یہ نور حریم ناز میں سجدہ ریز ہوا تو اس کا نام نامی "محمد" ﷺ رکھا پھر اس نور سے عرش و کرسی، لوح و قلم، آفتاب و مہتاب کو ایک ایک کر کے پیدا کیا گیا---- قلم کو لکھنے کا حکم ہوا تو اس نے لاالہ الااللہ لکھا-- پھر حکم ہوا تو محمد رسول اللہ لکھا----

نور محمدی ﷺ اربوں اور کھربوں سال فضاؤں میں چمکتا دمکتا رہا---- اللہ کی حمد کرتا رہا---- وہ دیکھتا رہا جو کسی آنکھ نے نہ دیکھا---- وہ سنتا رہا جو کسی کان نے نہ سنا---- اللہ

Marfat.com

نے اپنے کرم سے سب کچھ دکھادیا--- فرمایا--- کیا تم نے نہ دیکھا کہ اللہ آسمان و زمین میں جو کچھ ہے سب جانتا ہے ؟----

جب زمین و آسمان پیدا ہو رہے تھے، آپ مشاہدہ فرمارہے تھے----اللہ اکبر---- ارشاد ہوا--- کیا تم نے نہ دیکھا کہ اللہ نے آسمان و زمین کو ٹھیک پیدا فرمایا ؟---- ہاں وقت آیا، اللہ نے جب نور محمدی ﷺ کو آشکار کرنا چاہا تو یہ نور آدم علیہ السلام کی پیشانی میں رکھا جو آفتاب کی طرح چمک رہا تھا--- فرشتوں کو نور محمدی ﷺ کی تعظیم و تکریم کا حکم ملا--- آن کی آن میں سب سربسجود ہو گئے---- مگر ابلیس، نظر سے محروم تھا! کھڑا رہا، مردود ہوا اور پھر حضرت آدم علیہ السلام کو بھکایا پھر جو ہونا تھا وہ ہوا----

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "مدارج النبوۃ" میں حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہ الکریم سے روایت کی کہ ایک دن روتے روتے حضرت آدم علیہ السلام کے دل میں یہ خیال آیا کہ جب میں پیدا ہوا تھا، تب میں نے ساق عرش پر لکھا دیکھا تھا : لاالہ الااللہ محمد الرسول اللہ تو اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ محمد رسول ﷺ ایسے مقرب بارگاہ الٰہی ہیں کہ ان کا نام رب تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ عرش پر لکھا ہے---- تو حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ "خداوندا، میں اس ذاتِ گرامی کے طفیل معافی چاہتا ہوں۔ مجھے معاف فرما---"

حضرت علامہ عمادالدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بیہقی نے "دلائل النبوۃ" میں حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا :-اے پروردگار! میں محمد ﷺ کے وسیلے سے مغفرت کا سوال کرتا ہوں--رب تعالیٰ نے فرمایا :-

تم نے محمد ﷺ کو کیسے پہچانا ؟ابھی تو میں نے ان کو پیدا بھی نہیں فرمایا--- حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا :-

Marfat.com

میں اس طرح پہچانا کہ تو نے جب مجھے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا اور میرے اندر روح پھونکی اور اس نے اپنا سر اٹھایا تو عرش کے پایوں پر لا الٰہ اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا دیکھا تو میں نے جان لیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ یہ نام لکھا ہے تو یقیناً وہ تیرے نزدیک ساری مخلوق سے زیادہ محبوب ہے----اللہ تعالیٰ نے فرمایا :- آدم! تو نے سچ کہا- یقیناً وہ میرے نزدیک ساری مخلوق سے زیادہ محبوب ہے اور جب تو نے اس کے وسیلے سے دعا کی ہے تو میں نے تجھے بخش دیا- اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا بھی نہ کرتا-ے

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی، جان ہے تو جہان ہے

جب مہر وفا کے سب مرحلے طے ہو چکے- جب امامت و قیادت کا تاج سر پر رکھ دیا گیا----
اور جب اللہ کا وہ پہلا گھر تعمیر ہو چکا، تو وادیٔ مکہ کی فضاؤں میں یہ آواز گونج رہی تھی----

''اے ہمارے پروردگار! انھیں میں سے، ان میں ایک رسول بھیج جو ان کو تیری آیتیں پڑھ کر سنائے اور تیری کتاب اور حکمت سکھائے اور انھیں خوب پاک صاف کردے، بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے----'

یہ آواز عرش معلیٰ تک پہنچی اور پھر سارے عالم میں پھیل گئی---- ہر آسمانی کتاب میں حضرت محمد ﷺ کی آمد آمد کا ذکر ہونے لگا----اور آخر میں حضرت عیسیٰ علی نبینا علیہ السلام یہ خوش خبری سناتے ہوئے تشریف لائے---- اور مجمع عام میں اعلان فرمایا---- ''اور اس رسول کی بشارت سناتا ہوں----جو میرے بعد تشریف لائیں گے اور ان کا نام احمد ﷺ ہے-''

پھر وہ آنے والا اس شان سے آیا کہ سارا عالم جگمگا اٹھا ے

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

اور یہ اعلان کر دیا گیا :

''بے شک مسلمانوں پر اللہ کا بڑا احسان ہوا----کہ ان ہی میں سے ان میں ایک رسول

Marfat.com

بھیجا، جو ان کو اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتا ہے، انھیں پاک صاف کرتا ہے اور انھیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے ---- اس میں شبہ نہیں کہ اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں تھے -"

اللہ کی نعمتیں تو بہت ہیں، بیحد و بیشمار ہیں مگر جان نعمت آپ ہی ہیں، اسی لئے احسان جتایا جارہا ہے اور یہی نہیں بلکہ اس انعام و احسان عظیم کا چرچا کرنے کا حکم اور ارشاد فرمایا :- "اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو-"

چرچا بھی کرو، خوشیاں بھی مناؤ ---- ارشاد ہو رہا ہے :

"اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آئی اور دلوں کی صحت اور ہدایت و رحمت ---- ایمان والوں کے لئے ---- آپ فرما دیجئے کہ اللہ ہی کے فضل اور اس کی رحمت (سے ہے) اس پر چاہئے کہ خوشی کریں - وہ ان کے سب دھن دولت سے بہتر ہے -"

بیشک آپ کی ذات قدسی سب دھن دولت سے بہتر ہے جب ہی تو یہ اعلان فرمایا :-

"آپ فرما دیجئے اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارے رشتہ دار اور کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہاری پسند کے مکان ----"

(یہ چیزیں اللہ ---- اس کے رسول ---- اور اس کے راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راہ دیکھو کہ اللہ اپنا حکم لائے ----) اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا ----"

اللہ اللہ ایک ایک کر کے وہ سب چیزیں گنا دیں دنیا میں آنے والے ہر انسان کا جن میں دل الجھتا ہے ----

ایک ایک چیز اپنی طرف کھینچتی ہے ---- ایک ایک چیز دل لبھاتی ہے مگر ارشاد ہو رہا ہے کہ "اگر اللہ اور اس کے رسول کی غلامی منظور ہے تو یہ سب چیزیں چھوڑنی ہوں گی، سب چیزوں سے دل ہٹانا ہوگا ---- بس اسی سے دل لگانا ہوگا ----

Marfat.com

خود حضور اکرم ﷺ فرمارہے ہیں۔

"تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اس کے ماں باپ، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔"

ہاں محبت نہیں تو کچھ نہیں --- ساری عبادتیں، ساری ریاضتیں، ساری شب بیداریاں، زہد و تقویٰ کی ساری داستانیں ہیچ ہیں۔

تمہیں ہو روح روان ہستی، سکون نظر کا، دلوں کی مستی
ہے دو جہاں کی بہار تم سے، تمہیں سے پھولوں میں تازگی ہے

حقیقت میں حضور انور ﷺ کی محبت و الفت اور تعظیم و توقیر ہی ایمان کی جان ہے جو محبت نہیں کرتا اور جو تعظیم نہیں کرتا اور آپ کی پیروی نہیں کرتا اسکا ایمان کامل نہیں --- قرآن حکیم نے تو ہمیں یہ سبق دیا ہے کہ ہم سارے جہان سے بڑھ کر اللہ اور اس کے رسول کریم ﷺ سے محبت کریں --- ہمارے بزرگوں نے جو کچھ پایا اس محبت و الفت اس تعظیم و تکریم سے پایا ---

صاحب عرس حضرت الحاج مفتی اعظم محمد مظہر اللہ رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عالم، ولی کامل اور عاشق رسول تھے --- آپ کے عشق کی یہ کرامت ہے کہ آپ نے اس ماہ مبارک یعنی شعبان المعظم میں وصال فرمایا۔ جس کے لئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ میرا مہینہ ہے۔ اور اس دن یعنی پیر کو وصال فرمایا جو حضور اکرم ﷺ کا محبوب دن تھا --- جس دن آپ اپنے ظہور قدسی کے شکر میں روزہ رکھتے تھے --- جس دن کے لئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس دن میں پیدا ہوا اور اس دن میں نے ہجرت کی --- اور نماز عصر کے بعد وصال فرمایا جو نمازوں میں سب سے اعلیٰ نماز ہے --- اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کے عشق کے طفیل آپ کو ان انعامات سے نوازا --- اور اس رات یعنی پندرھویں شعبان المعظم کی بڑی فضیلت ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے ---

"قسم اس روشن کتاب کی، بیشک ہم نے اسے برکت والی رات میں اتارا ہے --- بے شک ہم آگاہ کرنے والے ہیں۔ اس رات میں ہمارے حکم

Marfat.com

سے ہر حکمت والا کام بانٹ دیا جاتا ہے۔بیشک ہم بھیجنے والے ہیں۔۔۔۔‘‘

الدخان ۴۴ (۱-۵)

اللہ تعالیٰ اس رات کو آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں اور قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے زیادہ گناہ گاروں کی بخشش فرماتے ہیں۔اس رات اللہ تبارک تعالیٰ اپنے بندوں کے رزق تقسیم فرماتا ہے اور پورے سال میں ان سے سرزد ہونے والے نیک وبد اعمال اور پیش آنے والے واقعات سے اپنے فرشتوں کو باخبر فرماتا ہے۔۔۔۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

’’شعبان مہینہ کی پندرھویں رات کو عبادت کرو یقیناً یہ رات مبارک ہے۔‘‘

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس رات کو کہ ہے کوئی جو مغفرت کا طلب گار ہو مجھ سے تاکہ میں بخش دوں،اور تندرستی مانگے تو تندرستی دوں،اور ہے کوئی محتاج کہ آسودہ حالی چاہتا ہو تاکہ اس کو میں آسودہ کروں، حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ لبیک کہتے ہوئے اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔

آستانہ پہ ترے سر ہو اجل آئی ہو
پھر تو اے جان جہاں تو ہی تماشائی ہو

حضرت مفتی اعظم کے فضائل و کمالات کے بارے میں کیا عرض کیا جائے۔۔۔۔

قطب دوراں تھے مظہر اللہ شاہ
نور ایمان تھے مظہر اللہ شاہ
گل شریعت کے جس میں کھلتے تھے
وہ گلستان تھے مظہر اللہ شاہ
رونق بزم زیست ہے ان سے
شمع فیضان تھے مظہر اللہ شاہ
جن کے سینوں میں درد احمد ہے
ان کے درماں تھے مظہر اللہ شاہ

اللہ تعالیٰ ہم کو حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔امین

وَمَا عَلَيْنَا اِلاَّ الْبَلاَغ

Marfat.com

(۸)

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

(الف)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

چوں کہ ماہ جمادی الثانی میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصال فرمایا تھا اس لئے اسی نسبت سے آج میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہہ کے متعلق مختصرا عرض کروں گا----

تمام سلاسل طریقت میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ یہ سلسلہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے سے حضور اکرم ﷺ تک پہنچتا ہے---- حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام اتنا بلند و بالا ہے کہ امت محمدیہ میں کوئی اس مقام تک نہیں پہنچ سکتا---- آپ کی شان کیا بیان کی جائے !

---- آپ نے اسلام لانے سے پہلے کبھی بت پرستی نہیں کی۔

---- آپ کے سامنے جب اسلام پیش کیا گیا تو آپ نے بلا کسی تردد کے اسلام قبول کر لیا، گویا اسلام کی محبت آپ کی فطرت میں امانت رکھ دی گئی تھی۔

حضور اکرم ﷺ آپ کے فضائل میں اوروں سے فرمایا کرتے تھے کہ تم میں اور ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں یہ فرق ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام بلا حجت قبول کیا اور تم نے بہ حجت قبول کیا---- جس وقت سے آپ نے اسلام قبول فرمایا سفر و حضر میں کبھی حضور اکرم ﷺ سے علیحدہ نہیں ہوئے۔

Marfat.com

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میری امت کا سب سے زیادہ مہربان میری امت پر ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے اور فرمایا کہ جب مجھ کو آسمان پر معراج واقع ہوا۔ جس آسمان پر گزرتا تھا اس پر اپنا نام لکھا پاتا تھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے بعد ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا۔۔۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ خیر کے ۳۶۰ خصائل ہیں۔ جب خداوند تعالیٰ کسی بندہ کے ساتھ نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو کوئی خصلت ان میں سے اسے عطا کرتا ہے اور وہ اس خصلت ہی کے سبب سے جنت میں داخل کرے گا۔۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ اس میں سے کوئی خصلت مجھ میں بھی ہے یا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سب ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک دن حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت ایک ایسا شخص آتا ہے کہ حق تعالیٰ نے میرے بعد اس سے بہتر کسی کو پیدا نہیں کیا اور اس کی شفاعت قیامت کے دن پیغمبروں کی مانند ہوگی۔ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ دیرنہ گزری تھی کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے۔ حضور اکرم ﷺ اٹھے ان سے بغلگیر ہوئے اور ان کی پیشانی پر بوسہ دیا۔

--- حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا سارا مال واسباب حضور اکرم ﷺ پر قربان کردیا۔

لٹایا راہِ حق میں کئی بار اس محبت سے
کہ لٹ لٹ کر حسن گھر بن گیا صدیق اکبر کا

--- آپ کی صاحبزادی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اکرم ﷺ کی محبوب ترین ازواج مطہرات میں تھیں۔۔ آپ ہی کے دولت کدے پر حضور اکرم ﷺ نے آخری ایام

Marfat.com

گزارے---- آپ ہی کی دولت کدے پر دنیا سے پردہ فرمایا- آپ ہی کا دولت کدہ حضور اکرم ﷺ کی آخری آرام گاہ بنا اور آپ ہی کے دولت کدے سے آپ قیامت کے دن جلوہ گر ہوں گے--

---- حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم ﷺ کی محبت و عشق میں فنا ہو گئے تھے---- آپ کی فنائیت کی زندہ نشانی یہ ہے کہ آج جب ہم آپ کے مرقد انور کو تلاش کرتے ہیں تو ہماری نگاہیں گنبد خضرا کی طرف اٹھتی ہیں- یہی وہ مقدس مقام ہے جہاں آغوشِ مصطفیٰ ﷺ میں آپ آرام فرما رہے ہیں-

---- آپ نے یہ شرف بھی حاصل کیا کہ امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے آپ کو امامت کا حکم دیا اور پھر آپ کی اقتدا میں نماز ادا فرمائی--

---- آپ حضور اکرم ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد حضور اکرم ﷺ کے جانشین ہوئے اور یہ وہ سعادت ہے جو روئے زمین پر آپ کے سوا کسی کو حاصل نہیں-

الغرض حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان و شوکت بے مثال ہے-

اللہ تعالیٰ، ہم کو حضور اکرم ﷺ اور آپ کے محبوبوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے- آمین-

وَمَا عَلَیْنَا اِلاَّ الْبَلاَغ

الحمد للہ

Marfat.com

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْم
اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

(ب)

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ O

ترجمہ :-اور جو سچ لے کر تشریف لائے اور وہ جنہوں نے ان کی تصدیق کی یہی متقی ہیں-

اس آیۂ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے سچائی کا ذکر فرمایا ہے-- سچائی اللہ کی صفت ہے چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد فرمایا :-

وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِیْلاً -(سورہ نساء آیت : ۱۲۲)

ترجمہ :-اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ؟--

دوسری جگہ فرمایا :-

وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِیْثاً (سورہ نسا آیت : ۸۷)

ترجمہ :اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ؟-

اسی سچائی پر اللہ تعالیٰ نے کائنات کی ہر شے کو پیدا فرمایا اور اپنے حبیب کریم ﷺ سے فرمایا :

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ط (سورہ ابراہیم آیت : ۱۹)

ترجمہ : کیا تم نے نہ دیکھا کہ اللہ نے آسمان و زمین حق کے ساتھ بنائے--

حضور انور صلی اللہ علیہ سلم مظہر صفات الٰہیہ ہیں-اسی لئے آپ کی صفت بھی صدق و سچائی ہے-آپ صادق ہیں-چنانچہ ارشاد فرمایا :-

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِیْراً وَّ نَذِیْراً لا (سورہ بقرہ آیت : ۱۱۹)

ترجمہ :بے شک ہم نے تمہیں حق کے ساتھ بھیجا خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا--

Marfat.com

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مظہر جمال محمدی ہیں (ﷺ)--اس لئے آپ بھی صادق اور سچے ہیں-

اللہ تعالیٰ نے حضور انور ﷺ کے لئے فرمایا کہ وہ سچ لے کر تشریف لائے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے فرمایا کہ انہوں نے سچ کی تصدیق کی ارشاد ہوتا ہے-

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ٥

(سورۃ الزمر : ۳۳)

ترجمہ : اور جو سچ لے کر تشریف لائے اور وہ جنہوں نے ان کی تصدیق کی یہی متقی ہیں----

اور دوسری آیت میں تمام مومنین کے لئے فرمایا :

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ ٥

(۱۹ / حدید / ۵۷)

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ ٥ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ ع

(سورۃ القمر : ۵۵-۵۴)

ترجمہ :-بیشک پرہیز گار نہر والے باغوں میں سچ کی مجلس میں، عظیم قدرت والے بادشاہ کے حضور حاضر ہوں گے--

اسی سچ کی محفل میں حاضر ہونے والے وہ سچے بھی ہیں جو حضرت صدیق اکبر رضی الہ عنہ کے دامن سے وابستہ ہیں-

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے شیخ طریقت اور ہندوستان کے ممتاز محقق حضرت زید ابوالحسن فاروقی مجددی فرماتے ہیں :-"کہ صاحب عرس جدامجد مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ فرماتے تھے کہ ہم حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے ہیں اور صدیقی ہیں"--

Marfat.com

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے مشائخ کو روحانی فیض حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے واسطے سے پہنچا ہے- تمام سلاسل طریقت میں اس سلسلے کو یہ امتیاز حاصل ہے-- حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور عظمت سب پر عیاں ہے-- صاحب عرس حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے نسبی اور روحانی دونوں نسبتیں ہیں اور آپ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صفات جمیلہ کا آئینہ ہیں-- کمال یقین و ایمان، جمال عشق مصطفیٰ ﷺ، صداقت و امانت، بے خوفی اور بے غمی، ہمت و استقامت اور بہت سی دوسری خوبیوں کے آپ مظہر تھے-

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام بلند کا-- حضور انور ﷺ کے ان ارشادات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے:

۱- جسے زمین پر دوزخ سے آزاد کیے ہوئے کو دیکھنا ہو وہ ابو بکر کو دیکھ لے-

۲- خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے ابو بکر کا نام ''صدیق'' آسمان سے نازل فرمایا-

۳- عمر کی تمام نیکیاں ابو بکر کی ایک نیکی کے برابر ہیں- (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)-

۴- اگر میں اپنی امت میں کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا-

۵- تم غار میں بھی میرے ساتھی تھے اور حوض کوثر میں بھی میرے ساتھ ہو گے-

غار ثور کا واقعہ مشہور و معروف ہے- جس سے حضور انور ﷺ سے آپ کی بے پناہ عشق و محبت اور ہمت و استقامت کا اندازہ ہوتا ہے-- حضور انور ﷺ مدینہ منورہ سے ہجرت فرماتے ہوئے غار ثور میں تشریف فرما ہیں- حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آپ کی رفاقت میں ہیں، دشمنِ جان چاروں طرف منڈلا رہے ہیں-- حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ محبوب کریم ﷺ کی طرف سے سخت فکر مند ہیں اور حضور انور ﷺ ان کو دلاسہ دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں:

''گھبراؤ نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے-''

Marfat.com

یہ پیارے کلمات قرآن کریم میں بھی نقل فرمائے گئے ارشاد ہوتا ہے :

اِذْاَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْاثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَادِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لاَتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ج (سورہ توبہ ۹ آیت ۴۰)

ترجمہ :"جب کافروں کی شرارت سے انہیں باہر تشریف لے جانا ہوا صرف دو جان سے وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے چین اتارا اور فرشتوں سے مدد کی۔ فرشتوں نے غار کو چاروں طرف سے اپنی حفاظت میں لے لیا۔۔ قرآن کریم نے اس واقعہ کی یوں منظر کشی فرمائی ہے :

فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُو السُّفْلٰی ط وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ط وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ" O
(سورہ توبہ آیت :۴۰)

ترجمہ : تو اللہ نے اس پر اپنا سکینہ اتارا اور ان فوجوں سے اس کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھیں اور کافروں کی بات نیچے ڈالی اور اللہ ہی کا بول بالا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔۔"

اللہ نے اپنے کرم سے حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی زندگی میں حضور انور ﷺ کی یہ سنت بھی پوری کرادی۔ حضرت مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ ستمبر ۱۹۴۷ء کے خونی فسادات کے دوران جب کہ طویل عرصہ کے لئے کرفیو لگا ہوا تھا مسجد فتحپوری کے حجرے میں تشریف فرماتھے جبکہ مسجد کے چاروں طرف کشت و خون کا بازار گرم تھا۔۔اس واقعہ کے عینی شاہد والد محترم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی ہیں۔۔ ہر طرف موت کے سائے منڈلا رہے تھے۔۔ دہشت کا سماں تھا۔۔ حضرت کے خدام گھبرا رہے تھے اور حضرت بہ زبانِ

Marfat.com

پھر اچانک اللہ نے اپنا سکینہ اتارا دلوں کو چین آیا اور فرشتوں کی ان فوجوں سے مدد کی جس کو دیکھنے والے نہیں دیکھ رہے تھے۔ کافروں کی بات اللہ نے نیچے ڈالی اور اللہ کا بول بالا ہوا۔ دشمنان اسلام مسجد میں داخل نہ ہو سکے حالانکہ بظاہر کوئی رکاوٹ نہ تھی۔ مسجد بھی اللہ کی حفاظت میں رہی اور مسجد کی خدام بھی اللہ کی حفاظت میں رہے مفتی اعظم علیہ الرحمہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روحانی اور نسبی نسبتیں رکھتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان نسبتوں کی لاج رکھی۔۔ مفتی اعظم کو وہ طمانیت و سکون عطا فرمایا جس کو سن سن کر لوگ حیران ہوتے ہیں۔ آپ کے سارے خدام کو اللہ تعالیٰ نے سکون و چین کی دولت سے مالا مال فرمایا۔۔

المختصر حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صفات کاملہ سے متصف تھے اور ان کے حسن و جمال باطنی کے آئینہ دار تھے وہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کے لئے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جسے زمین پر دوزخ سے آزاد کئے ہوئے کو دیکھنا ہو وہ ابو بکر کو دیکھ لے۔"

اللہ تعالیٰ نے مفتی اعظم کو اس ماہ مبارک میں بلایا جو حبیب کریم ﷺ کا مہینہ تھا۔ (یعنی شعبان المعظم)۔۔۔ آپ کی قبر شریف بھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت کے مطابق مسجد شریف (اللہ کے گھر) ہی میں زیارت گاہ خاص عام ہے۔۔ ؎

مثل ایوان سحر مرقد فروزاں ہو تیرا
نور سے معمور یہ خاکی شبستان ہو تیرا

مولا تعالیٰ ہمیں یار غار مصطفیٰ ﷺ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے جذبۂ محبت و اطاعت رسول ﷺ کی بھیک ہم کو بھی عطا فرمائے اور ہمارا جینا و مرنا اسی محبت و اطاعت میں ہو ؎

لحد میں عشق رخ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے!

وَمَا عَلَيْنَا اِلاَّ الْبَلاَغ

Marfat.com

(٩)

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم
اَعُوْذُ بِا اللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَاخَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَاهُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ (سورہ یونس آیت ٦٢)

ترجمہ : سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم

آج سے تقریباً ٦٠ سال پہلے عراق کے بادشاہ ملک فیصل نے خواب میں دیکھا کہ دو بزرگ ان سے کہہ رہے ہیں ہمارے مزاروں میں پانی اور نمی آنا شروع ہوگئی ہے ہمارے مزاروں کو دریائے دجلہ سے کچھ فاصلے پر منتقل کرلیں-- بادشاہ نے یہ خواب دیکھا اور بھول گیا-- دوسری رات وہی بزرگ خواب میں آئے اور وہی بات کہی جو پہلی رات کہی تھی-- بادشاہ یہ دوسرا خواب بھی بھول گیا-- تیسری رات وہ بزرگ عراق کے مفتی اعظم کے خواب میں آئے اور فرمایا ہم دوراتوں سے مسلسل بادشاہ سے کہہ رہے ہیں مگر وہ بھول جاتے ہیں آپ بادشاہ کو متوجہ کریں اور ہماری قبریں منتقل کرائیں--

مفتی اعظم صبح وزیر اعظم کے ساتھ بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس خواب کا ذکر کیا--

بادشاہ نے کہا میں بھی دوراتوں سے مسلسل یہ خواب دیکھ رہا ہوں-- طے یہ پایا کہ پہلے یہ معلوم کرایا جائے کہ دریائے دجلہ کا پانی مزارات کی طرف آبھی رہا ہے یا نہیں-- رپورٹ یہ ملی کہ دریا کا پانی مزارات کی طرف نہیں جارہا ہے-- چنانچہ بادشاہ اور مفتی اعظم دونوں

Marfat.com

خاموش ہو گئے لیکن رات کو پھر وہی بزرگ خواب میں آئے اور بادشاہ کو تاکید کی کہ مزارات کو جلد منتقل کرو۔ پھر دوسرے مفتی اعظم کے خواب میں آئے اور سختی سے ہدایت کی ہمارے مزارات جلد از جلد منتقل کرو دریا کا پانی چلا آرہا ہے -- چنانچہ اب شاہ عراق اور مفتی اعظم فکر میں پڑ گئے، بالآخر مفتی اعظم نے فتویٰ جاری کیا کہ مزارات کو کھول کر دونوں بزرگوں کو وہاں سے منتقل کر دیا جائے -- آپ کو معلوم ہے یہ دونوں بزرگ کون تھے؟ -- یہ تھے حضور اکرم ﷺ کے صحابی حضرت حذیفۃ الیمانی اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما --

فتویٰ جاری ہونے کے بعد شاہِ عراق کا فرمان اخبار میں شائع کر دیا گیا کہ بقر اعید کے روز ظہر کی نماز کے بعد دونوں مزارات کھولے جائیں گے یہ خبر شائع ہوتے ہی حج کے موقع پر آئے ہوئے دنیا کے لاکھوں مسلمانوں نے شاہ عراق سے اپیل کی کہ اس کام کو چند روز ملتوی کر دیا جائے تاکہ وہ بھی شریک ہو سکیں، اس کے علاوہ دنیا کے اکثر ممالک سے تار آنا شروع ہو گئے کہ ہم بھی زیارت کے لئے آنا چاہتے ہیں، چنانچہ شاہ عراق نے مجبوراً اس کام کو دس دن کے لئے ملتوی کر دیا -- عالمی اخبارات میں اس کا اعلان کر دیا گیا -- بغداد سے چالیس میل کے فاصلے پر سلمان پاک کے نام سے ایک چھوٹی سی بستی ہے جہاں کبھی عراق کا دار السلطنت ملائن تھا۔ یہاں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار شریف بھی ہے اور یہیں ان دونوں صحابیوں کو منتقل کیا جانا تھا -- جس روز ان صحابیوں کی میتیں قبروں سے نکالی جانے والی تھیں اس روز دنیا کے یہاں پانچ لاکھ انسان موجود تھے انہوں نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا پیر کے روز دوپہر ۱۲ بجے قبروں کو کھولا گیا۔ دونوں کی مبارک میتوں کو نکال کر مسہریوں پر رکھا گیا -- حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ان دونوں مبارک میتوں کا کفن تک میلا نہیں ہوا تھا -- چہرے چمک رہے تھے۔ داڑھی کے بال صحیح سلامت تھے -- آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور ان کی پراسرار چمک کے سامنے کسی کی آنکھ ٹھہر نہ سکتی تھی -- بڑے بڑے ڈاکٹر یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گئے -- تیرہ سو برس گزر گئے لیکن یوں معلوم ہوتا تھا دونوں کو انتقال ہوئے

Marfat.com

۲، ۳ گھنٹے ہوئے ہیں-- دنیا کا ایک مشہور جرمن ماہر چشم ڈاکٹر یہ منظر دیکھ کر فوراً مفتی اعظم کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا--

میتوں کو مسہریوں پر رکھا گیا، شاہ عراق، مفتی اعظم ترکی کے وزیر مختار اور شاہِ فاروق نے کندھا دیا- اور ادب و احترام سے شیشے کے تابوتوں میں رکھ دیا پھر باقاعدہ جنازہ اٹھایا گیا-- بادشاہوں نے، وزیروں نے، علمانے اور دنیا سے آئے ہوئے لاکھوں مسلمانوں نے کندھا دیا-- منوں پھول برسائے، سلامیاں دیں اور شان و شوکت کے ساتھ اللہ اکبر کے فلک شگاف نعروں کی گونج میں دونوں کو مدائن میں سپرد خاک کر دیا گیا-- یہ تاریخ کا ایسا حیرت انگیز واقعہ ہے جس سے مسلمانوں کا ایمان تو تازہ ہوتا ہے- لیکن یہود و نصاریٰ اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہے- جن یہودیوں اور عیسائیوں نے یہ منظر دیکھا وہ جوق در جوق مسجدوں میں گئے اور خوشی خوشی اسلام قبول کیا-- اس موقع پر مسلمان ہونے والوں کی تعداد کا اندازہ لگانا بہت مشکل ہے- بعض حضرات انبیاء علیہم السلام کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ معاذ اللہ وہ مر کر مٹی میں مل گئے، ان لوگوں کے لئے یہ واقعہ عبرت بھی ہے اور نصیحت بھی-- حقیقت یہ ہے کہ ہم نے ان حضرات عالیہ کے مقام کو پہچانا ہی نہیں- اللہ تعالیٰ ہم کو وہ آنکھ عطا فرمائے کہ ہم ان حضرات کو پہچان سکیں اور ان کی یادوں سے اپنے دل آباد کر سکیں- آمین ؎

ہو اگر خود گرو خود نگرو خود گیری خودی
یہ بھی ممکن ہے کہ تو موت سے بھی مر نہ سکے

وَمَا عَلَیْنَا اِلاَّ الْبَلاَغ

Marfat.com

(۱۰)

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم

ارشادات امام ربانی

مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ

درس مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ

(۲۵ ربیع اول ۱۴۱۸ھ/۳۱ جولائی ۱۹۹۷ء)

اس وقت جس مکتوب شریف کا تشریح و خلاصہ پیش کیا جارہا ہے وہ مکتوبات شریف جلد دوئم کا مکتوب نمبر ہے۔ یہ مکتوب شریف جبادی خاں کے نام لکھا ہے جو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے مشہور بزرگ حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ تعالیٰ کی اولاد میں تھے اور اپنے قبلہ کے سردار تھے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے اس مکتوب شریف میں بتایا ہے کہ اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کیسے حاصل ہوتی ہے۔۔۔۔ اخلاص یہ ہے کہ جو کام کیا جائے اللہ کے لئے کیا جائے نہ صلے کی خواہش ہو نہ تعریف و توصیف کی تمنا بلکہ اگر کوئی تعریف بھی کرے تو ناگوار معلوم ہو۔۔۔۔

حضرت مجدد علی الرحمۃ اس مکتوب شریف میں فرماتے ہیں۔

۲- اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت اس وقت میسر آتی ہے جب انسان اللہ کے علاوہ سب کی غلامی سے آزاد ہو کر اپنی توجیہ کا قبلہ اُس کی ذات کے سوا کسی اور کو نہ بنائے۔۔۔۔ یہاں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ اللہ کے نبی، اللہ کے رسول اور اللہ کے ولی اللہ کے نزدیک غیر اللہ میں شامل نہیں ہیں کہ ان حضرات عالیہ کی طرف توجیہ اللہ ہی کی طرف توجیہ ہے۔۔۔۔ اللہ کی طرف کامل توجیہ کی علامت یہ ہے کہ اللہ کی طرف سے خوشی اور مسرت، درد و تکلیف جو کچھ بھی پہنچے وہ ایک جیسی معلوم ہو بلکہ رنج والم زیادہ بھلے معلوم

Marfat.com

ہوں اس حقیقت کا اندازہ حضرت حسین بن منصور الحلاج کی اس دعا سے ہوتا ہے جس میں آپ نے فرمایا :-

"اے اللہ ساری نعمتیں سب کو تقسیم فرما دے اور رنج و مصیبت مجھ کو عطا فرما"۔۔۔۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کی انتہا یہ ہے کہ پورے طور پر خود کو اللہ تعالیٰ کی سپرد کردے یعنی ہر آن و ہر لمحہ اس کی رضا پر راضی رہے۔۔۔۔ وہ عبادت جو جنت کی لالچ اور دوزخ کے خوف کی وجہ سے ہو وہ در حقیقت اپنی ہی غرض کے لئے عبادت ہے اور اس سے مقصود اپنی نجات و خوشی ہے لیکن اخلاص کا تقاضہ یہ ہے کہ عبادت صرف و صرف اللہ کے لئے کی جائے نہ دل میں جنت کی رغبت ہو نہ دوزخ کا خوف۔۔۔۔

۳۔ اللہ کی طرف کامل توجہ کا حاصل ہو جانا پوری طرح فنا ہو جانے کے بعد حاصل ہوتا ہے اور یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات سے کامل محبت کا نتیجہ ہے اور حضور اکرم ﷺ ولایت خاصہ کے ظاہر ہونے کا آغاز ہے۔۔۔۔ اس نعمت کا حاصل ہونا حضور ﷺ کی شریعت کی کامل پیروی پر موقوف ہے ۔۔۔۔ سنت کی پیروی میں جتنا کامل ہو گا۔ اتنی ہی کامل توجیہہ اس کو حاصل ہو گی۔

۴۔ حضور اکرم ﷺ کی شریعت سب سریعتوں کی جامع ہے، یعنی حضور اکرم ﷺ سے پہلے جو رسول شریعت لائے وہ سب کی سب اس میں شامل ہیں۔۔۔۔ اسی طرح قرآن کریم بھی سب کتابوں کا جامع ہے حضور اکرم ﷺ سے پہلے جو جو کتابیں نازل کی گئیں اور جو جو صحیفہ اتارے گئے ان کے مضامین قرآن کریم میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیئے گئے۔۔۔۔ اسی لئے قرآن کریم میں فرمایا :-

وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ

اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔(سورۃ نحل : ۸۹)

پس شریعتوں کی پیروی ہے ۔ قرآن کریم میں سورۃ فاتحہ اور دوسرے مقامات پر جس طراط مستقیم کا ذکر کیا گیا ہے وہ اسلام کے اس مضبوط راستے اور واضح و روشن شریعت سے مراد ہے وہ

Marfat.com

اضح ورا شن شریعت ہی ہے -

سورہ یٰسٓ میں ارشاد ہوتا ہے -

اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ لا عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ ط (یٰس : ۳-۴)

''بے شک تم سیدھی راہ پر بھیجے گئے ہو''-

جو شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شریعت پر چلے گا وہی صراط مستقیم پر چلنے والا اور اللہ
ں نعمتوں سے بہرہ ور ہونے والا-

مولائے کریم ہم کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روشن شریعت پر چلنے کی توفیق عطا
رمائے-آمین-----------------اللھم آمین

Marfat.com

(۱۱)

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

وَابْتَغُوْا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ (سورۃ المائدہ : ۳۵)

ترجمہ :اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو----

اس آیۃ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے وسیلے کی اہمیت کو واضح فرمایا ہے اور اپنے تقرب کے لئے وسیلے کو ضروری قرار دیا-- حقیقت یہ ہے کہ وسیلہ نظام کائنات کا اہم ضابطہ ہے--اس کے بغیر انسان کا چلنا اور زندگی بسر کرنا مشکل ہے--زندگی میں جس طرح تقلید کے بغیر چارہ نہیں اسی طرح وسیلہ کے بغیر چارہ نہیں-اللہ تعالیٰ نے زبان کو بولنے کا وسیلہ بنایا--کان کو سننے کا وسیلہ بنایا- آنکھ کو دیکھنے کا وسیلہ بنایا--اسی طرح زندگی کے اور وسیلے بنائے-

O

انسان تین چیزوں سے مرکب ہے-- جسم--دماغ--اور روح--ان تینوں کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے وسیلے پیدا فرمائے ہیں-- جسم کی تربیت کے لئے والدین کو مربی اور وسیلہ بنایا--ذہن اور دماغ کی تربیت کے لئے استاد کو مربی اور وسیلہ بنایا--اور روح کی تربیت کے لئے حضراتِ انبیاؑ علیہم السلام اور حضرت اہل اللہ کو مربی اور وسیلہ بنایا--

اللہ تبارک و تعالیٰ نے جن چیزوں کا خود ذمہ لیا ہے اس کے لئے بھی وسیلہ کو ضروری فرمادیا ہے- مثلاً

قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے---

Marfat.com

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا (سورۃ ھود : ۶/۱۲)

''اور زمین پر کوئی چلنے والا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ نہ ہو''

لیکن اس کے ساتھ ساتھ قرآن کریم میں ایک جگہ فرمایا :

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ۝ (سورۃ النجم : ۳۹)

''اور انسان کے لئے وہی کچھ ہے جس کے لئے اس نے کوشش کی''--

گویا اللہ تبارک تعالیٰ نے کوشش اور جدوجہد کو انسانی معیشت کا ذریعہ اور وسیلہ قرار دیا--اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ براہ راست عطا فرمانے پر قادر نہیں--بے شک وہ قادر ہے--چنانچہ بنی اسرائیل پر براہ راست من وسلویٰ اتارا گیا--اسی طرح بیت المقدس میں حضرت مریم علیہا السلام، حضرت ذکریا علیہ اسلام کے زیر کفالت تربیت پا رہی تھیں تو ان کے لئے اللہ کے فرشتے براہ راست پھل اور میوے لایا کرتے تھے--اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت بھی ظہور میں آئی-- یہ ساری باتیں اس بات کی دلیل ہیں کہ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے--لیکن اس کا قانون یہ ہے کہ وہ اس عالم آب وگل میں سب عطا فرماتا ہے ذریعہ اور وسیلہ سے عطا فرماتا ہے-

وسیلہ میں ایک نکتہ یہ ہے--کہ جس کو وسیلہ بنایا جاتا ہے اس کو سرفراز کیا جاتا ہے--ہمارے جسم کی تربیت کے لئے والدین کو ذریعہ اور وسیلہ بنایا ہے--اور پھر ان کو اتنا محترم کہ ان کی رضا سے جنت وابستہ کردی اور ان کی ناراضگی سے دوزخ پیوستہ کردی--یہاں تک فرمایا کہ تمہارے والدین تمہارے لئے جنت بھی ہیں اور دوزخ بھی ہیں--ایک ارشاد فرمایا ''جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے''-

ذہن ودماغ کی تربیت کے لئے استاد کو وسیلہ بنایا اور اس کو اتنی عزت بخشی کہ صحابہ جیسی یدہ شخصیتوں نے اپنے غیر مسلم معلموں کو سواریوں پر بٹھایا اور ان کے احترام میں پیدل --اسی طرح خلیفہ ہارون رشید کے بیٹوں نے اپنے استاد کی جوتیاں اٹھائیں-

Marfat.com

روح کی تربیت کے لئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام اور اہل اللہ کو مربی بنایا اور ان کو اپنا برگزیدہ بنا کر سرفراز فرمایا -- اور ان کی تعظیم و تکریم کا حکم دیا-

بعض لوگوں کے خیال میں صرف نیک کاموں کو وسیلہ بنایا جاسکتا ہے نیک لوگوں کو نہیں -- یہ بات آسانی سے عقل میں آسکتی ہے کہ نیک لوگ نیک کاموں کا سرچشمہ ہیں، جب قطرہ کو وسیلہ بنایا جاسکتا ہے تو سمندر کو بدرجہ اولیٰ وسیلہ بنایا جاسکتا ہے-" نیک لوگوں اور مقربین کو وسیلہ بنانے کی تائید قرآن سے بھی ہوتی ہے اور حدیث سے بھی- میں یہاں ایک آیت شریفہ اور چند حدیثیں پیش کروں گا -- ارشاد ہو رہا ہے-

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ط (بنی اسرائیل : ۵۷)

ترجمہ: "وہ (جن و فرشتے) جن کو یہ (اہل مکہ پکارتے ہیں) وہ خود ڈھونڈتے ہیں اپنے رب تک وسیلہ کو کہ کون سا بندہ بہت نزدیک ہے اور امید رکھتے ہیں اس کی مہربانی کی اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں"-

اب چند احادیث پیش کرتا ہوں-

ا ---- ترمذی شریف میں ہے کہ ایک نابینا صحابی نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میری بینائی پر پڑے ہوئے پردے کو دور فرمادے- حضور اکرم ﷺ نے ان کو جو دعا پڑھنے کا حکم دیا اس کے ابتدائی الفاظ یہ ہیں-

اللهم انی اسئلك و اتوجه اليك بنبيك محمد صلى الله تعالىٰ عليه وسلم نبی الرحمه٥

ترجمہ :- یعنی اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف تیرے نبی محمد مصطفیٰ، نبی رحمت ﷺ کے وسیلے سے متوجہ ہوں-

آپ نے غور فرمایا- حضور انور ﷺ نے ہم گنہگاروں کے لئے خود کو وسیلہ فرمایا -- وہ

Marfat.com

صحابی چلے گئے -- پھر جب واپس آئے تو ان کی بینائی حال ہو چکی تھی -- (حدیث شریف)

فقام و قد ابصر --

۲---- بخاری شریف میں ہے --- حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول تھا کہ جب ملک میں قحط پڑتا تو حضور اکرم ﷺ کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنھما کے وسیلے سے بارش کی دعا مانگتے -- دعا قبول ہوتی اور کوہ و صحرا جل تھل ہو جاتے --

۳---- ابن قیم نے زاد المعاد میں یہ حدیث بیان کی ہے کہ جب کوئی شخص اپنے گھر سے نماز کے لئے نکلے تو کہے اے اللہ ! میں تجھ سے اس حق کے وسیلے سے دعا مانگتا ہوں جو سائلوں کا تجھ پر ہے --- خود حضور اکرم ﷺ بھی یہ دعا فرماتے -

اللھم انی اسالک بحق السائلین علیک الحق --

۴---- جب حضرت علی کرم اللہ الوجہ الکریم کی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنھما کا انتقال ہوا تو حضور اکرم ﷺ نے اس طرح دعا کی -

اے اللہ ! میری ماں فاطمہ بنت اسد کی مغفرت فرما -- اور ان کی قبر کو ان کے لئے ، اپنے نبی اور مجھ سے پہلے انبیاء کے حق کے وسیلے سے وسیع فرما --

۵---- امام بیہقی نے یہ روایت کی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانے میں قحط پڑا - حضرت بلال بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنھما نے نبی کریم ﷺ کے روضہ شریف پر حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ ! اپنی امت کے لئے بارش کی دعا فرمائیں -- خواب میں حضور اکرم ﷺ کی ان کو زیارت ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا تم عمر بن الخطاب کے پاس جا کر انہیں سلام کہو اور انہیں بتاؤ کہ انہیں بارش سے سیراب کیا جائے گا -- حضرت بلال بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنھما نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر دی تو وہ رو پڑے -- خدا کی شان خوب بارش ہوئی -- اور میدان جل تھل ہو گئے -

Marfat.com

۶---- بخاری شریف میں ہے کہ قیامت کے دن لوگ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آخر میں حضور اکرم ﷺ سے مدد طلب کریں گے -- حالانکہ سب اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوں گے پھر بھی حضور ﷺ کا وسیلہ طلب کریں گے۔

۷---- امام طبرانی روایت کرتے ہیں -- کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی آدمی راستے سے بھٹک جائے یا امداد کا طلب گار ہو اور وہ ایسی زمین ہو جہاں کوئی مددگار و غمگسار نہ ہو تو کہے:

یا عباد اللہ اغیثونی اور ایک روایت میں اعینونی بھی آیا ہے

یعنی اے اللہ کے بندو! میری امداد کرو،----

کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے ہیں جنہیں تم نہیں دیکھتے۔

۸---- حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہماری زندگی تمہارے لئے بہتر ہے -- تم گفتگو کرتے ہو اور تمہارے ساتھ گفتگو کی جاتی ہے -- اور ہماری وفات تمہارے لئے بہتر ہے --- تمہارے اعمال ہمارے سامنے پیش کئے جائیں گے -- تو ہم جو اچھا کام دیکھیں گے --- تو اللہ تعالیٰ کی حمد کریں گے -- اور جو برا کام دیکھیں گے تو تمہارے لئے دعائے مغفرت کریں گے -- (کشف الاستار ۳۹۷/ (۸۴۵) والویلمی فی فردوس الاخبار عن أنس ۲/۲۱۹ أنس (۲۵۲۳) وابن عدی فی الکامل ۳/۹۴۵ و ابن سعد فی الطبقات الکبری ۲/۱۹۴ والقاضی اسماعیل فی فضل الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

ان تمام احادیث سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ، انبیاء علیھم السلام اور صلحاً امت کو وسیلہ بنایا جا سکتا ہے --- خود قرآن کریم نے جب یہ فرمایا۔

اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ ۙ

(سورۃ فاتحہ: ۵-۶)

Marfat.com

''دکھا ہم کو سیدھا راستہ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا''--

یہاں صاف صاف اللہ کے نیک بندوں کے نقوش قدم کو وسیلہ بنانے کا حکم دیا لیکن ہم غور نہیں کرتے، اس میں شک نہیں اگر ہم نے اہل اللہ سے پیٹھ پھیر لی اور ان کے نقش پا کو چھوڑ دیا تو پھر ہدایت نہیں مل سکتی- اسی لئے فرمایا-

غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۝ (سورۃ فاتحہ : ۷)

ان لوگوں کے راستے سے دور رکھ جنہوں نے تیرے پیاروں سے پیٹھ پھیر لی- ان کے نقش قدم کو چھوڑ دیا، پھٹکارے ہوئے گمراہ ہو گئے--

ان اولوالعزم بندوں میں جن کے نشان قدم پر چلنے کا سورہ فاتحہ میں حکم دیا گیا ہے- صاحب عرس جد امجد مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمتہ بھی تھے-- آپ دہلی کے جلیل القدر عارف کامل اور محدث وقت شاہ محمد مسعود رحمتہ اللہ علیہ کے پوتے تھے--اور شاہ محمد مسعود رحمتہ اللہ علیہ ان کے مربی-- شاہ محمد مسعود رحمتہ اللہ علیہ کو حضرت شاہ عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ سے نسبت تھی---اور اس نسبت کا فیض شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمتہ نے بھی حاصل کیا ۱۴ برس کی عمر تھی--- کہ مکان شریف کے ولی کامل حضرت سید صادق علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے عارف کامل حضرت مولانا رکن الدین شاہ رحمتہ اللہ علیہ کو حکم دیا--- کہ دہلی جاؤ اور صاحبزادہ مظہر اللہ شاہ کو ہمارے پاس لاؤ- تاکہ ان کو ہم اپنے فیض سے نوازیں-- وہ راجستھان سے دہلی حاضر ہوئے اور دہلی سے حضرت مفتی اعظم کو لے کر پنجاب میں سید صادق علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے--- آپ کی یہ شان تھی کہ جو فرمایا کرتے وہ پورا ہو کر رہتا-- گویا آپ کی رضا میں اللہ کی رضا تھی--- اس بلند مقام پر آپ فائز تھے-- ایسی بلند و بالا ہستی نے حضرت مفتی اعظم کو بیعت کیا اور ایک ہی توجہ میں کامل اکمل بنا دیا-- اسی توجیہ کا اثر تھا کہ حضرت مفتی اعظم نے ۱۴ برس کی عمر سے جو نماز تہجد شروع کی تو ۸۴ چوراسی برس کی عمر تک تہجد کی نماز کبھی ناغہ نہ کی- اتباع سنت کی یہ شان تھی-- سید صادق علی شاہ ہی کا یہ فیض تھا کہ حضرت مفتی اعظم

Marfat.com

بھی اس بلند مقام پر فائز ہوئے جو کہہ دیا پورا ہو کر رہا--- جو صحبت میں بیٹھا ئن کر گیا-- دور دراز علاقوں میں جو مرید کسی تکلیف و پریشانی میں مبتلا ہوا، ان کی ایک ہی توجیہہ سے وہ پریشانیاں دور ہو گئیں--آپ کے دست حق پرست پر ہزاروں ہندو اور عیسائی مشرف با اسلام ہوئے-- جن کو دیکھنے سے خدا یاد آتا تھا، ان کے تصور سے بھی ایمان تازہ ہو جاتے ہیں-

اللہ تعالیٰ ہم کو ان کے نقش قدم چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے ظاہر اور باطن کو حضور اکرم ﷺ کی سنت سے آراستہ و پیراستہ رکھے- آمین

رونق بزم زیست ہے ان سے -- شمع فیضان ہیں مظہر اللہ شاہ
جن کے سینوں میں درد احمد ہے -- ان کے درماں ہیں مظہر اللہ شاہ
جن کو قربت ملی ہوئے کامل -- فیض عرفان ہیں مظہر اللہ شاہ

وَمَا عَلَيْنَا اِلاَّ الْبَلاَغ

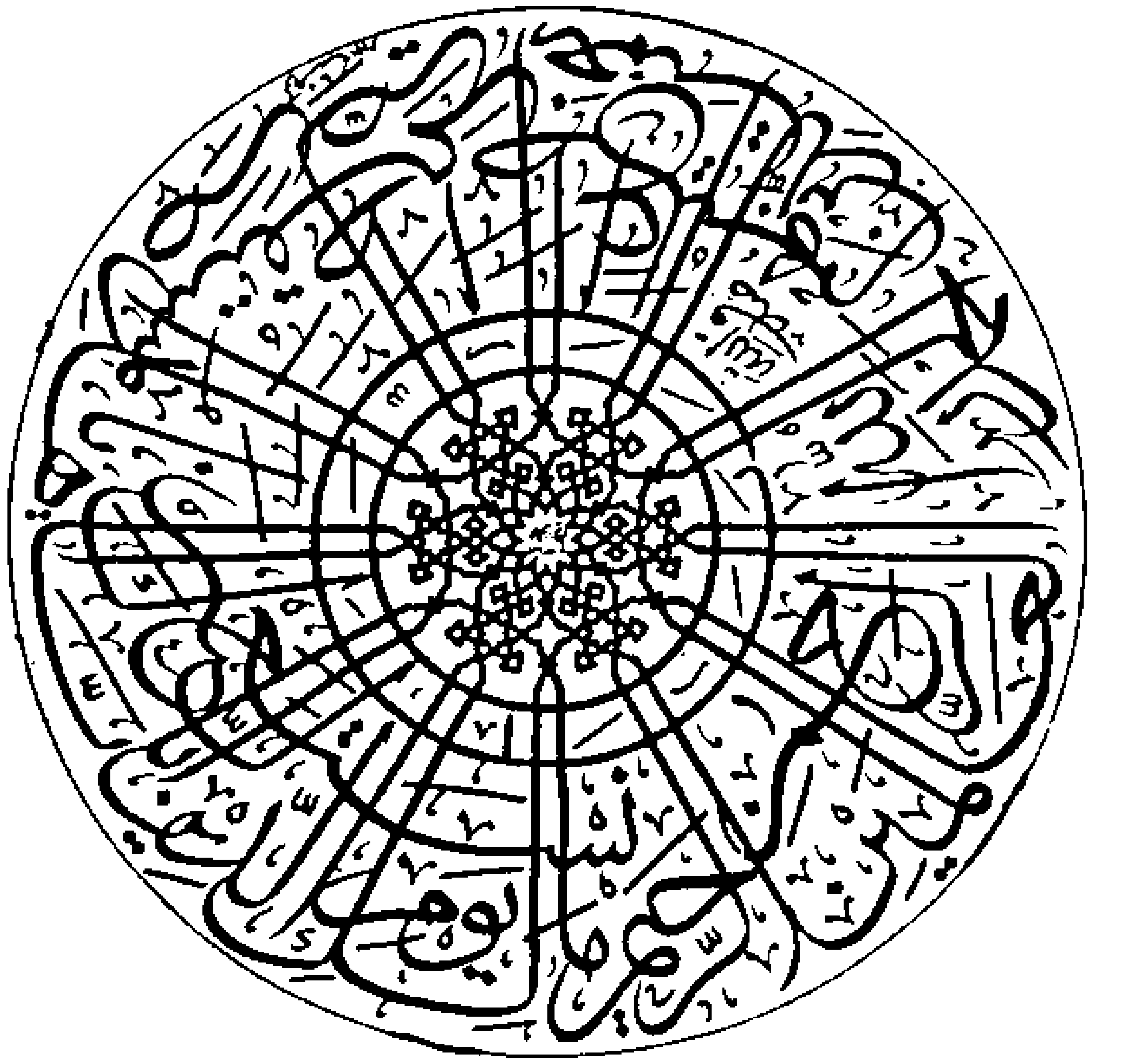

Marfat.com

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم
اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

(ب)

وَابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ (سورۃ المائدہ : ۳۵)

اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو--

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے وسیلہ کی اہمیت کو واضح فرمایا ہے اور اپنے تقرب کے لئے وسیلے کو ضروری قرار دیا- حقیقت یہ ہے کہ وسیلہ نظام کائنات کا ایک اہم ضابطہ ہے-اس کے بغیر انسان کا مکمل ہونا مشکل ہے--

انسان تین چیزوں سے مرکب ہے-- جسم--دماغ--اور روح--ان تینوں کیلئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے وسیلے پیدا فرمائیں-- جسم کی تربیت کے لئے والدین کو مربی اور وسیلہ بنایا--ذہن اور دماغ کی تربیت کے لئے استاد کو مربی اور وسیلہ بنایا--اور روح کی تربیت کے لئے حضرات انبیاء علیھم السلام اور حضرات اہل اللہ کو مربی اور وسیلہ بنایا-

اللہ تبارک تعالیٰ نے جن چیزوں کا خود ذمہ لیا ہے اس کے لئے بھی وسیلہ کو ضروری فرما دیا ہے- مثلاً قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے :

"اور زمین پر کوئی ایسا چلنے والا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ نہ ہو"

ایک جگہ فرمایا :

"اور انسان کے لئے وہی کچھ ہے جس کے لئے اس نے کوشش کی--"

گویا اللہ تبارک تعالیٰ نے کوشش اور جدوجہد کو انسانی معیشت کا ذریعہ اور وسیلہ قرار

Marfat.com

دیا--اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ براہ راست عطا فرمانے پر قادر نہیں--بے شک وہ قادر ہے--چنانچہ بنی اسرائیل پر براہ راست من و سلویٰ اتارا گیا--اسی طرح جب بیت المقدس میں حضرت مریم حضرت زکریا کے زیر کفالت تربیت پا رہی تھیں تو ان کے لئے اللہ کے فرشتے براہ راست پھل اور میوے لایا کرتے تھے--

اسی طرح حضرت عیسیٰؑ کی ولادت بھی ظہور میں آئی--یہ ساری باتیں اس بات کی دلیل ہیں کہ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے--لیکن اس کا قانون یہ ہے کہ وہ اس عالم آب و گل میں جب عطا فرماتا ہے ذریعہ اور وسیلہ سے عطا فرماتا ہے--

وسیلہ میں ایک نکتہ یہ ہے--کہ جس کو وسیلہ بنایا جاتا ہے اس کو سرفراز کیا جاتا ہے--مثلاً ہمارے جسم کی تربیت کے لئے والدین کو ذریعہ اور وسیلہ بنایا--اور پھر ان کو اتنا محترم بنایا کہ ان کی رضا سے جنت وابستہ کر دی اور ان کی ناراضگی سے دوزخ پیوستہ کر دی--اور یہاں تک فرمایا تمہارے والدین تمہارے لئے جنت بھی ہیں اور دوزخ بھی ہیں--ایک جگہ ارشاد فرمایا:

"جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے-"

ذہن اور دماغ کی تربیت کے لئے استاد کو وسیلہ بنایا اور اس کو اتنی عزت بخشی کہ صحابہ جیسی برگزیدہ شخصیتوں نے اپنے استادوں کو سواریوں پر بٹھایا اور ان کے احترام میں پیدل چلے--اسی طرح خلیفہ ہارون رشید کے بیٹوں نے اپنے استاد کی جوتیاں اٹھائیں--

روح کی تربیت کے لئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم اور اہل اللہ کو مربی بنایا اور ان کو اپنا برگزیدہ بنا کر سرفراز فرمایا--سورہ فاتحہ میں ان کا ذکر فرمایا--وہ سورہ فاتحہ جو قرآن کی روح ہے--وہ سورہ فاتحہ جو اللہ تعالیٰ کی عطائے خاص ہے--اس سورہ فاتحہ میں اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ہدایت کی--کہ جب وہ عبادت کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوا کریں تو یہ کہا کریں:-

"ہمیں ان محبوبوں کا راستہ دکھا جن پر تو نے انعام فرمایا-"

Marfat.com

اس طرح اللہ تبارک تعالیٰ نے ان کو یہ عظمت بخشی کہ ان کے نشان قدم کو پوری کائنات کے لئے صراط مستقیم بنادیا اور وسیلہ ہدایت و نجات --

ان عظمت والوں کی شان یہ ہے کہ جب کوئی چیز ان سے وابستہ ہوتی ہے -- تو وہ کتنی ہی حقیر کیوں نہ ہو ایسی محترم ہو جاتی ہے کہ بس دیکھا کیجئے -- پتھر کی کیا حقیقت ہے ؟ -- لیکن جب اس پتھر پر اللہ کے محبوب نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہوتے ہیں -- تو پتھر اتنا محترم ہو جاتا ہے کہ اس پتھر کو سجدہ گاہ بنالو -- یعنی جس مقام پر حضرت ابراہیم نے بیت اللہ بنایا وہاں تم نمازیں پڑھو -- یہ پتھر حرم کعبہ میں آج تک محفوظ ہے --

کپڑے کی کیا حقیقت ہے ؟ -- جب وہی کپڑا پیر ہن یوسف بنتا ہے تو بے نور آنکھوں کو نور عطا فرماتا ہے اور ایسا محترم ہو جاتا ہے کہ خود قرآن اسکا ذکر کرتا ہے -- کہ جب وہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے رخ زیبا پر ڈالا جاتا ہے تو بے نور آنکھیں نور سے چمک اٹھتی ہیں --

بال کی کیا حقیقت ہے ؟ -- لیکن جب حضرت خالد بن ولید سرکار دو عالم ﷺ سے نسبت رکھنے والے موئے مبارک کو اپنے صافے میں رکھتے ہیں -- اور وہ صافہ پہن کر جو جنگ لڑتے ہیں کامیاب و کامران ہوتے ہیں -- انہوں نے زندگی میں بہتر (۷۲) تہتر (۷۳) جنگیں لڑیں -- لیکن موئے مبارک کی برکت سے دشمن کبھی ان پر غالب نہ آسکا -- ہر دشمن پر وہی غالب رہے --

ذکر یہ کر رہا تھا کہ برگزیدہ اور محبوب شخصیتوں سے جس کو نسبت ہو جاتی ہے خواہ وہ کتنا ہی حقیر ہو اچانک سربلند ہو جاتا ہے -- کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ ایک ٹوٹی پھوٹی کرسی کے متعلق جب یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں شہنشاہ کی کرسی ہے تو یہ کرسی جس کو کوڑی کے مول لینے کو کوئی تیار نہ تھا -- اب بڑی سے بڑی قیمت دینے کو تیار ہے -- کیوں ؟ -- اس لئے کہ شہنشاہ کی نسبت نے عالی بنادیا --

سچ یہ ہے کہ نسبتوں کی دنیا عجیب دنیا ہے -- صاحب عرس جد امجد مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ -- دہلی کے جلیل القدر عارف کامل اور محدث شاہ محمد مسعود رحمتہ اللہ کے پوتے

Marfat.com

تھے --اور شاہ محمد مسعود ان کے مربی-- شاہ محمد مسعود رحمتہ اللہ کو حضرت شاہ عبدالعزیز رحمتہ اللہ سے نسبت تھی --اور اس نسبت کا فیض شاہ محمد مظہر اللہ نے بھی حاصل کیا تھا-- ۱۴ برس کی عمر تھی --کہ مکان شریف کے ولی کامل حضرت سید صادق علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے عارف کامل حضرت مولانا رکن الدین شاہ رحمتہ اللہ علیہ کو حکم دیا--کہ دہلی جاؤ اور صاحبزادہ مظہر اللہ شاہ کو ہمارے پاس لاؤ-- تاکہ ان کو ہم اپنے فیض سے نوازیں وہ راجستان سے دہلی حاضر ہوئے اور دہلی سے حضرت مفتی اعظم کو لے کر پنجاب میں سید صادق رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے--

آپ کی یہ شان تھی جو فرمایا کرتے وہ پورا ہو کر رہتا-- گویا آپ کی رضا میں اللہ کی رضا تھی-- اس بلند مقام پر آپ فائز تھے --اسی بلند وبالا ہستی نے حضرت مفتی اعظم کو بیعت کیا اور ایک ہی توجہ میں کامل اکمل بنادیا--اسی توجہ کا اثر تھا کہ حضرت مفتی اعظم نے ۱۴ برس کی عمر سے جو نماز تہجد شروع کی تو ۸۴ چوراسی برس کی عمر تک تہجد کی نماز کبھی ناغہ نہ کی--اتباع سنت کی یہ شان تھی-- سید صادق علی شاہ ہی کا یہ فیض تھا کہ حضرت مفتی اعظم بھی اس بلند مرتبے پر فائز ہوئے جو کہہ دیا وہ پورا ہو کر رہا-- جو صحبت میں بیٹھا بن کر رہا-- دور دراز علاقوں میں جو مرید کسی تکلیف و پریشانی میں مبتلا ہوا، ان کی ایک ہی توجہ سے وہ پریشانیاں دور ہو گئیں-- ان کے مقام کا اس بات سے اندازہ لگائیں کہ جب ان کے ایک مرید پریشانیوں سے مجبور ہر کر سندھ کے مشہور بزرگ حضرت شاہ یقیق رحمتہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضر ہوئے --رات کو قیام کیا-- خواب میں کیا دیکھتے ہیں-- کہ مجلس جمی ہے-- مسند پر حضرت مفتی اعظم بیٹھے ہیں-- سامنے عقیدت مندوں کی طرح حضرت شاہ یقیق تشریف فرما ہیں--اور حضرت اپنے مرید کو جلال کی نظر سے دیکھ رہے ہیں--اس خواب نے مرید پر واضح کر دیا کہ ان کا شیخ کتنا کامل ہے-- چنانچہ جب وہ اپنے شیخ کی طرح متوجہ ہوئے-- تو ان کی پریشانیاں دور ہو گئیں-- حضرت مفتی اعظم کا فیض اس وقت بھی جاری تھا جب وہ اس دنیا میں تھے-- اور اب بھی جاری ہے جب وہ اس دنیا میں ہیں--پاکستان اور ہندوستان کے بہت سے مریدوں نے

Marfat.com

اپنے واقعات بیان کیے جن سے اندازہ ہوتا ہے-- کہ حضرت مفتی اعظم رحمتہ اللہ علیہ کا فیض پوری قوت کے ساتھ جاری وساری ہے-- اللہ تعالیٰ ہم کو ان کے نقش قدم پر چلائے اور ان کے فیض سے سرفراز فرمائیں- آمین

رونق بزم زیست ہے ان سے -- شمع فیضان ہیں مظہر اللہ شاہ

جن کے سینوں میں درد احمد ہے --ان کے درماں ہیں مظہر اللہ شاہ

جن کو قربت ملی ہوئے کامل -- فیض عرفاں ہیں مظہر اللہ شاہ

وَمَا عَلَیْنَا اِلاَّ الْبَلاَغ

Marfat.com

(۱۲)

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَھُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ○ (سورہ مریم ۱۹/۹۶)

ترجمہ: بیشک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے عنقریب ان کے لئے رحمٰن محبت کر دے گا--

محبت بڑی دولت ہے، یہ مل گئی تو سب کچھ مل گیا، یہ نہ ملی تو کچھ نہ ملا-- حضور انور ﷺ نے دنیا کے بدلے اسی محبت کو طلب فرمایا-- چنانچہ جب انصار مدینہ نے آپ کے خرچ کے لئے مال و دولت پیش کیا تو آپ نے یہی فرمایا:-

قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی ط

(سورہ شوریٰ: ۴۲، ۲۴)

ترجمہ:- تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت--

یعنی اہلبیت کی محبت-- ازواج مطہرات کی محبت-- صحابہ کی محبت-- اور جو ان سے محبت کرنے والے ہیں ان کی محبت--

حضور انور ﷺ نے دعا بھی فرمائی تو محبت ہی کے لئے فرمائی- چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا:-

الھم انی اسئلك حبك و حب من یحبك و حب عمل یقر بنی الیك--

یعنی اے اللہ میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں اور اس کی محبت مانگتا ہوں جس سے تو

Marfat.com

محبت کرتا ہے للہ اور اس کام کی محبت جس کو تو محبوب رکھتا ہے--

حضور انور ﷺ نے اعلان فرمایا :-

الا لا ایمان لمن لا محبة له، الا لا ایمان لمن لا محبة له، الا لا ایمان لمن لا محبة له

یعنی خبر دار ہو جاؤ! جسکے دل میں محبت نہیں اس کے دل میں ایمان نہیں-- آگاہ ہو جاؤ! جسکے دل میں محبت نہیں اس کے دل میں ایمان نہیں-- ہوشیار ہو جاؤ! جس کے دل میں محبت نہیں اس کے دل میں ایمان نہیں--

اس میں شک نہیں اللہ اور رسول کی محبت ایمان کی جان ہے--اقبال نے سچ کہا ہے ؎

محبت ہی سے پائی ہے شفا بیمار قوموں نے
کیا ہے اپنے بخت خفتہ کو بیدار قوموں نے

حضور انور ﷺ اللہ کے محبوب ہیں--جس کے دل میں آپ کی محبت ہو گی وہ بھی اللہ کا محبوب ہو جائے گا--اس آیت کریمہ میں اسی راز محبت کو کھولا گیا ہے--

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ-

(سورہ آل عمران ۳/ ۳۱)

ترجمہ :-اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو، اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا--

حضور انور ﷺ مرکز محبت ہیں--ابھی آپ دنیا میں بھی تشریف نہ لائے تھے کہ دل آپ کی طرف کھینچ رہے تھے--یہود و نصاریٰ آپ کے وسیلے سے دعائیں مانگ رہے تھے-- قرآن گواہ ہے----ارشاد ہوتا ہے-

وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ج (سورۃالبقرہ : ۸۹)

ترجمہ :- اور وہ اس کے آنے سے پہلے اس کے وسیلے سے کافروں پر فتح و نصرت کی دعائیں مانگا کرتے تھے-

Marfat.com

کوئی ایسا محبوب نہ دیکھا-- آپ کی محبوبیت سب سے نرالی ہے-- جو آپ پر ایمان نہیں لاتا، وہ بھی محبت کرنے پر مجبور ہے-- بے شمار کتابوں میں ہزاروں غیر مسلموں کے محبت بھرے اقوال واشعار موجود ہیں--

چنانچہ آپ کی شان میں ایک ہندو شاعر ہری چند کہتا ہے ؎

کس نے ذروں کو اٹھایا اور صحرا کردیا
کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کردیا
زندہ ہوجاتے ہیں جو مرجاتے ہیں اس کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کردیا؟

ایک اور ہندو شاعر جگن ناتھ آزاد کہتا ہے-- ؎

سلام اس پر جلائی شمع عرفان جس نے سینوں میں
کیا حق کے لئے بے تاب، سجدوں کو، جبینوں میں
سلام اس پر ہنایا جس نے دیوانوں کو فرزانہ
مئے حکمت کا چھلکایا، جہاں میں جس نے پیمانہ

ایک سکھ شاعر کنور مہندر سنگھ بیدی سحر کہتا ہے-- ؎

تکمیل معرفت ہے محبت رسول کی
ہے بندگی خدا کی، اطاعت رسول کی
تسکین دل ہے سرور کون و مکان کی یاد
سرمایہ حیات ہے، الفت رسول کی
اتنی سی آرزو ہے اے رب دوجہاں
دل میں رہے سحر کے محبت رسول کی

آپ نے ملاحظہ فرمایا، ایمان نہ لانے کے باوجود غیر مسلم بھی آپ ﷺ کی محبت کی آرزو کررہے ہیں-

o

Marfat.com

دنیا میں ہزاروں قسم کے تمغے دیئے جاتے ہیں----ان تمغوں سے عارضی عزت ملتی ہے، جو خواب و خیال بن کر رہ جاتی ہے--مگر تمغہ محبت کوئی نہیں دیتا--تمغہ عزت کوئی نہیں دیتا--اور نہ دے سکتا ہے--یہ تو عالم کا پالنہار ہی دیتا ہے اور دے سکتا ہے--جو آیۂ کریمہ تلاوت کی گئی----اس میں اسی تمغہ محبت کا ذکر ہے--فرمایا جو اللہ اور رسول پر ایمان لایا۔ اور جس نے رسول ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے نیک کام کئے--اس کو ہم تمغہ مؤدت عطا فرمائیں گے--محبت اور مؤدت میں بڑا فرق ہے--محبت مٹ سکتی ہے--مؤدت نہیں مٹتی، اللہ ایسی محبت عطا فرماتا ہے جو مٹ نہیں سکتی--اور ایسی عزت عطا فرماتا ہے جو کوئی چھین نہیں سکتا--اسی لئے فرمایا:-

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ (سورہ منافقون : ۱۳/ ۸)

اور عزت تو اللہ کے لئے ہے--اللہ کے رسول کیلئے--اور مومنین کے لئے--

یہ وہ عزت ہے جو نہ ڈگریوں سے ملتی ہے--نہ بڑے بڑے عہدوں سے--نہ مال و دولت سے--یہ محبت و عزت جب ہی ملتی ہے--جب اللہ کا خاص کرم ہوتا ہے--

O

جیسا کہ عرض کیا گیا حضور انور ﷺ مرکز محبت ہیں--سب کے دل آپ کی طرف کھینچنے لگے، چنانچہ آپ کا نام سن کر سندھ سے غیر مسلموں کا ایک وفد مدینہ منورہ حاضر ہوا اور ایک سری لنکا سے حاضر ہوا، سارے جہاں سے قافلے آنے لگے----اللہ اکبر!--بن دیکھے دلوں میں محبت پھوٹ رہی ہے--سبحان اللہ!--ہزاروں میل کی مسافتیں طے کر کے زائرین حاضر ہو رہے ہیں--حضور انور ﷺ کے طفیل یہ ہی محبت اولیاء اللہ کے حصے میں آئی--منع کرنے والے منع کرتے کرتے تھک گئے--مگر جانے والوں کا سیلاب رکنے پہ نہیں آتا--ہمیں غور کرنا چاہئے کہ وہ کیا چیز ہے جو مدینہ منورہ حاضری کے لئے بے قرار

Marfat.com

کر رہی ہے -- وہ کیا چیز ہے جو اہل اللہ کی خانقاہوں اور ان کے مزارات پہ حاضری کے لئے بے چین کر رہی ہے -- بے شک یہ وہ محبت ہے -- جس کا قرآن کریم کی اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے جو آپ کے سامنے تلاوت کی گئی :-

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ وَ عَمِلُوْ الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ہ

بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے عنقریب ان کے لئے رحمٰن محبت کر دے گا --

اگر ہم کو انفرادی اور اجتماعی طور پر عالم کا محبوب بننا ہے -- اور دربار الٰہی سے تمغہ محبت حاصل کرنا ہے -- تو پھر حضور انور ﷺ کی پیروی کرنی ہو گی -- آپ کی پیروی کے صدقے ہم اللہ کے محبوب بن جائیں گے -- اور جو اللہ کا محبوب بن گیا -- وہ سارے جہاں کا محبوب بن گیا ---

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

وَمَا عَلَیْنَا اِلاَّ الْبَلاَغ

Marfat.com

(۱۳)

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ ﴿۳۲﴾ (سورۃ الحج: ۳۲)

"اور جس نے اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کی تو یہ اس کے دل کی پرہیزگاری کی علامت ہے--"

اس آیت میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں کی نشانیوں کو اپنی نشانی قرار دیا اور ان کی تعظیم و تکریم کو دل کی پاکیزگی کی علامت قرار دیا یعنی جو شخص بھی اللہ کے محبوب بندوں کی نشانیوں کی عزت کرتا ہے اس کا دل ایمان سے روشن ہے اور جو شخص تعظیم نہیں کرتا اس کا دل ایمان کی روشنی سے محروم اور تاریک و سیاہ ہے--

حقیقت یہ ہے کہ عظیم انسانوں کی نسبت سے بے قیمت چیزیں بھی قیمتی ہو جاتی ہیں-- عشق و محبت اور ایمان و یقین کی دنیا میں نسبت کو بڑی اہمیت حاصل ہے، قرآن کریم نے ہم کو یہ سبق پڑھایا ہے-- غور کریں بیت اللہ شریف کے سامنے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدم مبارک کا پتھر پر نشان جس کو مقام ابراہیم کہا جاتا ہے اس طرح محفوظ کیا گیا ہے کہ آج چھ ہزار سال گزرنے کے باوجود وہ اپنی جگہ موجود ہے اور اسی کے لئے قرآن کریم میں یہ حکم ہے کہ مقام ابراہیم کو اپنی سجدہ گاہ بنالو-- وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّی ط (سورۃ بقرہ: ۱۲۵)

یعنی جس طرف میرے پیارے محبوب اور نور محمدی ﷺ کے امین حضرت ابراہیم علیہ

Marfat.com

السلام کا نشان قدم ہے اس طرف سجدہ کرو۔۔ جن حضرات نے حج کیا ہے انہوں نے دیکھا
ہو گا کہ بیت اللہ کے سات چکر لگانے کے بعد جو واجب نفل پڑھے جاتے ہیں سب پڑھنے
والے اپنی پیشانیوں کا رخ مقامِ ابراہیم کی طرف کرتے ہیں حالانکہ کعبہ تو ہر طرف ہے ہر
طرف سجدہ کیا جاسکتا ہے مگر اس سجدہ کی شان ہی کچھ اور ہے کہ جو بیت اللہ کی سمت اس شان
سے ہو کہ محبوب رب العالمین کا نشان قدم بھی سامنے ہو۔۔ قرآن کریم نے ہم کو تعظیم
تکریم اور ادب و احترام کا سلیقہ بتایا ہے ایک دو مثالیں پیش کی جاتی ہیں تاکہ عقل والے ان
مثالوں کو سامنے رکھ کر اپنے قلب و نظر کو سنواریں۔ مگر ہماری بدنصیبی کا حال یہ ہے کہ
قرآن کریم کی واضح ہدایت سے بھی سبق حاصل نہیں کرتے اور ہر نشانی کی تعظیم و تکریم تو کجا
نشانیوں کو مٹانے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ ایمان کی حرارت ہی نہ رہے۔

۱۔ بیت اللہ کے قریب صفا و مروہ وہ دو پہاڑیاں ہیں جن کے درمیان حضرت ہاجرہ علیہ
السلام اپنے پیاسے بیٹے اسمٰعیل علیہ السلام کے لئے پانی کی تلاش میں دوڑی، دوڑی کبھی اس
پہاڑی پہ آتیں کبھی اس پہاڑی پہ جاتیں۔۔اللہ تعالیٰ کو حضرت ہاجرہ علیہ السلام کا یہ دوڑنا ایسا
بھایا کہ ان دونوں پہاڑیوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نشانیاں قرار دیا اور قرآن کریم میں صاف
صاف فرمادیا :۔

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ (سورۃ بقرہ : ۱۵۸)

''بے شک صفا و مروہ ہماری نشانیاں ہیں'' پس جو عمرہ کرے یا حج کرے ان پہاڑیوں کے
بھی اسی طرح سات چکر لگایا کرے، جس طرح ہمارے محبوب اسماعیل علیہ السلام کی ماں
حضرت ہاجرہ علیہ السلام نے لگائے تھے'' آپ نے غور فرمایا کہ صفا و مروہ اصل میں حضرت
ہاجرہ علیہ السلام کی نشانیاں ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی نشانیاں قرار دیا ہے۔۔

۲۔ اور ذرا غور فرمائیں بیت اللہ شریف کس نے تعمیر کیا؟ حضرت ابراہیم، حضرت
اسماعیل علیہ السلام نے۔۔ قرآن کریم میں اس کا تفصیلی ذکر موجود ہے۔۔ جس گھر کی بنیاد اللہ

Marfat.com

بی ان دو محبوب ہستیوں نے اٹھائی اس کو اللہ نے اپنا گھر قرار دیا اور نہ صرف یہ بلکہ سات چکر لگانے کا حکم دیا۔ اللہ اکبر۔۔

حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تعمیر کو اللہ نے کتنا وقار بخشا کہ آج ساری دنیا سے آنے والے لاکھوں حجاج اس مقدس گھر پر پروانہ وار فدا ہو رہے ہیں۔ اگر آپ حرم شریف کی چھت سے یہ دلکش نظارہ دیکھیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حرم شریف میں ایک شمع جل رہی ہے اور سارے عالم کے پروانے اس پر فدا ہو رہے ہیں۔

اگر آپ غور کریں تو معلوم ہوگا کہ سچے مسلمان کی نشانی یہ ہے کہ وہ اللہ کے محبوبوں کی اور ہر اس چیز کی جس سے ان محبوبوں کو نسبت ہے دل سے قدر و منزلت کرے اور ان کو کسی طرح بھی کم تر نہ سمجھے بلکہ اپنے دل کو ان کی عزت و احترام سے روشن رکھے اور اس روشنی کو سارے عالم میں پھیلائے۔۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلاَّ الْبَلاَغ

Marfat.com

(۱۴)

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم
اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَکُمْ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْبَتْنَا بِہٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَہْجَۃٍ ۝ (سورۃ النمل : ۶۰)

ترجمہ : یا وہ جس نے بنائی آسمان اور زمین اور اتار دیا آسمان سے تمہارے لئے پانی پھر اگائے ہم نے اس سے باغ رونق والے۔

جس طرح اللہ تعالیٰ پیاسی زمینوں کو سیراب فرماتا ہے۔ اسی طرح جب دل پیاسے ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو بھیج کر دلوں کو سیراب فرماتا ہے۔۔ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کا وصال اس مبارک مہینے میں ہوا اللہ کے ولی اور محبوب تھے۔۔ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں۔

"کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اپنا محبوب بناتے ہیں تو فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ سارے عالم میں یہ اعلان کردو کہ یہ ہمارا محبوب بندہ ہے۔۔"

اس میں شک نہیں کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبوبیت کا اعلان سارے جہاں میں کردیا گیا ہے۔ اسی لئے ایک ہزار برس سے سارے عالم میں آپ کا ڈنکا بج رہا ہے اور ہر جگہ آپ کے ذکر و اذکار کی محفلیں سجائی جارہی ہیں۔

Marfat.com

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے ولی کی نشانی یہ ہے کہ جب اس کو دیکھیں تو اللہ یاد جائے-- حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان یہ ہی تھی کہ آپ کی باتوں اور آپ کے دیدار سے اللہ یاد آتا تھا- یہ ہی وجہ ہے کہ ہزاروں یہود و نصاریٰ اور کار و مشرکین آپ سے اتنے متاثر ہوئے کہ اسلام لے آئے--

ابتدائی زمانے میں جب آپ اپنے وطن گیلان سے تعلیم حاصل کرنے کے لئے ایک قافلے کے ساتھ بغداد شریف جارہے تھے تو راستے میں ڈاکوؤں نے قافلے کو لوٹ لیا اور جب ڈاکوؤں کے سردار نے آپ سے پوچھا کہ آپ کے پاس کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا میرے پاس چالیس دینار ہیں جو میری والدہ نے واسکٹ میں سی دیئے ہیں اور یہ نصیحت فرمائی ہے کہ کبھی جھوٹ نہ بولنا-- ڈاکوؤں کے سردار نے جب یہ سنا تو اس کے دل پر چوٹ سی لگی اور اس نے سوچا کہ یہ بچہ اپنی والدہ کا اتنا فرماں بردار ہے لیکن میں اپنے اللہ کا اتنا نافرمان بندہ ہوں "کہ ساری عمر لوٹ مار میں گزری اس خیال کا آنا تھا کہ اس نے ڈاکہ زنی سے توبہ کی اور سچا اور پکا مسلمان بن گیا-- یہ فیض تھا-- حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی سچائی اور صداقت کا-

حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اخلاص سے اللہ کے لئے کام کرتا ہے تو اس کے دل سے حکمت کے چشمے پھوٹنے لگتے ہیں- حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حدیث شریف کا آئینہ ہیں- آپ ہفتے میں تین بار وعظ فرماتے تھے جس میں ہزاروں لاکھوں انسان شریک ہوتے تھے اور ایسی ایسی باتیں سنتے تھے جو ان کے کانوں نے کبھی نہیں سنی تھیں اور آپ کے وعظ کا ان پر ایسا اثر ہوتا تھا کہ ہر طرف سے زار و قطار رونے کی آوازیں آتی تھیں-

حقیقت یہ ہے کہ جو اللہ کا ہو جاتا ہے اللہ اس کا ہو جاتا ہے اور جب اللہ اس کا ہو جاتا ہے تو اس کا حکم چلنے لگتا ہے اور جو وہ کہتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے- چنانچہ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ آپ وعظ فرمارہے تھے کہ اچانک بارش شروع ہوگئی اور لوگ منتشر ہونے لگے آپ نے آسمان کی طرف نظر کی اور کچھ فرمایا فوراً بارش تھم گئی- اسی طرح ایک مرتبہ راستے میں ایک عیسائی ایک مسلمان سے بحث کر رہا تھا کہ

Marfat.com

حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور ﷺ سے افضل ہیں کیونکہ وہ مردہ زندہ کرتے تھے۔ راستہ چلتے جب آپ نے یہ سنا تو فرمایا کہ اگر ہم مردہ زندہ کر دیں تو کیا تو اسلام لے آئے گا؟ اس نے کہا ''ہاں'' قریبی ایک پرانی قبر تھی آپ نے اس طرف توجہ فرمائی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ مردہ زندہ ہو کر کھڑا ہو گیا اور عیسائی اسی وقت مسلمان ہو گیا۔۔۔۔ حضور ﷺ کے شہزادوں اور غلاموں کی شان یہ ہے کہ مردے کو زندہ کر دیتے ہیں۔۔۔۔ خود حضور ﷺ نے تو ایک مردے کو نہیں بلکہ مردہ عالم کو زندہ کر دیا۔۔ انہی کے طفیل سارے عالم کو زندگی ملی۔

اعلیٰ حضرت نے کیا خوب فرمایا ؎

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی، جان ہے تو جہان ہے

وَمَا عَلَيْنَا اِلاَّ الْبَلاَغ

Marfat.com

(۱۵)

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡم

اَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

یٰاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَکُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ ○ (سورۃ التوبہ : ۱۱۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو-

اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اولیا اللہ کی صحبت اختیار کرنے اور ان سے بیعت ہونے کی ترغیب دی ہے اور یہ بتایا ہے کہ اگر تم اپنی زندگی بنانا چاہتے ہو تو بنی ہوئی اور سنوری ہوئی ہستیوں کے پاس بیٹھو تاکہ تم بھی بن جاؤ اور سنور جاؤ-- اللہ تعالیٰ ہمارا خالق اور پالنہار ہے-- وہ علیم و خبیر ہے-- اس سے زیادہ ہمارے احوال سے اور کون واقف ہوگا-- جب وہ فرمارہا ہے-- کہ "سچوں کے ساتھ ہو جاؤ-" تو ہمیں اس حکم کے آگے سر جھکا دینا چاہئے اور اس کے دوستوں اور محبوبوں سے تعلق رکھنا چاہئے--

ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ صحبت کا بہت اثر ہوتا ہے- جھوٹے انسان کے ساتھ بیٹھنے والا انسان جھوٹا ہی ہوتا ہے اور سچے انسانوں کے ساتھ بیٹھنے والا انسان سچا ہوتا ہے--

میں ایک مثال عرض کرتا ہوں-- "چین میں چائے کے باغات کے چاروں طرف چنبیلی کے پھولوں کی باڑھ لگادی جاتی ہے-- پھولوں کی خوشبو چائے کے پودوں سے ٹکراتی رہتی ہے یہاں تک کہ یہ خوشبو چائے کے پودے میں رس بس جاتی ہے اور پھر اس چائے کا نام "سفید چنبیلی" ہو جاتا ہے- "White Jessamine" اسی چائے کا نام ہے-" جب چنبیلی کی پودوں کی صحبت میں چائے کے پودے خوشبو سے مہک جاتے ہیں تو نیک انسان کی صحبت

Marfat.com

سے برے انسان بھی نیکیوں کی خوشبو سے مہکنے لگتے ہیں-- اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "کہ اگر تمہیں دنیا میں چمکنا دمکنا اور مہکنا ہے تو اہل اللہ کے ساتھ رہو اور ان کے نقش قدم پر چلتے رہو-

اللہ تعالیٰ نے اہل اللہ کے نشان قدم کو "صراط مستقیم" فرمایا-- یہ کوئی استعارا نہیں بلکہ حقیقت ہے-- اگر اس حقیقت کو دیکھنا ہو تو حرم شریف میں مقام ابراہیم کو دیکھئے-----

مقام ابراہیم، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نشان قدم ہے-- اس پتھر پر کھڑے ہو کر آپ نے بیت اللہ کی تعمیر فرمائی اور پھر یہ پتھر اتنا محترم ہوا کہ حرم شریف میں رکھ کر اس کو یادگار بنا دیا گیا اور قرآن شریف میں ارشاد کیا گیا کہ "اے مسلمانوں اس نشان قدم کے پاس ہمیں سجدہ کیا کرو-" ہر مسلمان مرد اور ہر مسلمان عورت پر طواف کرنے کے بعد واجب کر دیا گیا کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نشان قدم کو سامنے رکھتے ہوئے حرم شریف میں دو رکعت ادا کرے-- سبحان اللہ-- سامنے محبوب کا در اور محبوب کے در کے سامنے عاشق کا نشان قدم-- غالب نے کہا تھا ۔

دائم پڑا ہوا ترے در پر نہیں ہوں میں
خاک ایسی زندگی پہ کہ پتھر نہیں ہوں میں

شاید غالب کا اشارہ اسی نشانِ قدم کی طرف ہے- عشق و محبت کی تاریخ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نشان قدم کو یہ عظمت حاصل ہوئی کہ وہ محبوب حقیقی کے گھر کی زینت بنا-- آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نشان قدم نے کتنا بلند مرتبہ پایا-- جب نشان قدم کا یہ مرتبہ ہو تو ان ہستیوں کا کیا مرتبہ ہو گا کہ جن کا یہ نشانِ قدم ہے-- سچی بات یہ ہے کہ جو لوگ ان ہستیوں سے منہ پھیرتے ہیں وہ زندگی کی صحیح لذت سے آشنا نہیں-----

اللہ تعالیٰ نے ہمیں سچوں کے ساتھ رہنے اور ان کے نشان قدم پر چلنے کی ہدایت فرمائی-- جو لوگ اس ہدایت پر عمل نہیں کرتے وہ ابلیس کی راہ پر چلتے ہیں-- جس نے پہلی مرتبہ حضرت آدم علیہ السلام کی تعظیم و تکریم سے انکار کر کے اللہ کے محبوبوں سے منہ پھیرا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مردود ہوا-

Marfat.com

دنیا میں جھوٹے انسان بھی ہیں اور سچے انسان بھی ہیں-- جھوٹا انسان جب جھوٹ بولتا ہے تو اپنے جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے لئے نئے نئے جھوٹ تراشتا ہے--وہ جھوٹی بات کہنے کے بعد ہر وادی میں بھٹکتا رہتا ہے اور ذہنی طور پر پریشان رہتا ہے-- حقیقت یہ ہے کہ وہی انسان پریشان ہوتا ہے جو راہ سے بھٹک جاتا ہے--یوں سمجھئے کہ جھوٹا انسان اس مسافر کی مانند ہے جو راہ سے بھٹک کر دربدر ہو جاتا ہو----ہاں سچا انسان سچ بولنے کے بعد مطمئن رہتا ہے--کسی فکر میں مبتلا نہیں ہوتا--یہ اس مسافر کی مانند ہے-جو سیدھے راستے پر آرام سے چلتا چلا جاتا ہے-اس لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسانوں سے خطاب کرتے ہوئے یہ فرمایا "کہ دعا کیا کرو اے اللہ ہمیں سیدھے راستے پر چلا اس راستے پر چلا جس پر تیرے محبوب چلے اور اس راستے پر نہیں چلا جس پر پھٹکارے ہوئے چلے-"

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں کو سچ بولنے کی بڑی ہمت و جرأ اور استقامت عطا فرمائی ہے-- حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بتوں کو توڑا--جب ان سے پوچھا کہ یہ بت کس نے توڑے تو آپ نے برملا یہ جواب دیا کہ بڑے بت سے پوچھو- یہ نہیں فرمایا کہ میں نے نہیں توڑے-جب نمرودیوں نے یہ محسوس کیا کہ بت آپ نے ہی توڑے ہیں تو نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خاکستر کرنے کے لئے آگ جلائی- آپ کو جب اس میں ڈالنے لگے تو اس وقت بھی آپ نے جھوٹ نہیں بولا اور یہ نہیں فرمایا کہ بت میں نے نہیں توڑے--آپ صداقت اور سچائی پر قائم رہے اور جھوٹ بولنے پر جل جانے کو ترجیح دی-- اللہ تعالیٰ کو یہ ادا پسند آئی اور اس نے جلتی آگ کو آن ہی آن میں ٹھنڈا کر دیا-

نار نمرود کو کیا گلزار

دوست کو یوں بچا لیا تو نے

حضور اکرم ﷺ پر کیسی کیسی مصیبتیں آئیں اور آپ کو کیسی کیسی لالچیں دی گئیں مگر آپ نے فرمایا-"اگر میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے ہاتھ پر چاند رکھ دیا جائے تو بھی میں سچ بولنے سے باز نہیں آؤں گا-" آپ نے حیرت انگیز استقامت سے سچائی کا بول بالا کیا، دنیا میں اس کی نظیر نہیں ملتی--آپ کے وہ غلام جو آپ کے نقش قدم پر چلے--انہوں نے بھی

Marfat.com

صداقت کے چراغ روشن کیے -- انہیں غلاموں میں میرے جدامجد مفتی اعظم ہند شاہ محمد مظہر اللہ رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں - اللہ تبارک و تعالیٰ نے انھیں اس جرأ اور استقامت سے نوازا تھا -- آپ کے دستِ حق پرست پر بیشمار ہندو مسلمان ہوئے -- لیکن تسیم ہند کے بعد بھی جب آپ کے دستِ حق پرست پر ہندو اسلام قبول کرنے لگے تو حکومت کو فکر ہوئی - حکومت ہند نے آپ کو لکھا -- "کہ آپ مفتی ہیں، شاہی مسجد کے امام ہیں -- اس لئے آپ فتویٰ دیتے رہیں اور نمازیں پڑھاتے رہیں -- مگر آپ یہ بتائیں کہ ہندوؤں کو مسلمان کیوں کرتے ہیں -" آپ نے حکومت ہند کو اسی خط پر یہ کلمات تحریر فرما کر خط واپس کر دیا کہ "مجھ سے نہ پوچھو کہ کیوں مسلمان کرتا ہوں اس نان مسلم سے پوچھو کہ وہ کیوں آیا -- 'سبحان اللہ ؎

ہزار خوف ہوں لیکن زبان ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

۷۴ کے خونریز فسادات کے بعد جبکہ کسی مسلمان کو زبان کھولنے کی ہمت نہ تھی - مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس حیرت انگیز جرأت اور ہمت کا مظاہرہ فرما کر دنیا کو حیران کر دیا -- اس لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا "کہ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ -" تاکہ تمہیں سچائی پر استقامت نصیب ہو اور سچ بولتے وقت کسی کشمکش میں مبتلا نہ ہو - آپ غور فرمائیں گے تو معلوم ہوگا کہ عدل و صداقت ہر معاشرے کی جان ہے -- جس معاشرے میں انصاف ہو، جس معاشرے میں سچ کا بول بالا ہو، وہ کبھی تہہ وبالا نہیں ہو سکتا -- اگر ہمیں اس بگڑے ہوئے معاشرے میں عدل و صداقت کو پروان چڑھانا ہے تو سچوں کے ساتھ ہونا ہوگا - جب تک ہم اہل اللہ کے دامن سے وابستہ نہیں ہوں گے - ہماری حالت درست نہیں ہو سکتی اور ہم ایسی ترقی و خوشحالی کی طرف قدم نہیں بڑھا سکتے جو ہمیں سکون اور چین کی منزل تک پہنچا دے ؎

چاہیئے سچوں کو جتنا چاہیئے
یہ اگر چاہیں تو پھر کیا چاہیئے

وَمَا عَلَیْنَا اِلاَّ الْبَلاَغ

Marfat.com

(۱۶)

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

اعلیٰ حضرت ایک ہمہ گیر و عالمگیر شخصیت

۱۔ امام اہلسنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۸۵۶ء میں پیدا ہوئے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب بر صغیر کے حالات دگرگوں تھے اور اور خونی انقلاب آنے والا تھا اور مسلمانوں کے حالات اور افکار و اعمال میں ایک ہیجان برپا تھا، ایسی تحریکیں چل پڑی تھیں جنہوں نے ایمان و یقین کو کمزور کر دیا تھا۔ اعلیٰ حضرت نے جب ہوش سنبھالا تو اپنی خداداد ایمانی اور علمی قوت سے گرتے ہوؤں کو بچایا، آپ نے مسلمانوں کے ایمان و یقین کو متزلزل اور عشق و محبت کو برباد ہونے نہ دیا اور عشق مصطفیٰ علیہ السلام کی ایسی شمع روشن کی جس نے تاریک فضاؤں کو روشن کر دیا، آپ نے زندگی کی ایک ایسی لہر دوڑائی جس نے مُردوں کو زندہ کر دیا، آپ نے دور جدید کی خوفناک شکستوں اور ناکامیوں میں مسلمانوں کی رہنمائی فرمائی، آپ نے پوری اسلامی تاریخ سے کشید کر کے مسلم ثقافت پیش کی، آپ نے روایتی حکمت و دانش کو زندہ رکھا، آپ نے جدید سائنس کے مقابل اسلام کا دفاع کیا، آپ نے عالمی برادری کا اسلامی تصور پیش کیا اور حقیقی اسلامی برادری کا تحفظ کیا، آپ نے عصر جدید کو مذہب اور تصوف کی شاندر روایات کو پامال کرنے نہ دیا، آپ نے عقائد و جماعت کی حفاظت کی، وہ عقائد جو اسلام کی اساس ہیں ۔۔۔۔ آپ ایک عظیم مدبر اور جہاں دیدہ مبصر تھے۔ آپ کی اصل اہمیت یہ ہے کہ وقت نے آپ کو سچا اور صحیح ثابت کیا اور وقت کی گواہی سچی اور اٹل ہے۔ بلاشبہ آپ ایک ہمہ گیر اور عالم گیر شخصیت تھے ۔۔۔۔ اعلیٰ حضرت کی ہمہ گیریت اور عالم گیریت کی ایک نشانی تو یہ ہے کہ جو علوم و فنون اعلیٰ حضرت کے علم میں تھے بلکہ ان علوم و فنون میں آپ سے تصانیف بھی یادگار چھوڑیں اور یہ حقیقت نہایت حیرت ناک ہے کہ اعلیٰ حضرت نے مستقبل کے ان علوم

Marfat.com

وفنون کی بھی نشان دہی کی جو ابھی باقاعدہ وجود میں بھی نہیں آئے تھے۔۔۔ دوسری نشانی یہ ہے کہ آپ نے ملت اسلامیہ کے دینی، اخلاقی، معاشی، تعلیمی اور سیاسی مسائل جو حل پیش کیا تھا۔ ایک صدی گذر جانے کے باوجود عالم اسلام کے مسائل کے لئے آج بھی وہ اسی طرح مؤثر ہیں۔ تیسری نشانی یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کی حیات و تعلیمات اور علمی آثار پر دنیا کے چار براعظموں :- براعظم ایشیاء، براعظم یورپ، براعظم امریکہ اور براعظم افریقہ کی جامعات اور تحقیقی اداروں میں میں کام ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔ اس کی تفصیل پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی کتاب " امام احمد رضا اور عالمی جامعات" (۱۹۹۰ء کراچی) میں دیکھی جاسکتی ہے۔

۲۔ اعلیٰ حضرت نے اپنے علمی تبحّر سے علمائے اسلام اور حکمائے اسلام ء کی یاد تازہ کر دی اور ان کے شاندار تسلسل کو قائم رکھا۔ منقولات اور معقولات میں آپ نے اردو، فارسی اور عربی میں جو لاتعداد تصانیف اور شرح و حواشی پیش کیں ان سے آپ کی حیرت انگیز وسعتِ علمی کا اندازہ ہوتا ہے۔

آپ کے بہت سے قلمی مخطوطات کے عکس " ادارہ تحقیقت امام رضا" میں موجود ہیں۔

۳۔ اعلیٰ حضرت نے اپنے فتوؤں کا ایک عظیم ذخیرہ چھوڑا ہے جو منقولات و معقولات کا جامع ہے۔ فتاویٰ رضویہ کی بارہ جلدیں ہندوستان و پاکستان سے شائع ہو چکی ہیں۔ اس پر علامہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی کی نگرانی میں رضا فاؤنڈیشن، لاہور مزید کام کر رہا ہے، منصوبہ کی تکمیل کے بعد فتاویٰ رضویہ ۳۰ سے ۴۰ کے درمیان جلدوں تک پھیل جائے گی۔ انشاء اللہ۔۔۔ اب تک تقریباً تیرہ (۱۳) جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ تاریخ فتاویٰ میں اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ رضویہ اپنی نظیر آپ ہے۔ ایک ایک فتویٰ میں بیسیوں حوالے موجود ہیں جن کو پڑھ کر غیر مفتی بھی مفتی بن سکتا ہے۔

۴۔ اعلیٰ حضرت کے زمانے میں حضور اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے اور نبوت کا دعویٰ کرنے والے پیدا ہوئے۔ اعلیٰ حضرت نے ناموس مصطفیٰ ﷺ کی حفاظت فرمائی اور نام نہاد

Marfat.com

قائدین کی سخت مزاحمت فرمائی، مسلسل رسالے لکھے اور فتویٰ جاری کیے۔۔۔۔ سیرت پاک سے متعلق اگر اعلیٰ حضرت کے رسالے اور فتویٰ جمع کیے جائیں تو سیرت النبی ﷺ پر ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے۔۔۔۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر ہم غور سے دیکھیں تو معلوم ہو گا کہ ان کی ہر کتاب میں سیرت ہی سیرت جگمگا رہی ہے۔۔۔۔

۵۔ اعلیٰ حضرت نے ادب و شاعری کی مجازی محبوبوں سے نجات بخشی اور حقیقی محبوب کا ایسا رنگ دکھایا کہ سارے رنگ پھیکے پڑ گئے۔۔۔۔ فنِ شاعری میں نعت کو اتنا بلند کیا کہ پوری اردو شاعری تکتی رہ گئی۔۔۔۔ آپ نے اپنی نعتیہ شاعری سے ملت میں ایک نئی روح پھونک دی۔۔۔۔ آپ کا نعتیہ کلام حدائق بخشش کا نہایت ہی خوب صورت ایڈیشن " رضا اکیڈمی بمبئی" نے ۱۹۹۷ء میں شائع کیا ہے اور "انتخاب حدائق بخشش" کا خوب صورت ایڈیشن سرہند پبلی کیشن، کراچی نے ۱۹۹۵ء میں شائع کیا۔۔۔۔ اعلیٰ حضرت کی عربی شاعری کا پورا مجموعہ "بساتین الغفران" کے عنوان سے جامعہ ازہر کے استاذ شیخ سید حازم محمد احمد عبدالرحیم المحفوظ احمدی نے مرتب کیا ہے جو ۱۹۹۷ء میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی، رضا دار الاشاعت اور رضا اکیڈمی، اسٹار پورٹ کے تعاون سے لاہور میں شائع ہو گیا ہے۔۔۔۔

۶۔ اعلیٰ حضرت کے عہد میں معاشرے میں بہت سی بدعات رائج ہو گئی تھیں۔۔۔۔ اعلیٰ حضرت نے سختی سے اس کا رد فرمایا اور ایک ایک بدعت کے رد میں تحقیقی مقالے، رسالے اور فتویٰ صادر فرمائے۔۔۔۔ مولانا یٰسین اختر مصباحی نے اپنی کتاب " امام احمد رضا اور رد بدعات و منکرات" (دہلی ۱۹۸۵ء)، پروفیسر فاروق القادری نے اپنی کتاب " فاضل بریلوی اور امور بدعت" (لاہور) اور پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے اپنی کتاب " خوب و ناخوب" میں ایسی بہت سی بدعات کی نشاندہی کی ہے جس کے خلاف اعلیٰ حضرت نے قلم اٹھایا ہمارے معمولات میں بھی بہت سی ایسی چیزیں داخل ہو چکی ہیں جس کی اعلیٰ حضرت نے سخت مخالفت فرمائی۔۔۔۔ اعلیٰ حضرت کے افکار و خیالات کی روشنی میں ہمیں اپنی اصلاح کی طرف بھی توجہ دینی چاہیے۔۔۔۔

Marfat.com

۷- جدید علوم عقلیہ نے جوانوں کو مبہوت کر دیا تھا۔۔۔اعلیٰ حضرت نے اپنے عہد کے سائنسدانوں کو چیلنج کر کے جوانوں کو حیران کر دیا اور ان کا ایمان متزلزل نہ ہونے دیا۔۔۔ ۱۹۱۹ء کو کشش ثقل کے نتیجے میں آفتاب میں گھاؤ پیدا ہو نگے جس سے زمین کے بعض علاقوں میں قیامت صغرا برپا ہو گی شائع ہوئی۔۔۔جب اعلیٰ حضرت کو انگریزی اخبار Daily Ex-press (شمارہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۱۹ء) کا تراشہ ترجمہ کر کے یہ خبر سنائی گئی تو اعلیٰ حضرت نے اس کو لغو قرار دیا۔ پھر اس پیش گوئی کے رد میں ایک مقالہ "معین مبین بہر دور شمس وسکون زمین" قلم بند فرمایا جس میں ۱۷ سے پروفیسر البرٹ ایف پورٹا کا رد فرمایا۔۔۔ چنانچہ ۱۷ دسمبر ۱۹۱۹ کو سب نے دیکھا کہ اعلیٰ حضرت نے جو فرمایا تھا وہی سچ ثابت ہوا۔۔۔اور یہ حسن اتفاق نہایت مبارک اور قابل توجہ ہے کہ یکم صفر المظفر ۱۴۱۹ء کو اسلامی جمہوریہ پاکستان نے کامیاب ایٹمی دھاکوں کا آغاز کیا (مطابق ۲۸ مئی ۱۹۹۸ء)۔۔۔ یہ وہی مہینہ ہے جس میں اسلام کے عظیم مدبر اور سائنسدان امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ (م۔ ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ) اور ایک اور عظیم مفکر و مصلح شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ (م۔ ۲۸ صفر المظفر ۱۰۳۴ھ) نے وصال فرمایا یقیناً یہ اسلامی مہینہ برصغیر کی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہے گا۔ انشاء اللہ۔۔۔

اعلیٰ حضرت نے اس رسالے کے بعد علم ھیئت پر دو دقیق مقالے "فوز مبین رد رَدِّ حرکت زمین" (بریلی) اور الکلمة الملهمه فی الحکمة المحکمه لوهاء فلسفه المشئمه" (دہلی ۱۹۷۴ء) قلم بند فرمائے ---- جن میں جدید وقدیم فلسفیوں اور سائنسدانوں کا رد فرمایا ہے۔

۸- اسلامی حکومت مزاج کے اعتبار سے غیر مذہبی نہیں، خالص مذہبی ہے کیونکہ اسلام ہی ایسا مذہب ہے جو زندگی کے تمام شعبوں میں ہماری رہنمائی کرتا ہے۔۔۔اعلیٰ حضرت کے آخری زمانے میں ۱۹۱۹ء سے ۱۹۲۱ء کے درمیان جب تحریک خلافت اور تحریک ترک موالات چلیں

Marfat.com

ر ہندو مسلم اتحاد کی باتیں ہونے لگیں تو اعلیٰ حضرت نے اس خیال کی سخت مزاحمت و مخالفت فرمائی اور دو قومی نظریہ کا احیاء کیا' یہ وہ زمانہ تھا جب قائداعظم محمد علی جناح اور ڈاکٹر محمد اقبال بھی یک قومی نظریہ کے حامی تھے اعلیٰ حضرت کے انقلابی جدو جہد نے ان دونوں قائدین کی ہنمائی کی ــــ۔ ہم ابھی تک اعلیٰ حضرت کے سیاسی تدبر کو خراج عقیدت پیش نہیں کر سکے ہم دور جاہلیت کی اسی پرانی ڈگر پر چل رہے ہیں اور اعلیٰ حضرت کی عیب جوئی میں لگے ہوئے ہیں ــــ۔ اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے۔ آمین ــــ۔ اعلیٰ حضرت نے اپنے رسالے "المُحجۃُ المؤ تَمِنہ" میں دو قومی نظریہ کی خوب وضاحت فرمائی ہے ــــ۔ جس کو روفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے اپنے مقالے "فاضل بریلوی اور ترک موالات" (۱۹۸۸ء راچی) میں تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور اعلیٰ حضرت کے سیاسی تدبر اور فکری گہرائی کو جاگر کیا ہے ــــ۔ کولمبیا یونیورسٹی کی فاضل ڈاکٹر اوشا سانیال نے بھی اپنے مقالہ ڈاکٹریٹ مطبوعہ دہلی ۱۹۹۶ء) میں اس کا ذکر کیا ہے ــــ۔

۹۔ نصاب تعلیم ،اسلامی طرز حکومت میں بنیادی اہمیت کا حامل ہے ــــ۔ اعلیٰ حضرت نے جدید نظام تعلیم کے خلاف سخت جدوجہد فرمائی جو انگریز حاکموں نے مسلمانوں کے مزاج و معاشرت کے بدلنے اور اسلام سے دور کرنے کے لئے نافذ کیا تھا ــــ۔ اعلیٰ حضرت نے نظام تعلیم اور اقتصادی نظام کا ایک خاکہ پیش کیا ــــ۔ جس کا تفصیلی ذکر علامہ جلال الدین قادری نے پنی کتاب "امام احمد رضا خان کا نظریہء تعلیم" (لاہور)، پروفیسر رفیع اللہ صدیقی نے اپنے مقالے "فاضل بریلوی کے معاشی نکات جدید معاشیات کے آئینے میں" (لاہور ۱۹۷۸ء) ور کیمبرج یونیورسٹی کے انگریز نو مسلم استاد ڈاکٹر محمد ہارون نے اپنے مقالے "امام احمد رضا محدث ریلوی' کا عظیم اصلاحی منصوبہ" (کراچی ۱۹۹۷ء) میں تفصیل سے بیان کیا ہے ــــ۔

لمختصر اعلیٰ حضرت اپنے دور کی ایک عظیم شخصیت تھے ان کا علم ہمہ گیر اور عالمگیر تھا ان کے اثرات ھی ہمہ گیر اور عالمگیر ہیں ــــ۔ ہمیں ہر قسم کے تعصب اور تنگ دلی سے بالاتر رہ کر اعلیٰ حضرت

Marfat.com

کے حیرت انگیز کمالات کا مطالعہ کرنا چاہئے۔۔۔۔۔۔دنیاء اسلام اعلیٰ حضرت کے پیغام سے بہت کچھ حاصل کر سکتی ہے۔۔۔۔ڈاکٹر محمد ہارون نے اپنے مقالے "امام احمد رضا خان بریلوی کی عالمی اہمیت" (کراچی ۱۹۹۷ء) میں اس حقیقت کو خوب آشکار کیا ہے۔۔۔۔وقت آگیا ہے کہ ہم آنکھیں کھولیں اور جو کچھ نہ دیکھا تھا وہ دیکھیں۔

کھول آنکھ زمین دیکھ ،فلک دیکھ ،فضا دیکھ
مشرق سے ابھرتے ہوئے سورج کو زرا دیکھ

شکریہ

Marfat.com

(۱۷)

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

تحریکِ پاکستان پر فکرِ رضا کے اثرات

۱۔ عظیم انسان زمانے سے متاثر نہیں ہوتے بلکہ زمانے کو متاثر کرتے ہیں۔ امام احمد رضا ان عظیم شخصیتوں میں نہایت ہی ممتاز ہیں۔ آپ نے نہ صرف اپنی صدی کو متاثر کیا بلکہ آنے والی صدیوں کو بھی متاثر کیا اور زوال پذیر مسلم معاشرے میں ایسی حیرت انگیز روح پھونکی جس نے مُردوں کو زندہ کردیا۔۔۔۔ آپ نے دو قومی نظریہ کا احیا کیا اور مسلمانوں کا تاریک مستقبل روشن کیا۔

۲۔ دو قومی نظریہ اسلام نے پیش کیا ہے جو نہایت سادہ اور دل آویز ہے حضور انور ﷺ نے کفار و مشرکین مکہ کے سامنے اعلان فرمایا۔۔۔۔

لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ ٥

"تمہیں تمہارا دین، اور مجھے میرا دین"۔۔۔۔ (الکافرون : ۹)

اس نظریہ کی بنیاد نفرت پر نہیں معقولیت پر ہے۔۔۔۔ اگر اس پر عمل کیا جائے تو سارا عالم امن کا گہوارہ بن جائے۔۔۔۔ یہ ضابطہ بین الاقوامی سیاست کا ایک اہم ستون ثابت ہو سکتا ہے۔۔۔۔

۳۔ اکبر بادشاہ کے آخری دور حکومت میں ہندوؤں کا اثر و رسوخ بہت بڑھ گیا تھا ار مسلمان ہندوؤں کے طور طریقے اپنانے لگے۔ حضرت شیخ احمد سرہندی، مجدد الف ثانی نے ان نازک حالات میں ملی تشخص کو برقرار رکھنے کے لئے دو قومی نظریہ کا احیا کیا اور سخت جدو جہد فرمائی جس کے نتیجے میں اورنگ زیب عالم گیر جیسی عظیم شخصیت سامنے آئیں۔ اورنگ زیب حضرت مجدد الف ثانی کے صاحبزادے خواجہ محمد معصوم سے بیعت تھے۔

حضرت مجدد الف ثانی نے دو قومی نظریہ کے احیاء کے لئے عشق رسول ﷺ اور احیائے سنت

Marfat.com

رسول ﷺ پر زور دیا۔ امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں بھی تحریک خلافت (۱۹۱۹ء) اور تحریک ترکِ موالات (۱۹۲۰ء) کے نتیجے میں مسلمان اور ہندو اتنے قریب آگئے کہ ہندو مسلم بھائی بھائی کے نعرے لگنے لگے، امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمانوں کے ملی تشخص کو برقرار رکھنے کے لئے سخت جدوجہد کی، آپ نے دو قومی نظریہ کا احیا کیا، عشق رسول ﷺ اور اتباع رسول ﷺ پر زور دیا اور اسی کو زوال پذیر ملت کے لئے تریاق و اکسیر قرار دیا۔ یہ وہی دو قومی نظریہ جو آگے چل کر تحریک پاکستان (۱۹۴۰ء) کی بنیاد بنا۔

۴۔ امام احمد رضا محدث بریلوی کے زمانے میں بعض ذہنوں میں تقسیم ہند کی بات آنے لگی تھی، جب حقوق پامال کئے جاتے ہیں تو تقسیم کی بات ہونے لگتی ہے۔ لیکن اس زمانے میں ڈاکٹر محمد اقبال اور قائداعظم محمد علی جناح ایک قومی نظریہ کے سختی سے حامی تھے۔ تقسیم ہند کی پہلی باقاعدہ تجویز (۱۹۲۵ء) میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے عبدالقدیر بلگرامی کے نام سے شائع ہوئی۔ یعنی امام احمد رضا محدث بریلوی کے وصال (۱۹۲۱ء) کے تقریباً چار سال بعد پھر (۱۹۳۰ء) میں سیاسی پلیٹ فارم سے ڈاکٹر محمد اقبال نے تقسیم کی ہند کی تجویز پیش کی۔ امام احمد رضا محدث بریلوی کے خلیفہ اور مشہور عالم دین مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی نے غالباً سب سے پہلے اس تجویز کی حمایت کی۔ قابل توجہ بات یہ ہے کہ وہ مفکرین جو چند سال پہلے ایک قومی نظریہ کے حامی تھے۔ دو قومی نظریہ کے حامی کیسے ہو گئے؟۔۔۔۔ ہر انسان کو ماحول متاثر کرتا ہے۔ غیر منقسم ہندوستان کی فضائیں امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دو قومی نظریہ کے نعروں سے گونج رہی تھیں۔ یقیناً آپ کے نعروں کی گونج ان مفکرین کے دل و دماغ پر اثر انداز ہوئی ورنہ اس فکری انقلاب کا کوئی سبب اور محرک نظر نہیں آتا، بیشک امام احمد رضا نے ڈاکٹر محمد اقبال اور قائداعظم محمد علی جناح کی فکری رہنمائی فرمائی۔۔۔۔ اور پھر آگے چل کر ۱۹۴۰ء میں تحریک پاکستان کا آغاز ہوا۔

Marfat.com

۵- جس سال تقسیم ہند کی پہلی مفصل تجویز پیش کی گئی اسی سال یعنی ۱۹۲۵ء میں امام احمد رضا محدث بریلوی کے خلیفہ مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی نے آل انڈیا سنّی کانفرنس کی بنیاد رکھی اس تنظیم نے ملت اسلامیہ کی اصلاح کے لئے ملک گیر جدوجہد کی جس کا تفصیلی ذکر مولانا جلال الدین قادری نے اپنے فاضلانہ مقالے میں کیا ہے اور کولمبیا یونیورسٹی کی فاضلہ ڈاکٹر اوشا سانیال نے بھی اپنے مقالے "Devotional Islam and politics in British India" میں اس کا ذکر کیا ہے۔ یہ مقالہ ۱۹۹۴ء میں Oxford University Press نے شائع کیا ہے جو براعظم یورپ، ایشیاء اور امریکہ وغیرہ میں پھیل چکا ہے اس مقالے میں امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی تحریک پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے اور تحریک پاکستان کے حوالے سے امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ (۱۹۴۸ء-۱۸۸۲ء)، مفتی محمد برہان الحق جبل پوری رحمۃ اللہ علیہ (۱۹۸۴ء-۱۸۹۲ء) اور شاہ اولادِ رسول محمد میاں مارہروی (۱۹۵۲ء-۱۸۹۲ء) کا خاص طور پر ذکر کیا ہے۔۔۔۔

۶- جیسا کہ عرض کیا گیا، آل انڈیا سنی کانفرنس ۱۹۲۵ء میں وجود میں آئی۔ اس نے مسلم معاشرے کی اصلاح کے لئے ملک گیر مہم چلائی اور ۱۹۴۰ء میں قرارداد پاکستان منظور ہونے کے بعد اس مہم کو اور تیز کر دیا اور اسی تنظیم کی سرپرستی میں ۱۹۴۶ء میں بنارس (بھارت) میں علماء اہلسنت کا تاریخ ساز عظیم اجتماع ہوا جس میں علمائے اہلسنت نے متفقہ طور پر قرارداد پاکستان کی حمایت کی اور ایک ہمہ گیر اور عظیم جدوجہد کے نتیجے میں پاکستان وجود میں آیا۔

حقیقت یہ ہے کہ "فکر و خیال" بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ پہلے خیال آتا ہے پھر چیز وجود میں آتی ہے۔۔۔۔اس میں شک نہیں کہ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے ہمارے خیالوں کی رہنمائی فرمائی اور نظریات کی تعمیر کی، یہی ان کا عظیم کارنامہ ہے۔ پاکستان کی بنیادوں مین اُن کا خون جگر شامل ہے۔۔۔۔

Marfat.com

۷- آخر میں یہ وضاحت کرنا چاہوں گا کہ اہلسنت نے جس پاکستان کی حمایت کی وہ، وہ پاکستان تھا جہاں زندگی کے ہر شعبے میں قرآن و سنت کی عملداری اور حکومت ہوتی۔ ہمیں اپنے فکر و عمل کی اصلاح و تعمیر کے لئے جدو جہد کو جاری رکھنا چاہیے تاکہ ہم پاکستان کو اس خواب کے مطابق بنا سکیں جو علمائے اہلسنت اور ہمارے بزرگوں نے دیکھا اور جس کے لئے ہزاروں لاکھوں جانیں قربان کردی گئیں!۔

زندہ دل سے نہیں پوشیدہ ضمیر تقدیر
خواب میں دیکھتا ہے عالمِ نو کی تصویر

اور جب بانگِ اذاں کرتی ہے بیدار اُسے
کرتا ہے خواب میں دیکھی ہوئی دنیا تعمیر
(اقبال)

شکریہ!

امام احمد رضا کانفرنس، کراچی
(الف) مقام : شیرٹن ہوٹل، کراچی
(ب) تاریخ : ۱۳/جون ۱۹۹۷ء
(ج) وقت : ۳ بجے سہ پہر

Marfat.com

(۱۸)

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

امام احمد رضا اور حضرات نقشبندیہ

احقر کے مقالے کا عنوان ہے :-

"امام احمد رضا اور حضرات نقشبندیہ" جو ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی نے شائع کر دیا ہے۔۔۔۔احقر اس کا خلاصہ پیش کر رہا ہے۔۔۔۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے ملت اسلامیہ کے اتحاد و اتفاق کے لئے سخت جد و جہد فرمائی۔۔۔۔وہ پیکر محبت و اخلاص تھے۔۔۔۔وہ عاشق رسول ﷺ تھے۔۔۔۔انہوں نے اُس محبت کی جس نے جان عالم ﷺ سے محبت کی۔۔۔۔انہوں نے اُس کا ادب کیا جس نے جان جہاں ﷺ کا ادب کیا۔۔۔۔انہیں محبت کرنے والوں اور ادب کرنے والوں میں حضرت شیخ احمد سرہندی، مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ بھی تھے۔ جنہوں نے ایک مکتوب میں فرمایا :-

> "آپ علیہ وآلہ صلوٰۃ وسلام کے واسطے کے بغیر کسی کا اللہ تک پہنچنا محال ہے"۔۔۔۔۱

اور دوسرے مکتوب میں فرماتے ہیں :-

> "جن محرومیوں نے حضرت محمد ﷺ کی بشر کہا اور دوسرے انسانوں کی طرح آپ کو تصور کیا تو لازمی طور پر وہ آپ کے منکر ہو گئے اور جن سعادت مندوں نے آپ علیہ صلوٰۃ وسلام کو رسالت اور رحمتِ عالیہ کے عنوان سے جانا اور باقی تمام لوگوں سے ممتاز دیکھا وہ ایمان کی دولت سے مشرف ہو گئے اور نجات پا گئے"۔۔۔۔۲

Marfat.com

تیسرے مکتوب میں آپ نے یہ حدیث پاک نقل فرمائی ہے :-

" تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوگا جب تک اُس کو دیوانہ نہ کہا جائے"۔۔۔۔ ۳

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی حضور انور ﷺ سے یہی والہانہ محبت تھی جس نے امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کو آپ کو گرویدہ بنایا۔۔۔

امام احمد رضا محدث بریلوی کے جد امجد علامہ محمد رضا علی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سے وابستہ تھے۔۔۔ اور خود امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کو بھی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں اجازت وخلافت حاصل تھی۔۔۔ امام احمد رضا کے جلیل القدر خلیفہ حضرت مفتی محمد ضیاالدین قادری مدنی علیہ الرحمۃ کے جد اعلیٰ علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی علیہ الرحمۃ نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو "مُجَدِّدُ الاَلْفُ الثَّانِی" تحریر فرمایا اور پھر یہ منصب ایسا مشہور ہوا کہ آپ اسی سے اب جانے پہچانے جاتے ہیں۔۔۔ یہی وجہ ہے (بقول شیخ محمد عارف قادری مدنی ضیائی) حضرت ضیاءِ مدینہ مفتی ضیاالدین مدنی علیہ الرحمۃ اپنے سر مبارک پر ہاتھ رکھ کر بار بار فرمایا کرتے تھے :-

"حضرت مجدد تو ہمارے سر کے تاج ہیں"۔۔۔۔

"حضرت مجدد تو ہمارے سر کے تاج ہیں"۔۔۔۔

امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے دار العلوم منظر اسلام کے صدر مدرس مولانا محمد ظہور الحسین نقشبندی مجددی تھے۔۔۔ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے مکتوبات امام ربانی کا گہرا مطالعہ کیا تھا یہی وجہ ہے کہ آپ کے رسائل وکتب اور فتاویٰ میں جابجا مکتوبات امام ربانی کے حوالے ملتے ہیں۔۔۔۔

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ تعلیمات مجددیہ سے بے حد متاثر تھے آپ نے اسی مشن کو آگے بڑھایا اور پاک وہند میں بد عقیدگی کو مزاحمت فرما کر اہم کارنامہ انجام دیا۔۔۔

امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کو حضرات نقشبندیہ سے بڑی محبت تھی چنانچہ آپ مشہور عارف و محدث شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی نقشبندی مجددی کی خدمت میں خود حاضر ہوئے اور اُن کی عنایات سے نوازے گئے۔۔۔

Marfat.com

مشہور عارفِ صادق شاہ رکن الدین الوری نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں بریلی شریف حاضر ہوئے۔۔۔احقر کے جد امجد مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمۃ نے بھی اہم مسائل سے متعلق امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی خدمت میں استفتاء پیش کئے۔۔۔ خاندان اعلیٰ حضرت کے خاندان مظہریہ سے گہرے روابط تھے اور ہیں۔۔۔

احقر کے جد امجد مفتی اعظم حضرت شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمۃ نے امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ اور اُن کے متوسلین اور معتقدین پر لگائے جانے والے الزامات کا سخت دفاع کیا۔۔۔

حضرات نقشبندیہ نے امام احمد رضا علیہ الرحمۃ پر خوب کام کیا ہے اور آپ کے پیغام کو بین الاقوامی سطح تک پہنچایا۔۔۔ان میں یہ نام قابل ذکر ہیں :—

۱۔ حضرت والد ماجد حضرت مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقشبندی مجددی

۲۔ علامہ محمد عبد الحکیم اختر شاہ جہاں پوری علیہ الرحمۃ نقشبندی مجددی

۳۔ علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری نقشبندی دامہ مجدہٗ

۴۔ استاد جامعہ الازہر شیخ حازم محمد احمد عبد الرحیم محفوظ مصری

المختصر حضرات نقشبندیہ نے امام احمد علیہ الرحمۃ کی سوانح اور تعلیمات پر تحقیق کی۔۔۔ الحمد اللہ یہ سلسلہ جاری و ساری ہے۔

خانوادۂ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ اور حضرات نقشبندیہ کے مابین قوی تعلق کی اس سے بھی نشاندہی ہوتی ہے کہ خانقاہ امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ سے جاری ہونے والے ماہنامہ "اعلیٰ حضرت" کے مدیر مولانا اعجاز انجم لطیفی نے احقر کے والد ماجد مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کے حالات اور علمی خدمات پر بہار یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کیا ہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ اہلسنت وا جماعت میں اتحاد و اتفاق کو قائم و دائم رکھے۔ آمین۔

؎ اس دور کی ظلمت میں ہر قلب پریشان کو
وہ داغ محبت دے جو چاند کو شرمادے

شکریہ

حواشی و حوالے

۱- احمد سرہندی : مکتوبات، مکتوب نمبر ۱۲۲، جلد سوم، ص ۳۷۸

۲- احمد سرہندی : مکتوبات، جلد سوم، مکتوب نمبر ۶۴، ص ۱۸۸

۳- احمد سرہندی : جلد اول، حصہ اول، مکتوبات نمبر ۴۵، ص ۲۰۵

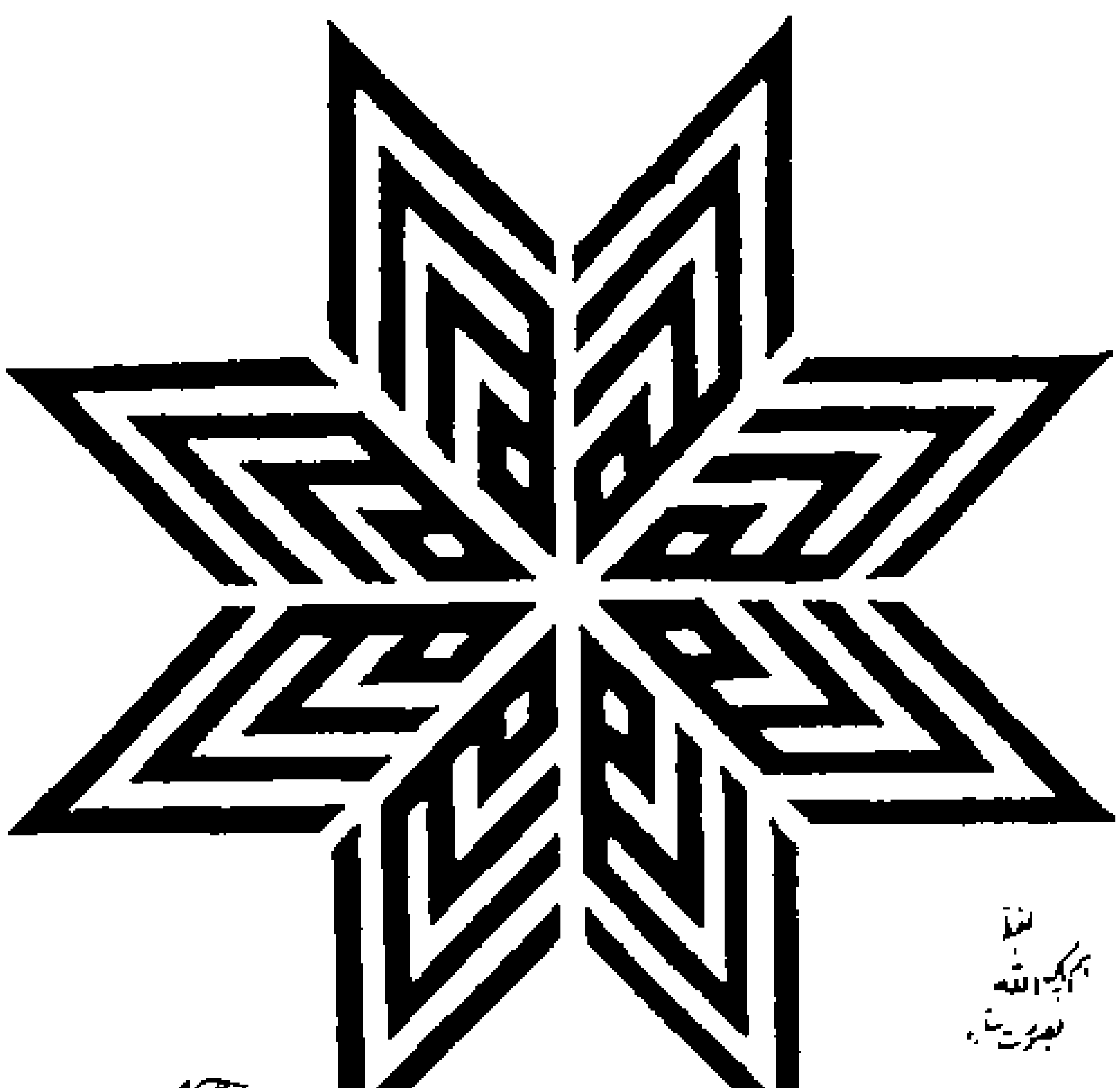

Marfat.com

(۱۹)

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم
اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

(الف)

اَلَا لِلّٰهِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ ط (سورۂ زمر : ۳)

ترجمہ :- خبردار ہو جاؤ! اللہ ہی کے لئے خالص عبادت ہے--

اس آیت کریمہ کا مطلوب و مقصود یہ ہے کہ انسان کی پوری زندگی اللہ کی رضا میں ایسی ڈھل جائے کہ اپنی کوئی آرزو اور تمنا نہ رہے--

وہی آرزو ہو--وہی تمنا ہو--

تجھ سے مانگوں میں تجھی کو کہ سبھی کچھ مل جائے
سو سوالوں سے یہی اک سوال اچھا ہے--

دنیا میں تین قسم کے انسان ہوتے ہیں :-

(۱) ایک وہ جن کی زندگی حیوانوں جیسی ہے یعنی جو اپنے اور اپنے بچوں کے لئے کماتے ہیں اور دوسروں سے بے خبر ہیں--

(۲) دوسرے انسان وہ ہیں جو اپنے اور اپنے بچوں کے لئے کماتے ہیں اور دوسرے محتاجوں اور مسکینوں کی بھی مدد کرتے ہیں--یہ وہ انسان ہیں جن کی زندگی انسانوں جیسی ہے--

(۳) تیسری قسم کے انسان وہ ہیں جو اپنے اور اپنے بچوں کے لئے کچھ نہیں سوچتے، جو کچھ

Marfat.com

کرتے ہیں اللہ کے لئے اور اللہ کے بندوں کے لئے -- یہ وہ انسان ہیں جن کی زندگی فرشتوں جیسی ہے --

ہمارے معاشرے میں پہلی قسم کے انسان بہت ہیں یعنی وہ جو اپنی اور اپنے بچوں کیلئے کماتے ہیں -- دوسری قسم کے انسان بہت تھوڑے ہیں یعنی وہ جو اپنے لئے بھی کماتے ہیں اور دوسروں کے لئے بھی، تیسری قسم کے انسان نایاب ہیں یعنی وہ جو اپنے لئے کچھ نہیں کرتے اور دوسروں کے لیئے سب کچھ کرتے ہیں -- ایسے ہی عظیم انسانوں میں وہ ہستی بھی تھی -- جن کا نامِ نامی ہے محمد مظہر اللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ -- جو مسجد جامع فتحپوری کے شاہی امام اور خطیب تھے -- جو ہندوستان کے مفتی اعظم تھے -- جو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے شیخ کامل تھے -- وہ ساری زندگی اللہ اور اللہ کی مخلوق کی خدمت کرتے رہے، ان کی روزانہ زندگی کے سارے لمحات اللہ اور اللہ کی مخلوق کے لئے وقف تھے -- انہوں نے مخلوق سے اپنی کسی خدمت کا معاوضہ طلب نہ فرمایا -- بلکہ وہی فرمایا جو اللہ کے برگزیدہ رسولوں نے فرمایا!

"ہم تم سے کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتے ہمارا اجر و ثواب تو اللہ کے ذمہ ہے -- وہ ہی ہمارا آقا ہے، اور وہ ہی ہمارا مولا ہے --"

ہماری زندگی میں اور ان حضرات عالیہ کی زندگی میں زمین و آسمان کا فرق ہے ہم جو کچھ کرتے ہیں اپنے لئے اور وہ جو کچھ کرتے ہیں اللہ کیلئے -- اسی کا نام "اخلاص" ہے -- اسی کا نام بندگی ہے اور اسی خوبی سے یہ حضرات جانے پہچانے جاتے ہیں -- یہی اخلاص جان ایمان ہے -- سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے سالار کارواں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اخلاص کا یہ عالم تھا کہ جب حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں کچھ پیش کریں تو تمام صحابہ کرام نے اپنی اپنی بساط کے مطابق کچھ نہ کچھ پیش کیا مگر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے گھر کا سارا سامان حضور اکرم ﷺ کے قدموں میں لا کر رکھ دیا - آپ نے دریافت فرمایا :--

Marfat.com

"اے صدیق اہل و عیال کے لئے کیا چھوڑا" ؟

آپ نے عرض کیا، "اللہ اور اس کا رسول--"

اللہ اکبر!--درود شریف پڑھیں

اللہ کے محبوبوں کے اخلاص کا تو یہ عالم ہے کہ وہ اپنے بچے بھی اللہ کی راہ میں قربان کر دیتے ہیں-- حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب خواب میں دیکھا کہ وہ اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کر رہے ہیں تو انہوں نے سمجھ لیا کہ یہ اللہ کا حکم ہے کیونکہ یہ نبی کا خواب تھا--انبیاء کا سونا بھی ایسا سونا ہے جس پر ہزار بیداریاں قربان ہوں-- میں عرض کر رہا تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں حکم ملا کہ اللہ کی راہ میں اسماعیل کو قربان کر دیں-- آپ نے حکم ملتے ہی بیٹے سے پوچھا اور بیٹے نے فوراً اپنی جان پیش کر دی-- پھر آپ نے ان کو پیشانی کے بل زمین پر لٹایا---

دل تو جاتا ہے اس کے کوچے میں

جا میری جان، جا، خدا حافظ!

زمین پر لٹاتا تھا کہ رحمت الٰہی جوش میں آئی اور اچانک آواز آئی--

"اے ابراہیم! تم نے اپنا خواب سچ کر دکھایا--"

اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں کی شان دکھاتا ہے کہ وہ کس طرح اپنی جان ہتھیلی پر رکھے اس کے دربار میں حاضر رہتے ہیں-- یہی وہ اخلاص ہے جس کا ذکر اس آیت کریمہ میں کیا گیا ہے--

الا للہ الدین الخالص ط

یعنی خبردار ہو جاؤ! اللہ ہی کے لئے خالص عبادت ہے--درود شریف پڑھیں--

ان حضرات عالیہ کا یہ عالم ہے کہ یہ مصیبتوں اور آفتوں کو بھی گلے لگاتے ہیں اور عام انسانوں کی طرح فرار اختیار نہیں کرتے--اللہ اکبر!

حضرت حسین بن منصور الحلاج رحمتہ اللہ علیہ یہ دعا مانگ رہے ہیں!

Marfat.com

"اے اللہ! سارے جہاں کی مصیبتیں اور آفتیں مجھ کو عطا فرما--"!

اللہ اللہ یہ حضرات تو بزبان حال کہہ رہے ہیں --ع

تیرا کرم کہ تو نے دیا دل دکھا ہوا

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "اللہ کے محبوبوں کو اللہ کے انعا
میں بھی لطف آتا ہے اور ایلام یعنی مصیبت میں بھی لطف آتا ہے" -- پھر فرماتے ہیں--
"انعام سے زیادہ ایلام میں لطف آتا ہے کیونکہ انعام کی لذت میں انسان کا نفس بھی
شریک ہوتا ہے اور ایلام کی لذت میں انسان کا نفس شریک نہیں ہوتا- اسی لئے اس کی
لذت خالص لذت ہوتی ہے--"

صاحب عرس حضرت مفتی اعظم کی پاک زندگی ایسی مثالوں سے بھری پڑی ہے--
آپ نے ہر مصیبت کو خوشی خوشی برداشت کیا-ے

آلام روزگار کو آسان بنادیا
جو غم ملا اسے غم جاناں بنا دیا

حقیقت یہ ہے کہ سچی محبت کا اندازہ اسی وقت ہوتا ہے جب انسان اللہ کی طرف سے
آزمائشوں میں مبتلا کیا جاتا ہے-- یہ آزمائش کھرے اور کھوٹے انسانوں کو الگ الگ کر دیتی ہے
پھر چمکنے والے چمکتے ہیں اور اپنی چمک سے دوسروں کو بھی چمکا دیتے ہیں--ع

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
مرا دل بھی چمکا دے، چمکانے والے

حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کی شان یہ تھی کہ وہ دن رات اللہ کی عبادت اور اللہ کی
مخلوق کی خدمت میں لگے رہتے تھے-- کبھی اپنے اور اپنے بچوں کے لئے سوچا ہی نہیں--
اپنے سارے معاملات اللہ کے سپرد کر دیئے-- یہاں تک کہ خود کو بھی اللہ کے سپرد
کر دیا-- اور اس کے ہو گئے -- اور حقیقت یہ ہے کہ جو اللہ کا ہو جاتا ہے تو سارا عالم اس کا

Marfat.com

ہو جاتا ہے-- حضرت مفتی اعظم کی زندگی کا ایک لمحہ اور ایک سانس بھی ایسا نہیں گزرا جو اللہ کی یاد سے غافل ہو- صبح سے دوپہر تک، دوپہر سے شام تک اور شام سے رات تک ہر ہر لمحہ اور ہر ہر سانس اللہ اور اللہ کی مخلوق کی خدمت میں گزارا-- حضرت مفتی اعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی مقدس زندگی اخلاص ہی اخلاص تھی- آیئے آپ کی کتاب زندگی کے چند صفحات ملاحظہ کریں--

۱- آپ نے تقریباً ۶۰ سال امامت اور خطابت فرمائی مگر کسی نذرانے پر نظر نہ رکھی-- ساٹھ سال تک فتوے لکھے مگر ہزاروں لاکھوں فتووں میں کسی ایک کا معاوضہ طلب نہیں کیا-- ۶۰ سال تک اللہ کی مخلوق کو تعویذات وغیرہ دیئے مگر اپنی ذات کے لئے ایک پائی بھی نہ لی-- غریب، عزیزوں اور رشتے داروں کی خدمت کی لیکن کبھی زبان پر نہ لائے اور احسان نہ جتایا یہاں تک کہ اپنے دشمنوں اور بدخواہوں کی بھی مالی مدد کی- اللہ اکبر!-- یہ سنت مصطفیٰ ﷺ ہے کہ دشمنوں کو بھی اپنے کرم سے نوازا-- درود شریف پڑھیں--

۲- ۱۹۴۸ء میں دہلی وقف بورڈ نے چاہا کہ آپ کی امامت اور خطابت کے نذرانے میں اضافہ کر دیا جائے کیونکہ یہ نذرانہ بہت معمولی تھا مگر آپ نے وقف بورڈ کو لکھا کہ مسجد کے غریب مؤذنوں، فراشوں، دربانوں کی تنخواہوں میں اضافہ کر دیا جائے کہ وہ مجھ سے زیادہ ضرورت مند ہیں-- اگر وقف بورڈ یہ اضافہ نہیں کر سکتا تو فقیر کا نذرانہ ان غریبوں اور مسکینوں میں تقسیم کر دیا جائے-- اللہ اکبر!-- یہ ہے اخلاص!

حضرت مفتی اعظم نے تحریک پاکستان کی بڑی حمایت کی-- قائد اعظم محمد علی جناح اور قائد ملت لیاقت علی خان دونوں آپ کا احترام کرتے تھے-- جب پاکستان وجود میں آیا اور پاکستان کے مسلمانوں نے آپ سے پاکستان میں رہنے کے لئے درخواست کی تو آپ نے جو جواب دیا وہ سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہے- آپ نے فرمایا :-

"دہلی کے غریب مسلمانوں کو کس پر چھوڑ کر چلا آؤں- آپ کو پاکستان

Marfat.com

مبارک ہو۔اللہ پاکستان کو محفوظ رکھے--"اللہ اکبر--

آپ نے غریب مسلمانوں کیلئے اپنی راحتوں کو قربان کردی ااور کسی حال میں ان کو نہ چھوڑا--ایسی ہستیاں اب ڈھونڈے بھی نہ ملیں گی---

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے، چمن میں دیدہ ور پیدا

الغرض حضرت مفتی اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی پاک زندگی، اخلاص، کی آئینہ دار تھی--

مفتی اعظم اخلاص کاایک روشن مینارا تھے--جس کی شعاؤں نے تاریک سینوں کو منور کردیااور زندگی میں ایک انقلاب برپا کردیا--اب وہ ہم میں نہیں مگران کی یاد میں وہ نورانیت ہے کہ جب یاد آتی ہے تو یہ عالم ہوتا ہے!۔

دل نور، جگر نور، زباں نور، نظر نور
یہ کیا ہے مری خاطر ناشاد کا عالم

وَمَا عَلَیْنَا اِلاَّ الْبَلاَغ

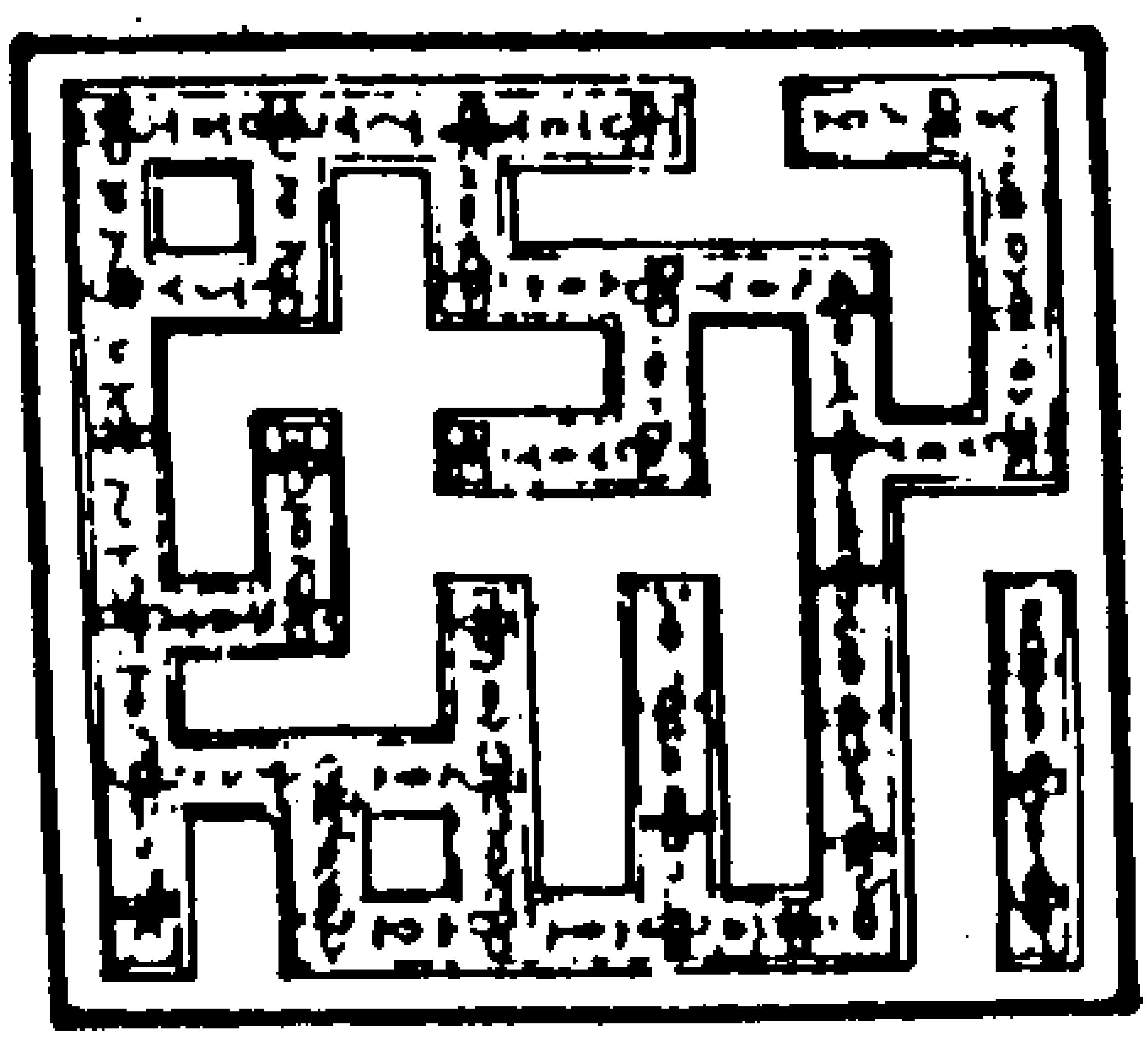

Marfat.com

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

اَعُوْذُ بِا اللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

(ب)

اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ ط(سورۃ زمر : ۳)

خبر دار ہو جاؤ! اللہ ہی کے لئے خالص عبادت ہے۔

اس آیۂ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو خبر دار کیا ہے کہ وہ صرف اللہ ہی کی عبادت اور پرستش کریں اور اللہ کی عبادت میں کسی اور کو شریک نہ کریں ۔جب حضور اکرم ﷺ دنیا میں تشریف لائے اور نبوت و رسالت کا اعلان فرمایا تو دنیا کی حالت یہ تھی کہ کوئی آفتاب کی پرستش کر رہا تھا، کوئی ستاروں کی، کوئی درختوں کی پوجا کر رہا تھا تو کوئی بتوں کی ۔۔ کفر و شرک کی اس تاریک فضا میں حضور اکرم ﷺ نے اللہ کا یہ پیغام سنایا کہ نہ آفتاب اس لائق ہے کہ اس کی پرستش کی جائے ، نہ ستارے اس لائق ہیں کہ ان کی پرستش کی جائے ، نہ درخت اس لائق ہیں کہ ان کو پوجا جائے ، نہ پتھر کہ بت اس لائق ہیں کہ ان کی پرستش کی جائے ۔۔ پرستش اور عبادت کی لائق کوئی ہستی اگر ہے تو وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی ہستی ہے۔ توحید کے اس تصور نے عرب کے کمزور انسانوں کو اتنا طاقتور بنادیا کہ وہ دنیا میں عظیم سلطنتوں، تہذیبوں اور تمدنوں کے بانی بن کر اُبھرے ۔۔

توحید کے اس سبق کے ساتھ ساتھ اللہ تبارک تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ سے محبت اور کامل اطاعت کا بھی حکم فرمایا چنانچہ ایک آیت میں یوں فرمایا :۔

’’آپ اُن سے فرمادیجئے۔اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اطاعت کرو، اگر تم نے میری اطاعت کی تو تم اللہ کے محبوب بن جاو گے ۔۔

Marfat.com

اسی طرح ایک اور آیت میں حضور اکرم ﷺ سے والہانہ محبت کا حکم دیتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے۔۔

"آپ فرما دیجئے اگر تم اپنے والدین، اپنے بیٹوں، اپنے بھائیوں، اپنی بیویوں، اپنے رشتہ داروں، اپنے مال و دولت، اپنے مالِ تجارت، اپنے محلوں اور مکانوں کو اللہ اور اس کے رسول سے زیادہ عزیز رکھتے ہو تو اللہ کے عذاب کا انتظار کرو۔" آیت ۲۴ (سورہ التوبہ)

اس آیت کریمہ میں صاف فرمادیا کہ اللہ اور رسول کی محبت کے آگے دنیا کی ہر چیز کو ہیچ سمجھا جائے اور ایسی وابستگی پیدا کی جائے کہ ان کی یاد کے سامنے ہر چیز فراموش ہو جائے ؎

دو عالم سے کرتی ہے بے گانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

حقیقت یہ ہے کہ عبادت جب ہی قبول ہوتی ہے جب اللہ کے محبوبوں سے محبت کا حق ادا کیا جائے اور سچ تو یہ ہے کہ اللہ کے محبوبوں سے محبت ہی اللہ سے محبت ہے کیونکہ یہ کسی اور کے محبوب نہیں اللہ کے محبوب ہیں۔۔ ابلیس کا واقعہ ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ ابلیس فرشتوں کا استاد تھا بڑا عابد و زاہد اور عالم و فاضل۔۔ اُس نے ہزاروں برس اللہ کی عبادت کی اور ہزاروں برس فرشتوں کو تعلیم دی۔۔ وہ فرشتوں کا معلم تھا وہ اللہ کا اطاعت شعار بندہ تھا لیکن جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس کو حضرت آدم علیہ السلام کی تعظیم و تکریم کا حکم دیا تو اس نے انکار کیا، انکار کرتے ہی اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مردود کر دیا۔۔ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کے دل میں انبیاء کا احترام نہیں، انبیاء کی عزت نہیں، انبیاء کی تعظیم نہیں اس کی عبادت اللہ کے نزدیک مقبول نہیں۔۔ عبادت جب ہی مقبول ہوتی ہے۔ جب اللہ کے محبوبوں سے محبت ہوتی ہے یہ محبت نہیں تو عبادت، عبادت نہیں۔

Marfat.com

اولیاءاللہ انبیاء علیہ السلام کے جانشین ہیں۔ جس طرح ایمان کی تکمیل کے لئے انبیاء علیہ السلام سے محبت ضروری ہے۔ اسی طرح ایمان کی تکمیل کے لئے اہل اللہ سے محبت بھی ضروری ہے۔ ان کی صحبت سے دل میں روشنی پیدا ہوتی ہے۔ اور ایک ایسا سرور و کیف میسر آتا ہے جس کو ایمان والا ہی محسوس کرتا ہے۔ اسی لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن حکیم کے شروع ہوتے ہی سورہ فاتحہ میں جہاں اپنا ذکر فرمایا وہاں اپنے محبوبوں کا بھی ذکر فرمایا ہے اور ہم کو یہ ہدایت کی کہ ہم ہمیشہ یہ دعا کریں۔

"اے اللہ تو ہم کو محبوبوں کا راستہ دکھا"

بیشک ان کا راستہ ہی سیدھا راستہ ہے ہم ان کے راستے پر چل کر ہی منزل تک پہنچ سکتے ہیں۔

انہی اولیاء اللہ میں مفتی اعظم ہند شاہ محمد مظہر اللہ رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔ جن کا وصال ماہ شعبان میں ہوا۔ وہ عالم اسلام کے بہت بڑے عالم اور سچے عاشق رسول تھے۔ یہ ان کا عشق رسول ہی تھا کہ جب وہ نماز کی امامت فرماتے تو نمازیوں کو یوں محسوس ہوتا کہ وہ اللہ کے سامنے کھڑے ہیں۔ سوز و گداز کا وہ عالم ہوتا کہ جس کو بیاں نہیں کیا جاسکتا اس میں شک نہیں عبادت اللہ ہی کے لئے ہے لیکن اس عبادت کا کوئی جواب نہیں جو ایک ولی کامل کے زیر سایہ اور اس کی امامت میں ادا کی جائے اللہ تعالیٰ ہم کو اہل اللہ کے دامن سے وابستہ رکھے اور حضرت مفتی اعظم علیہ رحمہ کہ روحانی اور عملی فیض سے مالا مال فرمائے۔ آمین۔ یارب اللہ عالمین

السلام اے نائب ختم رسل — السلام اے نائب مختار کل
السلام اے ہادئی دنیا و دین — السلام اے رہنمائے بہترین
السلام اے صاحب روشن جبیں — السلام اے صاحب روئے حسیں
السلام اے حضرت مسند نشین — السلام اے صورت مہر جبین
یا غریب و بے کساں را بس توئی — یا محمد مظہر اللہ شاہ ولی

وَمَا عَلَیْنَا اِلاَّ الْبَلاَغ

Marfat.com

(۲۰)

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم
اَعُوْذُ بِا اللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ O عَلَّمَ الاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْO ط (علق : ۴-۵)

ترجمہ :- جس نے قلم سے لکھنا سکھایا--- انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا---

آج ہندوستان کے ایک جلیل القدر عالم اور عظیم القدر عارف حضرت مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ کی یاد میں عرس مبارک کی یہ محفل منعقد کی گئی ہے--- محبوبوں کی محفل ذکر و فکر اس لئے سجائی جاتی ہے تاکہ ان کی یاد قائم رہے، حوصلہ ملتا رہے، علم و عمل میں بہار آتی رہے--- اس دورِ پر آشوب میں تو ان کی یاد اور بھی ضروری ہے، چاروں طرف سے کالی گھٹائیں آ رہی ہیں، ان تاریکیوں میں انھیں کی سیرت آفتاب و ماہتاب بن کر اندھیروں میں اجالا کرتی ہے اور بھٹکے ہوؤں کو راستہ پر لگاتی ہے---

اللہ کے محبوبوں کا ذکر کرنا سنت الٰہی ہے--- اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بہت سے انبیاء کا ذکر فرمایا ہے-- مثلاً : حضرت آدم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت یونس علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضور اکرم ﷺ کے ذکر پاک سے پورا قرآن کریم

Marfat.com

گونج رہا ہے--- حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے محبوبوں کے ذکر سے ایمان میں حرارت پیدا ہوتی ہے اور دل مضبوط ہوتے ہیں- اسی لئے قرآن کریم میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ سے فرمایا :-

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ج

(ھود : ۱۲۰)

ترجمہ :- اور سب کچھ ہم تمہیں رسولوں کی خبریں سناتیں ہیں- جس سے تمہارا دل ٹھہرائیں---

اصل میں یہ آیت ہمارے لئے موعظت و نصیحت ہے جس میں اس طرف اشارہ ملتا ہے کہ اللہ کے محبوبوں کا ذکر ہوتا رہے تاکہ دلوں کو حوصلہ ملتا رہے-

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا :-

"کہ انبیاء اور اہل اللہ کے ذکر اذکار اللہ کے لشکروں میں سے ایک عظیم لشکر ہے-"

اس لئے ہم کو سنت الٰہی پر عمل کرتے ہوئے ایسی محفلیں قائم کرنی چاہئیں جن میں حضور اکرم ﷺ اور آپ کے غلاموں کا ذکر کیا جائے--- عرس کی محفل بھی ایسی ہی محفلوں میں ایک عظیم محفل ہے---

جو آیات کریمہ آپ کے سامنے تلاوت کی گئیں یہ سورۃ علق کی چوتھی اور پانچویں آیتیں ہیں---اس میں اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے اس عظیم احسان کا ذکر فرمایا ہے کہ اس نے قلم کے ذریعہ انسان کو ان علوم و فنون سے آشنا کیا- جو وہ نہ جانتا تھا---- حضور اکرم ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے جزیرۂ عرب میں جہالت کی تاریکی پھیلی ہوئی تھی، لکھنے پڑھنے کا عام رواج نہ تھا اور حد تو یہ ہے کہ لکھتے ہوئے لوگ شرماتے تھے-اسی لئے وہ تہذیب و تمدن کے لحاظ سے پیچھے رہ گئے تھے اور اتنے بے خبر ہوگئے تھے کہ کوئی بتوں کو سجدہ کرتا تھا، کوئی

Marfat.com

درختوں کو سجدہ کرتا تھا اور کوئی ستاروں کو سجدہ کرتا تھا---وہ دنیا سے بھی بے خبر تھے اور خود اپنے وجود سے بھی بے خبر تھے، ان کو نہیں معلوم تھا کہ ان کے اندر ایک عظیم قوت خوابیدہ ہے- بہر حال ایسے تاریک ماحول میں انسان کے ذہن پیاسے تھے اور اس کی روح تشنہ تھی--- یہ اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے کہ جب کسی چیز کی انسان کو ضرورت ہوتی ہے تو وہ اپنے فضل و کرم سے مہیا فرمایا ہے---جب انسان پیاس سے تڑپنے لگتا ہے تو اچانک آسمان سے بارش ہونے لگتی ہے، مظلوم گڑگڑا کر دعائیں مانگتا ہے تو اس کی دعا قبول ہو جاتی ہے اور اللہ کی رحمت برسنے لگتی ہے---بعثت نبوی سے پہلے انسان ہدایت کے لئے بے چین تھا اور حضور اکرم ﷺ غار حرا میں اللہ کے پیغام کا انتظار فرما رہے تھے کہ ایک رات اچانک حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور فرمایا :-

''اقرأ'' یعنی پڑھیے، آپ نے فرمایا ''میں پڑھنے والا نہیں ہوں---'' پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے یہی فرمایا اور آپ نے یہی جواب دیا--- پھر تیسری بار حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا :-

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَۚ (علق :۱)

پڑھیے اپنے رب کے نام سے----

تو آپ نے پڑھنا شروع کیا---

اس واقعہ سے اشارہ ملتا ہے جب قرآن پڑھا جائے تو اللہ کے نام سے شروع کیا جائے کہ حضور اکرم ﷺ نے قرآن جب پڑھا جب حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پروردگار عالم کا نام لیا--- سبحان اللہ !

قرآن کریم کی شان یہ ہے کہ اس میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے علوم ماکان و مایکون بھر دیئے ہیں اور یہ سارے کے سارے علوم سینۂ مصطفیٰ ﷺ میں سما گئے---احادیث شریفہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے صدیوں بعد ہونے والے واقعات کی پہلے ہی پیش

Marfat.com

گوئی فرمادی اور ایک ایک کر کے ہر بات ہم کو بتادی --- حدیث شریف میں آتا ہے ---- کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک طویل خطبہ ارشاد فرمایا جس میں صحابہ کرام کو قیامت تک ہونے والے واقعات ایک ایک کر کے بتادیئے، جس کو یاد رہا یاد رہا اور جو بھول گیا وہ بھول گیا ---

حقیقت یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی تشریف آوری اور قرآن کریم کے نزول سے انسان کو وہ سرفرازی ملی جو اس سے پہلے نہیں ملی تھی ---- چنانچہ قرآن کریم میں ایک جگہ ارشاد فرمایا :-

لَقَدْ خَلَقْنَا الاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ۵ (التین : ۴)

''بے شک ہم نے انسان کو بہترین ساخت میں پیدا فرمایا ---''

یعنی مخلوقات میں سب سے زیادہ حسین و خوبصورت انسان کو بنایا --- پھر دوسری جگہ ارشاد فرمایا :-

خَلَقَ الاِنْسَانَ ۵ عَلَّمَهُ البَیَانْ ۵ (رحمٰن : ۳-۴)

ترجمہ :-''ہم نے انسان کو پیدا کیا اور اس کو بولنا سکھایا'' ----

یعنی ایسی قوت گویائی عطا فرمائی جو کسی جاندار کو عطا نہیں کی گئی یہ انسان اور صرف انسان کو عطا کی گئی ہے ----

پھر تیسری جگہ ارشاد فرمایا :-

اَلَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَم ۵ عَلَّمَ الاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ ۵ (علق : ۴-۵)

ترجمہ :-جس نے قلم سے لکھنا سکھایا، انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا'' ----

یعنی کائنات کی مخلوق میں یہ فضیلت بھی صرف انسان کو حاصل ہے کہ وہ لکھتا بھی ہے اور پڑھتا بھی ہے ----

پھر چوتھی جگہ قلم کی عظمت کو اس طرح بیان فرمایا :-

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ ۵ (قلم : ۱)

''قلم کی قسم اور جو کچھ لکھنے والوں نے لکھا اس کی قسم -----''

Marfat.com

ان آیات کی روشنی میں علم کی فضیلت، تحریر کی جلالت اور انسان کی عظمت کا پتہ چلتا ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کی ساری مخلوق میں انسان سب سے حسین ہے،--- تقریر بھی خوب کرتا ہے اور لکھتا بھی خوب ہے---اس خوبی میں کوئی اس کی نظیر نہیں---

اسلام میں علم کو بڑی فضیلت اور اہمیت حاصل ہے- چنانچہ ایک حدیث شریف میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا :-

''علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے----''

پھر ایک دوسری حدیث شریف میں فرمایا :-

''مھد سے لحد تک علم حاصل کرو----!''

یعنی جب تم اس دنیا میں سانس لینا شروع کرو، اسی لمحے علم حاصل کرنا شروع کردو اور اس وقت تک علم حاصل کرتے رہو جب تک تمہارا تار نفس ٹوٹ نہ جائے---

اسلام نے جو علم کو وقار دیا اس نے دنیا کو ایک نئی زندگی دی اور اس پر ایک نیا نکھار آیا---

ڈاکٹر اسپر نگر نے لکھا ہے-

''نزول قرآن کے بعد دنیا میں علوم و فنون کی بہار آگئی---''

غور فرمائیں وحی کا آغاز لفظ ''اقرأ'' سے ہوا پھر حضور اکرم ﷺ نے خود پڑھا اور ایسا پڑھایا کہ سب پڑھنے لگے--- مکتب و مدرسے قائم ہوئے اور اسلام کے طفیل سارے عالم میں علم کا نور پھیل گیا----

آج جس ہستی کی یاد منائی جارہی ہے- یعنی شیخ الاسلام الحاج مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمۃ--- آپ بہت بڑے عالم، ولی کامل اور عاشق رسول تھے--- جن کا کوئی عمل سنت کے خلاف نہیں تھا--- جنہوں نے سنت کے چراغ روشن کیے، جن کے دست حق پرست پر ہزاروں ہندو اور عیسائی مشرف با اسلام ہوئے--- جن کو دیکھنے سے خدا یاد آتا تھا، ان کے تصور سے بھی ایمان تازہ ہو جاتے ہیں----

Marfat.com

اگر ہم ان آیات کی روشنی میں مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ کی مقدس زندگی کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ ان کی زندگی ان آیات کریمہ کی تفسیر ہے---آپ لوح و قلم کے امین تھے-- آپ نے ستر برس تک فتوے لکھ کر دین و ملت کی خدمت کی--- ستر برس تک خطوط لکھ کر علم و عرفان کے دریا بہائے--- ستر برس تک محض رضائے الٰہی کے لئے نقوش لکھ کر اللہ کی مخلوق کی خدمت کی---- آپ نے لاکھوں فتوے لکھے--- آپ نے لاکھوں خطوط لکھے،---- آپ نے بہت سے رسالے لکھے--- آپ کے علمی آثار آپ کی یادگار ہیں--- آپ نے نہ قلم سے دنیا کمائی اور نہ علم سے دنیا کمائی--- آپ کا یہ وہ امتیاز ہے جس کی نظیر دور جدید میں نہیں ملتی،---- آپ کا ہر عمل محض اللہ کی خوشنودی کے لئے تھا---- اس لئے آپ کی زبان و قلم سے اسرار و معارف کے دریا بہتے تھے----

آپ کی مقدس زندگی کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ آپ نے زندگی میں باتیں بہت کم کی ہیں اور لکھا بہت ہے---اس میں شک نہیں کہ آپ کی زندگی عوام و خواص سب کے لئے ایک مثال ہے، ایک سبق ہے---ایک ایسی زندگی جس کے شب و روز دین کی خدمت میں گزر گئے---ایسی زندگی جو عشق رسول ﷺ سے عبارت ہے----

آج سب بیدار ہیں، آج سب ذوق و شوق سے اللہ کے ایک محبوب کا ذکر سن رہے ہیں---جو عالم عمل تھے، اللہ کے جلیل القدر ولی تھے، جنہوں نے اپنی زبان و قلم سے زندگی بھر مذہب و ملت کی خدمت کی، دلوں کو روشن کیا، روحوں کو بیدار کیا--- بقول محترم پروفیسر فیاض احمد خان کاوش

قطب دوراں تھے مظہر اللہ شاہ   نور ایمان تھے مظہر اللہ شاہ
گل شریعت کے جس میں کھلتے تھے   وہ گلستان تھے مظہر اللہ شاہ
رونق بزم زیست تھی ان سے   شمع فیضاں تھے مظہر اللہ شاہ

وَمَا عَلَیْنَا اِلاَّ الْبَلاَغ

Marfat.com

(۲۱)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد قال النبی ﷺ

الانسان اخ الانسان

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

''انسان انسان کا بھائی ہے۔''

آپ ﷺ نے عالم انسانیت کو عالمی اخوت کا پیغام دیا اور قبائلی رقابتوں اور نسلی تعصبات کے اندھیروں میں یہ بتایا کہ انسان، انسان کا دشمن نہیں بلکہ بھائی ہے۔۔ایک اور حدیث میں آپ نے فرمایا کہ ''ساری کی ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے۔'' اس تصور نے انسانوں کو ایک دوسرے کے قریب کر دیا اور ایک دوسرے سے پیار سکھایا۔ایک حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔۔ ''بہترین انسان وہ ہے جو انسانوں کا خدمت گزار ہو اور ان کی بھلائی میں لگا رہے۔'' آپ نے خود اس پر عمل کر کے دکھایا چنانچہ ایک کافرہ بوڑھی عورت کا سامان اپنے کندھے پر اٹھا کر دوسری جگہ پہنچایا اور دوسری کافرہ بوڑھی عورت کے گھر جا کر اس کی عیادت فرمائی۔۔ آپ کے حسن خلق کو دیکھ کر یہ دونوں عورتیں مسلمان ہو گئیں۔۔۔ ۱۰ھ / ۶۳۲ء میں حضور اکرم ﷺ نے آخری خطبہ ارشاد فرمایا (۱۱ھ / ۶۳۲ میں آپ نے پردہ فرمایا) اس خطبہ سے اندازہ ہوتا ہے آپ کی نظر میں انسانی عظمت کا کیسا دل پذیر تصور تھا۔۔۔آپ نے فرمایا:

> اے لوگو! تمہارا رب ایک، رسول ایک، دین ایک، تمہارا باپ ایک۔۔۔کسی عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر فضیلت نہیں اور نہ ہی گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر فضیلت ہے۔۔فضیلت کا معیار صرف پرہیز گاری ہے۔

Marfat.com

پھر آپ نے قرآن کے الفاظ میں یوں فرمایا :-

یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْ
بًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ط اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ط
(سورہ الحجرات آیت ۱۳)

ترجمہ :-اے انسانو! ہم نے تم سب کو ایک مرد، ایک عورت سے پیدا کیا اور تم کو قبیلہ قبیلہ اور خاندان صرف اس لئے بنادیا کہ تم آپس میں پہچان رکھو--بیشک اللہ کے نزدیک سب سے عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے---

انسانی رشتے سے تو سارے انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں مگر دینی رشتے سے بھی بھائی ہیں اور یہ رشتہ سب رشتوں سے قوی ہے-- حضور اکرم ﷺ نے فرمایا :

''سب مسلمان آپ میں بھائی بھائی ہیں''

اور اسلام ایک دوسرے سے پیوستہ ہیں جیسے پختہ دیوار کی اینٹیں ایک دوسرے سے پیوست ہوتی ہیں-

ایک حدیث میں آپ نے فرمایا : ''مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہے''

یعنی وہ نہ اپنی زبان سے کسی مسلمان کو تکلیف پہنچائے اور نہ اپنے ہاتھ سے---

اللہ تعالیٰ نے سارے انسانوں کے لئے حضور انور ﷺ کو نمونہ بنایا اور آپ سے باربار فرمایا :

--- فَاعْفُوْ وَاصْفَحُوْ ---- تو تم (بدخواہوں اور دشمنوں) کو چھوڑ دو اور درگزر کرو-

--- خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ --اے محبوب! معاف کرنا اپنی عادت بنالو اور بھلائی کا حکم دو-

--- ------------لوگوں سے اچھی بات کہو-

اللہ نے حضور انور ﷺ کی تربیت فرمائی اور آپ نے سب انسان کی تربیت فرمائی---آپ نے انسان کا احترام کیا اور انسانوں کی بات کی- آپ کی باتیں سن سن کر انسان حیران ہوتا ہے،

Marfat.com

آپ نے فرمایا----

--- جس نے کسی زیر معاہدہ غیر مسلم کو قتل کیا، جنت کی خوشبو نہ سونگھے گا۔

--- جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

--- تم میں سے کوئی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوگا جب تک کہ لوگوں کے لئے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

--- لوگوں کے لئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو تاکہ تم مسلمان ہو جاؤ۔

--- آپس میں ایک دوسرے سے کینہ نہ رکھو، ایک دوسرے پر حسد نہ کرو اور ایک دوسرے سے منہ نہ پھیرو اور سب مل کر خدا کے بندے ہو جاؤ اور آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔

اچھی نصیحتیں اور اچھی اچھی باتیں تو سب کر سکتے ہیں اور کرتے ہیں مگر دیکھنا یہ ہے جو کچھ کہا گیا، کر کے بھی دکھایا گیا؟--- سب بولتے ہوئے نظر آتے ہیں کرتے ہوئے بہت کم نظر آتے ہیں--- مگر حضور انور ﷺ نے جو کچھ فرمایا اس پر عمل کر کے دکھایا--- آپ عمل میں سب انسانوں پر سبقت لے گئے-- آپ کی مبارک زندگی کا یہ پہلو بڑا ہی روشن اور تابناک ہے--- جب انسان حضور انور ﷺ کی معاشرتی زندگی اور عملی دنیا دیکھتا ہے تو حیران رہ جاتا ہے، آپ نے اس شان کی رواداری کا مظاہرہ فرمایا جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی--- افسوس ہم حضور ﷺ کے راستے سے بہت دور چلے گئے!----

حضور اکرم ﷺ نے اسلامی اخوت کو قائم کرنے کے لئے ایثار و قربانی کا درس دیا-- حضور انور ﷺ کے عہدِ مبارک میں قبائلی جنگیں عام تھیں--- آپ نے قدم بڑھایا اور سب سے پہلے آپ نے ان قاتلوں کو معاف کیا جنھوں نے آپ کے خاندان کے لوگوں کو قتل کیا تھا--- پھر سب نے اپنے اپنے قاتلوں کو معاف کر دیا-- اس طرح بدلہ لینے کا یہ خونی سلسلہ جو صدیوں سے چلا آرہا تھا اچانک ختم ہو گیا اور آپ نے جانی دشمنوں کو بھائی بھائی بنا دیا یہ آپ کا عظیم معجزہ ہے--

قرآن کریم نے اس معجزے کا یوں ذکر فرمایا:-

Marfat.com

وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ
فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖ اِخْوَانًا ج (سورۃ آل عمران : ۱۰۳)

ترجمہ :- اور اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب تم میں بیر تھا، اس نے تمہارے دلوں میں ملاپ کر دیا تو اس کے فضل سے تم آپس میں بھائی ہو گئے -

یعنی تم آپس میں ایک دوسرے کا خون بہا کر تباہ ہو رہے تھے اللہ نے رحمت عالم ﷺ کو بھیجا اور آپ نے سب کو بھائی بھائی بنا دیا-

حضور اکرم ﷺ نے اسلامی اخوت قائم کرنے کے لئے عدل قائم کیا اور ہر قسم کے تعصب کی بیخ کنی فرمائی کیونکہ یہ تعصبات ہی ہیں جو عدل قائم کرنے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں-

حضور انور ﷺ نے عدل سے بڑھ کر احسان پر عمل فرمایا- عدل یہ ہے کہ حق دار کو اس کا حق دے دیا جائے اور احسان یہ ہے کہ حق سے زیادہ دیا جائے بلکہ اپنا حق بھی دے دیا جائے--- حضور انور ﷺ نے خوب دیا یہاں تک کہ اپنے لئے کچھ نہ رکھا، سب کچھ لٹا دیا- سبحان اللہ ـ

ظاہر میں غریب الغربا پھر بھی یہ عالم
شاہوں سے سوا سطوت سلطان مدینہ

اس میں شک نہیں ہمارے تمام مسائل کا حل عدل قائم کرنے میں ہے-- اگر ہمارے دماغ عدل سے روشن ہو جائیں اور ہمارے دل عشق مصطفیٰ ﷺ سے منور ہو جائیں تو ہر طرف اجالا ہی اجالا ہو جائے گا--

اس دور کی ظلمت میں ہر قلب پریشاں کو
وہ داغ محبت دے جو چاند کو شرما دے
آمین---الٰھم آمین

Marfat.com

(۲۲)

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم
اَعُوْذُ بِا اللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

(الف)

وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۴۳ (سورۃ شوریٰ : ۴۳)

ترجمہ :- اور بیشک جس نے صبر کیا اور (اپنے دشمنوں اور مخالفوں کو) معاف کر دیا تو یہ بڑی ہمت کی بات ہے---

اس میں شک نہیں کہ مصیبتوں کے وقت اپنے جذبات کو قابو میں رکھنا اور صبر کرنا کوئی آسان کام نہیں---اہل دنیا پر جب مصیبت آتی ہے تو وہ گھبرا جاتے ہیں اور اس گھبراہٹ کے عالم میں وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ اگر وہ صبر کرتے تو ان کے لئے مصیبت سہنا آسان ہوتا---انبیاء علیھم السلام اور اولیاء کرام کی سیرتوں کا مطالعہ کریں تو ہمیں ان کی زندگی کا یہ باب نہایت روشن نظر آتا ہے--- حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت ایوب علیہ السلام پہ کتنی مصیبتیں آئیں لیکن ان حضرات عالیہ نے حیرت انگیز حوصلے کے ساتھ مصیبتوں کو برداشت کیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص کرم سے وہ مصیبتیں دور فرمادیں اور ان کو اپنے انعامات سے سرفراز فرمایا-- خود ہمارے آقا و مولیٰ جناب رسالت مآب ﷺ کی حیات طیبہ میں کیسے کیسے کٹھن مرحلے آئے لیکن آپ نے حیرت انگیز بلند ہمتی سے ان کو برداشت کیا اور اپنی امت کو یہ سبق دیا کہ جب

Marfat.com

کبھی زندگی میں کوئی مصیبت آئے تو انسان کو گھبرانا نہیں چاہئے بلکہ مولیٰ تعالیٰ سے اپنے تعلق کو اور قوی کر لینا چاہئے--- مولیٰ تعالیٰ کی معیت سے سارے دکھ درد دور ہو جاتے ہیں---

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو جب جہانگیر نے قلعہ گوالیار میں قید کیا تو آپ نے اپنے مضطرب و بے قرار اہل خانہ اور مریدوں کو یہ نصیحت فرمائی کہ اس مصیبت کے وقت گھبرانا نہیں چاہئے بلکہ اللہ تعالیٰ کی یاد کو دل میں بسا لینا چاہئے اور ہر وقت اسی کی طرف متوجہ رہنا چاہئے--- صاحب عرس حضرت مفتی اعظم ہند شاہ محمد مظہر اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا یہ باب نہایت ہی تابناک ہے- آپ کی پوری زندگی مصائب و آلام سے عبارت ہے لیکن آپ نے کٹھن سے کٹھن گھڑی میں بھی اپنے درد و غم کو کسی سے بیان نہ فرمایا--- سن ۴۹ میں جب آپ کے صاحبزادے عالم نوجوان مولانا منظور احمد رحمۃ اللہ علیہ پر شدید علالت کے بعد نزع کا عالم طاری ہوا اور حیدر آباد سے دہلی حضرت کو اطلاع دی گئی تو آپ نے اضطراب کے عالم میں یہی فرمایا کہ ان سے کہہ دو کہ مولیٰ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہیں--- اسی طرح حضرت کے دوسرے صاحبزادے عالم نوجوان مولانا منور احمد رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا غسل کے بعد جب ان کی میت کفنا کر رکھی گئی تو ان کے حسن و نکھار کا عالم قابلِ دید تھا--- حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ سرہانے کھڑے ان کے تابناک چہرے کو دیکھ رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ اے مولیٰ تعالیٰ تیرا بندہ مضطرب و بے قرار نہیں وہ تیری رضا پر راضی ہے---

حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں بیسیوں ایسے واقعات ہیں جن سے آپ کے بے پناہ صبر و استقامت کا اندازہ ہوتا ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی حیات طیبہ قرآن کریم کی عملی تفسیر تھی--- اقبال کا یہ شعر آپ پر صادق آتا ہے--؎

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

Marfat.com

جو آیہ کریمہ تلاوت کی گئی اس میں صبر کے ساتھ ساتھ یہ فرمایا گیا ہے۔اور جس نے (اپنے دشمنوں اور مخالفوں کو) معاف کر دیا تو یہ بڑی ہمت کی بات ہے--- یعنی صبر کرنے والوں اور دشمنوں کو معاف کرنے والوں کو یہ انعام عطا فرمایا کہ ان کو اپنے بندوں میں اولوالعزم قرار دیا---انبیاء علیہ السلام کی زندگی کا مطالعہ کریں توان کی زندگی کا یہ باب بھی روشن نظر آتا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام پر ان کے بھائیوں نے کیسے کیسے ظلم ڈھائے لیکن جب بالآخر برسہابرس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام کے حضور نادم وشرم سار حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا---

لَاتَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ

یعنی : آج تم پر کوئی گرفت نہیں---

آپ نے اپنے بھائیوں کو نہ صرف معاف کیابلکہ انعام واکرام سے بھی نوازا---بے شک دشمن کو معاف کرنا ہمت کی بات ہے لیکن اسی دشمن کو انعام واکرام سے نوازنا بہت ہی ہمت کی بات ہے-- حضور اکرم ﷺ فتح مکہ کے وقت جب مکہ معظمہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سامنے سب جانی دشمن موجود تھے جنہوں نے آپ کو طرح طرح کی ایضائیاں دیں آپ کی جان کے درپئے ہوئے اور وطن چھوڑنے پر مجبور کیا اور اتنی تکلیفیں پہنچائیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں جتنی تکلیفیں مجھے پہنچائی گئیں کسی انسان کو اتنی تکلیفیں نہیں پہنچائی گئیں---

ایسے دشمن آپ کی خدمت میں حاضر تھے، لرز رہے تھے، شاید اس لئے کہ وہ یہ سمجھتے تھے کہ جس طرح فاتح بادشاہ مفتوح قوم کو قتل کر دیا کرتے تھے۔اسی طرح ان کو بھی قتل کروادیا جائے گا لیکن نہیں شان رحمت تو ملاحظہ فرمائیں آپ نے اس موقع پر وہی کلمات ادا فرمائے جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو معاف کرتے ہوئے فرمائے

Marfat.com

ـھے---آپ نے فرمایا "تم پر کوئی گرفت نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو-"

یہی نہیں بلکہ یہ انعام فرمایا کہ جن کفار و مشرکین نے مہاجرین کے مکانوں پر قبضہ کر لیا تھا- آپ نے وہ مکان انہی کے پاس رہنے دیئے---آپ کی اس وسعت قلبی اور دریادلی نے ایسا متاثر کیا کہ رفتہ رفتہ سب مسلمان ہو گئے-----

اولیاء اللہ میں حضرت مجدد الفثانی رحمۃ اللہ علیہ کو جیسے کہ عرض کیا گیا جہانگیر نے گوالیار کے قلعہ میں قید کیا لیکن آپ نے اپنے خلفا کو لکھا کہ

"یہ قید اللہ کی طرف سے آئی ہے اس لئے ہم کو محبوب ہے اور یہ قید جہانگیر نے ہم تک پہنچائی ہے اس لئے جہانگیر بھی محبوب ہے---خبردار اس کو کچھ نہ کہنا اور اس کے خلاف بغاوت نہ کرنا---"

سبحان اللہ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دشمن کو کیسے معاف کیا اور کس طرح گلے لگایا---

صاحب عرس مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں عفو درگزر کا باب نہایت ہی روشن ہے- آپ نے ہمیشہ اپنے دشمنوں اور بدخواہوں کو معاف کیا اور نہ صرف معاف کیا بلکہ ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے رہے جس کی کان و کان خبر تک نہ ہوئی- سن 47 میں ایک مرتبہ ایک سکھ نے آپ کو شہید کرنے کے لئے تلوار نکالنا چاہی مگر وہ آپ کو شہید نہ کر سکا آپ نے اس کو معاف کر دیا- سن ۴۷ کے فسادات کے زمانے میں ایک ہندو سرکاری افسر نے آپ کے مکان پر قبضہ کر لیا جب حکومت کے علم میں یہ بات آئی تو گرفتار کر کے آپ کے سامنے پیش کیا لیکن آپ نے اس کو معاف کر دیا---الغرض آپ کی زندگی قرآن کریم کی اس آیت کی جیتی جاگتی تفسیر تھی---

وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ (سورہ شوریٰ : ۴۳)

حقیقت یہ ہے کہ اس پر آشوب دور میں جب کہ بھائی بھائی کے خون کا پیاسا بنا ہوا ہے

Marfat.com

اس آیت پر عمل کیا جائے اور انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے نمونوں کو سامنے ر
جائے تو ہو نہیں سکتا کہ دشمنیاں دوستیوں میں بدل جائیں اور اخوت و محبت کا وہ سماں سا
آجائے جو اسلام کا مقصود ہے۔

یہی مقصود فطرت ہے یہی رمز مسلمانی
اخوت کی جہانگیری محبت کی فراوانی

وَمَا عَلَيْنَا إِلاَّ الْبَلاَغ

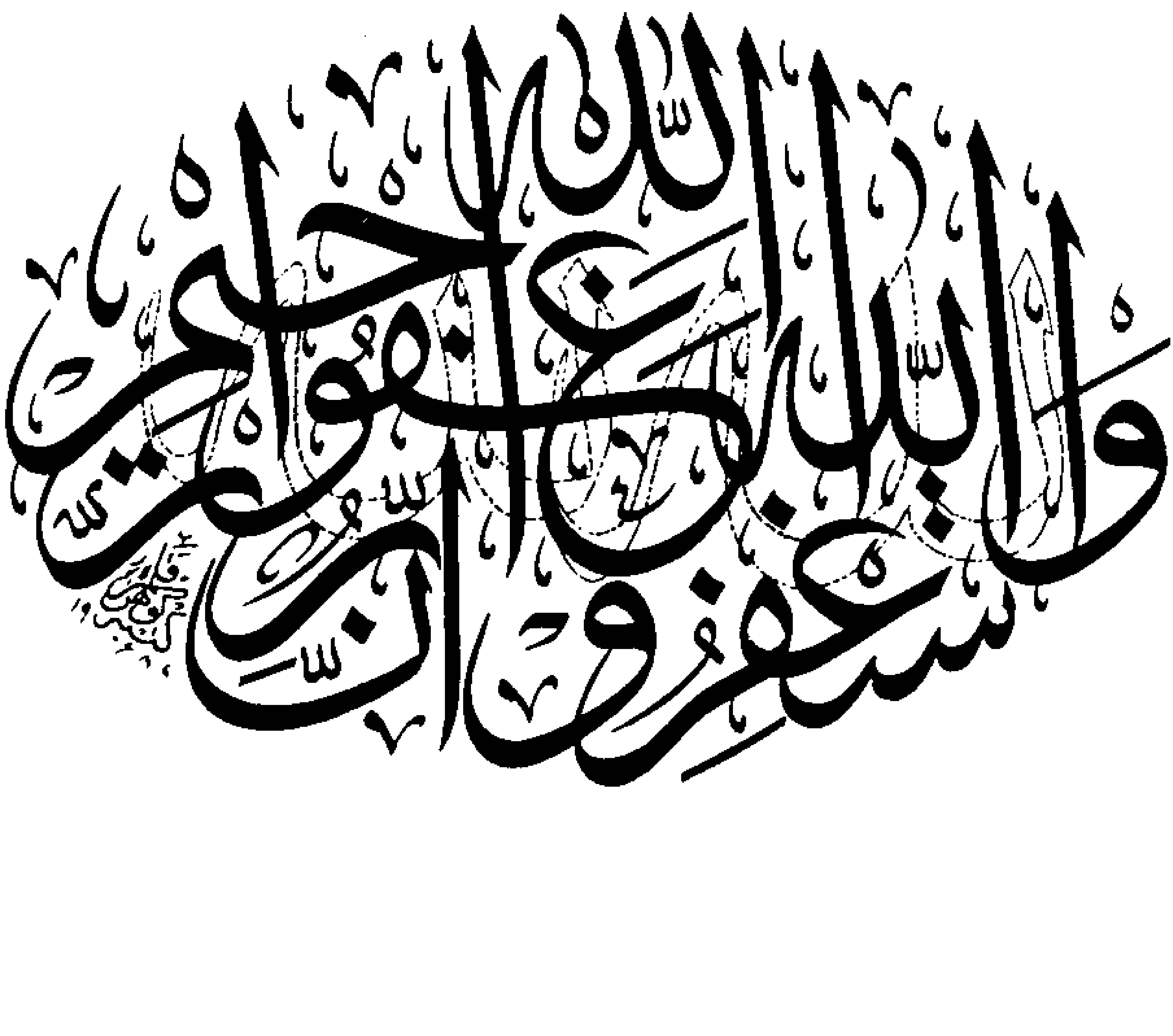

Marfat.com

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡم

اَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

(ب)

وَلَمَنۡ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِکَ لَمِنۡ عَزۡمِ الۡاُمُوۡر (شوریٰ : ۴۳)

ترجمہ :- اور جس نے صبر کیا اور معاف کر دیا تو یہ بڑی ہمت کی بات ہے

اس میں شک نہیں دشمنوں اور بد خواہوں کی ایذا رسانی پر صبر کرنا اور بدلہ لینے کی طاقت رکھتے ہوئے دشمن کو معاف کر دینا بڑی ہمت کی بات ہے-- قرآن کریم میں ہم کو یہی درس دیا گیا ہے کہ ہم بدی کا مقابلہ نیکی سے کریں، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے--

وَلَاتَسۡتَوِی الۡحَسَنَةُ وَلَاالسَّیِّئَةُ ؕ اِدۡفَعۡ بِالَّتِیۡ هِیَ اَحۡسَنُ فَاِذَا الَّذِیۡ بَیۡنَکَ وَبَیۡنَهٗ عَدَاوَةٌ کَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیۡمٌ ○ (فصلت : ۳۴)

ترجمہ : نیکی اور بدی ایک جیسی نہیں۔ "اے سننے والے ! برائی کو بھلائی سے دور کر (اگر تو نے ایسا کیا) تو وہ کہ تیرے اور اس کے درمیان دشمنی تھی ایسا ہو جائے گا جیسا جگری دوست----

نیکی کا بدلہ بدی سے دینا درندے کی صفت ہے-- اور نیکی کا بدلہ نیکی سے دینا حیوان کی صفت ہے--- لیکن بدی کا بدلہ نیکی سے دینا الوالعزم انسانوں کی شان ہے--- حضور اکرم ﷺ نے اپنے قول و عمل سے ہمیں بتایا کہ انسانیت کیا ہے--- جب آپ تشریف لائے تو انسان کو انسانیت کا علم نہ تھا--- آپ نے انسان کو انسانیت سے آشنا فرمایا--- آپ نے دشمنوں کو نہ صرف معاف کیا بلکہ ان کو اپنے کرم سے خوب نوازا--- بازار طائف، ہجرت مدینہ منورہ اور فتح مکہ کے عظیم واقعات ہمارے سامنے ہیں--- حضور اکرم ﷺ نے صبر اور

Marfat.com

عفو در گزر سے دشمنوں کے دل جیت لئے، جان لینے والوں کو اپنا جاں نثار بنایا---اور انہ
نے اپنی عزت و آبرو اور جان و مال سب کچھ آپ پر قربان کر دیا--- دنیا کی تاریخ میں
انقلاب نظر نہیں آتا کہ کسی کی جان لینے والے اس پر جان نچھاور کرنے لگے ہوں---

حضور اکرم ﷺ نے ہم کو صبر اور در گزر کا درس دیا آپ کا ایک ایک ارشاد جان
لگانے اور دل میں رکھنے کے قابل ہے--

آپ نے فرمایا :-

ان اللہ رفیق یحب الرفق یعطی علی الرفق مالا یعطی علی العنف--- (مسلم شریف، بحوالہ مکتوبات ربانی دفتر اول مکتوب نمبر ۹۸)

ترجمہ :- اللہ تعالیٰ لطف و کرم کرنے والا ہے، نرمی کو پسند فرماتا ہے---اور نرمی پر وہ کچھ عطا فرماتا ہے جو سختی پر عطا نہیں فرماتا---

آپ نے فرمایا :-

ان الرفق لایکون فی شیٔ الا زانہ ولاینزع من شیٔ الاشانہ--
(مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب نمبر ۹۸)

ترجمہ :- جس چیز میں نرمی ہوتی ہے وہ اس چیز کو خوبصورت و حسین بنا دیتی ہے اور جس چیز سے نرمی نکال لی جائے تو اس کو بد صورت و عیب دار بنا دیتی ہے----

آپ نے فرمایا :-

من یحرم الرفق یحرم الخیر--- (بحوالہ مذکور)

ترجمہ :- جو لطف و نرمی سے محروم کر دیا گیا وہ نیکی سے محروم کر دیا گیا۔

آپ نے فرمایا :-

ان الغضب لیفسد الایمان کما یفسد الصبرا العسل-----
(بیہقی شریف، بحوالہ مذکور)

ترجمہ :- غصہ ایمان کو اس طرح بگاڑ دیتا ہے جس طرح ایلوا شہد کو بگاڑ دیتا ہے--

Marfat.com

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پروردگار عالم سے عرض کیا---"تیرا سب سے پیارا بندہ کون ہے ؟---

فرمایا :-

"من اذاقدر غفر----" (بیہقی شریف، بحوالہ مذکور)

"وہ جو قدرت رکھتے ہوئے معاف کردے----"

ایک صحابی نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا---"مجھے نصیحت فرمائیے---"

آپ نے فرمایا :-

لاتغضب---

غصہ مت کرو---

اس نے بار بار یہی عرض کیا تو یہی فرمایا :-

لاتغضب---- (بخاری شریف، بحوالہ مذکور)

غصہ مت کرو---

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں یہ درخواست پیش کی کہ مختصر ترین الفاظ میں کچھ نصیحت کی جائے---- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے جواب میں حضور اکرم ﷺ کا یہ ارشاد نقل فرمایا :-

من التمس رضی اللہ بسخط الناس کفاہ اللہ مؤنة الناس ومن التمس رضی الناس بسخط اللہ وکلہ اللہ الی الناس----

(رواہ الترمذی، بحوالہ مذکور)

ترجمہ :- جو بندوں کی ناراضگی کی پرواہ کئے بغیر اللہ کی رضا چاہتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو بندوں کی سرکشی سے محفوظ رکھتا ہے---اور جو اللہ کی رضا کی پرواہ کئے بغیر بندوں کی رضا چاہتا ہے-- تو اس کو بندوں کے حوالے کردیا جاتا ہے---

(یہ سب حدیثیں مشکوۃ شریف سے ماخوذ ہیں)

Marfat.com

حضرات اہل اللہ نے قرآن کریم اور حضور اکرم ﷺ کے ان ارشادات کو سامنے رکھا اور انہیں پر عمل کرتے ہوئے ملت اسلامیہ کو وہ روشنی عطا فرمائی جس سے ان کے دین و دنیا روشن ہو گئے ---

صاحب عرس حضرت مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی بھی یہی شان تھی --- انہوں نے ہمیشہ قرآن و سنت پر عمل کیا اپنے اور بیگانوں کی زیادتیوں اور بے ادبیوں کو معاف فرمادیا، ہمیشہ عفو درگزر سے کام لیا --- زندگی میں اپنی جان کے لئے کسی سے بدلہ نہ لیا --- یہ وہ سنت ہے جس پر اولوالعزم اہل اللہ ہی عمل کر سکتے ہیں --- حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کی زندگی ایسے بہت سے واقعات سے معمور ہے --- ۱۹۴۷ء کے فسادات کے زمانے میں ایک سکھ نے آپ کو شہید کرنے کے لئے تلوار سے وار کرنا چاہا، وہ وار کرنے سے پہلے گرفتار کر لیا گیا، آپ کے سامنے پیش کیا گیا اور حکومت وقت نے آپ کو اختیار دیا کہ اس دشمن جان کے لئے جو سزا چاہیں تجویز کریں --- مگر آپ نے فرمایا :-

''میں نے اس کو معاف کیا ---''

بیشک ---- ''جس نے صبر کیا اور معاف کر دیا تو یہ بڑی ہمت کی بات ہے ---'' مدینہ منورہ ہجرت کرتے ہوئے حضور انور ﷺ نے دشمن جان سراقہ بن جعشم کو معاف کیا تھا، حضرت مفتی اعظم نے اسی سنت پر عمل کرتے ہوئے عزیمت کے چراغ روشن کیے ---

حقیقت یہ ہے کہ محبت اور عفو درگزر انسان کو ایک نقطہ پر جمع کرتے ہیں --- اور نفرت و عداوت سے انسان بکھرتے چلے جاتے ہیں --- محبت ایک عظیم قوت ہے --- جو دلوں کو ملاتی اور قوموں کو بناتی ہے ---- علامہ اقبال نے اسی محبت کے لئے دعا کی تھی ---

اس دور کی ظلمت میں ہر قلب پریشاں کو
وہ داغ محبت دے جو چاند کو شرما دے

آمین

وَمَا عَلَیْنَا اِلاَّ الْبَلَاغ

Marfat.com

(۲۳)

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا۔

(سورۃ ھود : ۶)

ترجمہ :اور زمین پر کوئی چلنے والا ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمے نہ ہو--

اس آیہ کریمہ سے معلوم ہوا کہ ہمارے رزق کا کفیل اللہ تبارک و تعالیٰ ہے-- لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم رزق حاصل کرنے کے لئے کوشش نہ کریں کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ ایک دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں---

''انسان کے لئے وہی کچھ ہے جس کے لئے وہ کوشش کرتا ہے''---

بظاہر یہ دونوں آیتیں ایک دوسرے کی ضد معلوم ہوتی ہیں اس لئے کہ ایک آیت میں فرمایا کہ ہم تمہارے رزق کے ذمے دار ہیں اور دوسری آیت میں یہ فرمایا کہ جب تک تم کوشش نہ کروگے تم کو رزق نہیں ملے گا-- لیکن ذرا غور و فکر کیا جائے تو بات سمجھ میں آجاتی ہے-- میں دو مثالیں پیش کرتا ہوں--

۱- ہم دیکھتے ہیں کہ ایک کسان محنت و جانفشانی کرتا ہے کھیت میں ہل چلاتا ہے، بیج بوتا ہے، پانی دیتا ہے-- اس کی محنت یہاں ختم ہو جاتی ہے اور اب وہ اللہ کے فضل کا انتظار کرتا ہے اس لئے کہ رزق فراہم کرنا اس کے بس میں نہیں ہے- رزق کے لئے جو کوشش اس کے بس میں تھی وہ اس نے کرلی-- اس سے زیادہ وہ کچھ نہیں کر سکتا چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :-

Marfat.com

تم میں تو اتنی طاقت نہیں کہ تم زمین میں سے
ایک چھوٹا سا پودا بھی اگا سکو---

۲- ایک اور مثال ملاحظہ فرمائیں-ایک دکاندار دکان میں مال بھرتا ہے، دکان سجاتا ہے اور اللہ کے فضل کے انتظار میں بیٹھ جاتا ہے- جہاں تک اس کو کوشش کرنی تھی کر لی-- خریدار کے دل کو موڑنا اس کے بس میں نہیں، وہ اللہ کے اختیار میں ہے--اللہ تعالیٰ خریدار کے دل موڑتا ہے اور اس طرح اس دکاندار کو رزق فراہم کرتا ہے--

ان مثالوں سے دونوں آیتوں میں مطابقت پیدا ہو گئی یعنی یہ بھی صحیح ہے کہ جب تک انسان کوشش نہیں کرتا اس کو رزق نہیں ملتا اور یہ بھی سچ ہے کہ رزق اللہ اور صرف اللہ پہنچاتا ہے--انسان کے بس کی بات نہیں کہ وہ اپنی لئے خود رزق فراہم کر سکے--

یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ بغیر کوشش کے انسان کو رزق دینے پر قادر نہیں نہیں نہیں وہ ہر چیز پر قادر ہے-- قرآن کریم میں اور تاریخ میں ایسی بہت سی مثالیں ملتی ہیں اللہ تعالیٰ نے بغیر کوشش کے رزق مہیا فرمایا ہے لیکن یہ شان الٰہی ہے--

اور عادت الٰہی یہ ہے کہ وہ کوشش کے بغیر رزق نہیں دیتا--اسی لئے بزرگوں نے بغیر کوشش کے رزق حاصل کرنے سے منع فرمایا ہے اور مانگ کر یا قرض لے کر کھانے کی سخت ممانعت کی ہے چنانچہ حضرت بابا فرید شکر گنج علیہ الرحمہ فرماتے ہیں--

"فقیر مر جاتا ہے کسی سے قرض نہیں لیتا"

اور حضرت سید وارث علی شاہ فرماتے ہیں.

"مر جاؤ مگر کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلاؤ"-

اللہ تعالیٰ ہم کو رزق حلال کے لئے قوت و ہمت عطا فرمائے اور اپنے فضل و کرم سے ہم سب کو نوازے-آمین

وَمَا عَلَینَا اِلاَّ البَلاَغ

Marfat.com

Marfat.com

Idara-e-Mas'udia, Karachi
ادارۂ مسعودیہ کراچی

اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ

Marfat.com

ادارۂ مسعودیہ کراچی Idara-e-Mas'udia, Karachi

اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ

Marfat.com